مواعظِ متکلمِ اسلام

برائے خواتین

1

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
متکلمِ اسلام

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ

نام کتاب ______ مواعظِ متکلمِ اسلام (جلد اول)

بار اشاعت ______ اول

تاریخ طبع ______ اکتوبر 2012

تعداد ______ 1100

مطبع ______ دار الایمان پرنٹرز

باہتمام ______ احناف میڈیا سروس

ویب سائٹ ______ www.ahnafmedia.com

ملنے کے پتے

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا
0321-6353540

دار الایمان فرسٹ فلور زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور
0321-4602218

فہرست

معراج کب اور کیسے ہوا؟ 37

مرکز اصلاح النساء، سرگودھا

مرکز اصلاح النساء، سرگودھا

مرکز اصلاح النساء، سرگودھا

منافقین کی نشانیاں 77

مرکز اصلاح النساء، سرگودھا

عبادت کسے کہتے ہیں؟ 120

دبئی، متحدہ عرب امارات

سرگودھا شہر

اولاد کی تربیت 166

مرکز اصلاح النساء، سرگودھا

دین کی اہمیت

برموقع افتتاح مرکز اصلاح النساء، سرگودھا

خطبہ مسنونہ

الحمد للہ و کفی و الصلوۃ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد:

میری عزیز ماؤ و اور بہنو! اللہ کا بہت بڑا احسان ہے بہت بڑا کرم ہے کہ اللہ نے ہمیں انسان بنایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا اللہ رب العزت نے ہمیں کلمہ اور ایمان کی توفیق عطا فرمائی اللہ رب العزت ان سب نعمتوں کی قدر کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

سب سے بڑی نعمت ایمان

ایمان کتنی بڑی نعمت ہے اس کا اندازہ دنیا میں کم ہے موت کے بعد قبر میں اور قبر کے بعد حشر کی زندگی میں زیادہ ہو گا۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالی بد اعمال لوگوں کو جہنم میں ڈالیں گے اور کفار کو بھی جہنم میں پھینک دیں گے تو کفار مسلمانوں کو طعنہ دیں گے کہ جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تم نے کلمہ پڑھا ہے آج وہ نبی تمہیں جہنم سے نکال نہ سکا۔ تم تو کلمہ پڑھ کر بھی جہنم سے نکل نہ سکے تم تو کلمہ پڑھ کر بھی جہنم میں اور ہم کلمے کا انکار کر کے بھی جہنم میں ہیں۔ حدیث میں ہے کہ اللہ رب العزت کی غیرت کو جوش آئے گا اللہ رب العزت فرشتوں کو حکم دیں گے کہ ہر وہ بندہ جس کے دل میں رتی برابر ایمان ہے اس کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے۔

قرآن کریم میں ہے:

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ

الحجر، 1

اس وقت کافر تمنا کرے گا اے کاش! آج ہم بھی مسلمان ہوتے ہم نے بھی

کلمہ پڑھا ہوتا اور نام کے مسلمان ہوتے جہنم سے نکال دیے جاتے۔ اس لیے ایمان کی قیمت اس دنیا میں نہیں ایمان کی قیمت اس وقت محسوس ہو گی۔

لاالہ کی قدر و قیمت

یہ کلمہ جو اللہ نے ہم سب کو عطا فرمایا ہے اور ہم سب کو پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے یہ کلمہ بڑی قیمت والا ہے۔ حدیث مبارک میں ہے کہ اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلامی کی اور موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ مجھے خاص آپ ذکر فرما دیجیے جسے میں کرتا رہوں۔ اللہ رب العزت نے فرمایا اے موسیٰ تم یہ کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھا کرو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ یہ کلمہ تو سارے نبی پڑھتے ہیں مجھے کوئی خاص ذکر عنایت فرما دیجیے۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے موسیٰ یہ کلمہ اتنا برکت والا اور عظمت والا ہے اگر سات زمینوں اور آسمانوں کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے یہ کلمے والا پلڑا جھک جائے گا باقی اٹھ جائیں گے۔ اتنا عظمت والا کلمہ اللہ رب العزت نے ہم سب کو عطا فرمایا ہے۔ اللہ ہم سب کو اس نعمت کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ کلمہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امتوں کو بھی دیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس نبی کا کلمہ عطا فرمایا ہے جس نبی کا امتی بننے کی خواہش نبیوں نے بھی کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ تمنا کی لیکن ان کی یہ تمنا پوری نہ کی گئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے درخواست کی ان کی درخواست کو قبول کر لیا گیا۔ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں قیامت سے پہلے آسمان سے نازل ہوں گے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر رہیں گے تو حضور علیہ

السلام کا امتی بننا اتنے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام نے بھی تمنا کی کہ کاش اللہ ہمیں حضور کا امتی بنادے۔

مسلمان ہونا بہت بڑا اعزاز ہے

کلمہ بھی ملے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم والا کلمہ ملے، امتی بنے اور خاتم الانبیاء کا امتی بنے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ نبی پاک کا امتی تو وہ بھی ہے جو بداعمال فاسق اور فاجر اور وہ بھی امتی ہے جو صالح اور نیک ایمان والا ہے۔ اللہ کا کتنا کرم ہے کہ اللہ نے آپ میں سے کسی کو یا سب کو نماز کی توفیق عطا فرمائی، روزے کی توفیق عطا فرمائی، زکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور ایمان کے تقاضوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جب آدمی اللہ کی نعمتوں کی قدر کرتا ہے تو اللہ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں:

لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ وَلَئِنۡ كَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِىۡ لَشَدِيۡدٌ

سورة ابراهيم، 7

اگر تم نے میری نعمتوں کا شکر ادا کیا تو میں تمہاری ان نعمتوں میں اضافہ کردوں گا اور اگر تم نے میری نعمت کی ناقدری کی تو میری سزا اور گرفت بڑی سخت ہے اللہ ہمیں اپنی سزا اور گرفت سے بچائے۔ آمین

خالق کی بے پایاں نعمتیں

اللہ نعمت کی قدر کرتے ہوئے اللہ شکرانے کی نعمت کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ نعمتیں اللہ مردوں کو بھی دیتے ہیں اور عورتوں کو بھی دیتے ہیں۔ ایمان کی نعمت مستقل نعمت ہے، اعمال کی نعمت مستقل نعمت ہے، دولت کی نعمت مستقل نعمت ہے، اچھے ماحول کی نعمت مستقل نعمت ہے، اچھے خاندان کی نعمت مستقل نعمت ہے۔ کتنی

نعمتیں اللہ رب العزت نے آپ کو عطا فرمائی ہیں! ہم کون کون سی اللہ رب العزت کی نعمتوں کا شکر ادا کر سکتے ہیں؟ بس اللہ رب العزت سے دعا یہ کریں کہ اللہ ہماری بداعمالیوں، ہماری نافرمانیوں کی وجہ سے ہمیں ان نعمتوں سے محروم نہ فرمائے آمین بلکہ ہماری نالائقیوں کے باوجود اللہ تعالی اپنے کرم کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے اپنی نعمتوں کی بارش ہم نالائقوں پر برساتے رہیں۔

ہمیں اللہ کی نعمتوں کی قدر کرنی چاہیے اس سے خدا کی نعمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ اللہ نے جو بندے کو نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہاں ایمان کی نعمت بھی ہے، وہاں ایک بہت بڑی نعمت علم کی نعمت بھی ہے۔ علم سے مراد ریاضی نہیں، معاشرتی علوم نہیں، علم سے مراد انگریزی نہیں۔ علم سے مراد حضور والا علم ہے، علم سے مراد قرآن والا علم ہے، علم سے مراد جنت والا علم ہے، علم سے مراد فقہ والا علم ہے۔

علم نام ہے قرآن کا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور فقہ کا۔ یہ تین بنیادی علوم شمار ہوتے ہیں جس بندے کو اللہ یہ نعمتیں عطا فرمادے اللہ رب العزت کا بہت بڑا کرم ہے۔اس سے اندازہ کریں کہ علم کی نعمت کتنی بڑی نعمت ہے کہ حضورِاکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاعالم کی فضیلت عابد نیک بندے پر ایسے ہے جیسے نبی کی فضیلت عام صحابی پر۔

کتنی بڑی فضیلت اللہ نے اہل علم کو عطا فرمائی علم والا انسان سویا رہے اور عبادت کرنے والا جاگ کر عبادت کرتا رہے تو یہ سونے والا عبادت کرنے والے کی عبادت سے آگے نکل جاتا ہے۔ علم والے کی نیند عبادت والے سے اعلی ہے۔ تواللہ کا کتنا بڑااحسان ہے!

عمل صالح کی نعمت

اللہ ہمیں عمل کی نعمت بھی عطا فرمائے۔ دنیا میں کتنے لوگ گزرے ہیں کہ جنہوں نے نیک اعمال پر بداعمالیوں کو ترجیح دی ہے اور کتنے وہ لوگ ہیں جنہوں نے علم پر جہالت کو ترجیح دی ہے جو دنیا سے چلے گئے ان کا نام مٹ گیا آج ان کا نام کوئی اچھے لفظوں میں لینے کے لیے تیار نہیں۔ مثلاً ابو جہل کو دیکھو مکہ کا سردار میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا لیکن ظالم نے ایمان کی بجائے کفر کو لیا نیک اعمال کی بجائے بداعمالیوں کو لیا علم کی بجائے جہالت کو لیا۔ آج ابو جہل پر پوری دنیا لعنت بھجتی ہے۔

پوری دنیا میں کوئی ماں اپنے بیٹے کا نام ابو جہل رکھنے پر تیار نہیں۔ فرعون کے پاس اس کی دولت حکومت تھی غلط سے غلط نالائق سے نالائق گناہ میں ڈوبی ہوئی عورت بھی اپنے بیٹے کا نام فرعون رکھنے کے لیے تیار نہیں۔ کتنے لوگ گزرے؛ قارون، شداد گزرے ابو جہل عتبہ شیبہ گزرے مگر کوئی بندہ بھی ان کے نام پر اپنے بچوں کے نام رکھنے کو تیار نہیں۔ لیکن تاریخ میں وہ لوگ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر کٹتے رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر جان دیتے رہے فقر وفاقہ کو برداشت کرتے رہے اور ساری دنیا کی نعمتوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم جوتے پر قربان کر کے آخرت کے لیے اپنی جان لٹاتے رہے آج دنیا ان کو اچھے لفظوں سے یاد کرتی ہے۔

دین کی خاطر قربانیوں کا صلہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ حبشہ کے رہنے والے غلام ہیں کتنی مائیں ہیں جنہوں نے اپنے بچوں کا نام بلال رکھا ہے۔ حضرت

صہیب رضی اللہ عنہ روم کے رہنے والے تھے کتنی ماؤں نے اپنے بیٹوں کا نام صہیب رکھا ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فارس کے رہنے والے ہیں کتنی ماؤں نے اپنے بیٹوں کا نام سلمان رکھا۔ ان کی دنیا میں لوگ اس وقت تو قدر نہیں کرتے تھے حضرت یاسر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں پیغمبر کے نام لیوا ہیں جن کو کافر مارا کرتے تھے آج ان کے نام سے ماں اپنے بیٹے کا نام رکھتی ہے۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں جن کو آگ کے انگاروں پر لٹا دیا جاتا کتنی ماؤں نے اپنے بیٹے کا نام خباب رکھا ہے ان کی دنیا والے اس وقت قدر نہیں کرتے تھے۔ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو سولی پر چڑھا دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خاطر آج ماں اپنے بیٹے کا نام خبیب رکھتی ہے۔

تو میں بتا یہ رہا تھا کہ جنہوں نے کفر کو لیا جس طرح کفر مٹتا ہے ان کا نام بھی مٹ جاتا ہے۔ جنہوں نے ایمان کو لیا جس طرح ایمان زندہ رہتا ہے ایمان والوں کا نام بھی زندہ رہتا ہے۔ جس طرح بد اعمالیوں پر لوگ لعنت کرتے ہیں اسی طرح بد اعمال والوں پر بھی لعنت کرتے ہیں۔ جس طرح نیک اعمال کی قدر کرتے ہیں تو نیک اعمال کرنے والوں پر خدا کی رحمتیں بھی اترتی ہیں۔ دنیا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینے والے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر دین کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کی اگر کمی نہیں تو نبی کے دین پر جان لٹانے والیوں کی بھی کمی نہیں۔ تاریخ میں ایسی عورتوں کا تذکرہ ملتا ہے کہ جن کو خدا نے ایمان بھی دیا جن کو خدا نے علم بھی دیا جن کو خدا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اطاعت بھی عطا فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی جو ایسی خواتین گزری ہیں ہم نے ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنی ہے۔

مختلف ماحول والی چار خواتین

میں گذشتہ پرانی تاریخ کا سارا تذکرہ کرونگا تو بات بہت لمبی ہو جائے گی۔ میں جو آیات پڑھی ہیں جس میں اللہ نے چار عورتوں کا تذکرہ فرمایا ان میں ایک عورت وہ ہے جو حضرت نوح علیہ السلام نبی کی بیوی ہے مگر کافرہ ہے لوط علیہ السلام نبی کی بیوی ہے مگر کافرہ ہے اللہ نے ان کے نام کو مٹا دیا۔ آج دنیا میں کسی سے پوچھیے کہ نوح علیہ السلام کی بیوی کافرہ تھی اس کا نام کیا ہے ؟ تمہیں کوئی بندہ نام نہیں بتا سکے گا پوچھیے کہ لوط علیہ السلام نبی کی بیوی کافرہ ہے اس کا نام کیا تھا؟ لیکن کوئی بندہ نام نہیں بتائے گا۔

لیکن جو ایمان والی عورتیں ہیں مثلاً فرعون کی بیوی کا نام لوگ جانتے ہیں۔ حضرت آسیہ فرعون کی بیوی کا نام ہے خاوند جرنیل ہے بادشاہ ہے لوگوں سے سجدہ کرواتا ہے بیوی نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگئی۔ حضرت مریم علیہا السلام اللہ کی نیک بندی اللہ کی ولیہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی کی والدہ ہیں آج دنیا میں آسیہ کے نام پر بھی نام ملیں گے حضرت مریم علیہاالسلام کے نام پر بھی نام ملیں گے لیکن حضرت لوط علیہ السلام نبی کی بیوی کافرہ کے نام پر کوئی نام نہیں حضرت نوح علیہ السلام کی کافرہ بیوی کے نام پر کوئی نام نہیں۔

قرآن کریم نے چاروں کا تذکرہ کر کے بتا دیا کہ نبی کی بیوی ہو مگر کافرہ ہو تو اس کا نام نہیں آیا۔ فرعون کی بیوی ایمان والی ہو اس کا ایمان اس کو دنیا و آخرت کے کاموں میں نجات دیتا ہے۔ حضرت آسیہ علیہاالسلام جو فرعون کی بیوی ہے اس نے دنیا میں اتنی بڑی قربانی دی ہے تو خدا تعالی نے اس کو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اتنا بڑا اعزاز دیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آمد سے قبل فرعون نے خواب دیکھااور اس نے نجومیوں سے پوچھا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر بتلاؤ تو نجومی کہنے لگے کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہو گا جو تیری خدائی کو چھین لے گا تیری بادشاہت کو ختم کرے گا۔ تو فرعون نے کہا اس کا حل بتاؤ کہا کہ لڑکوں کو قتل کرو اور لڑکیوں کو زندہ رکھو وہ لڑکے قتل کرتا اور لڑکیوں کو زندہ رکھتا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جس وقت پیدا ہوئے تو ان کی والدہ کو بڑی فکر لاحق ہوئی کہ میرے بیٹے کو قتل کر دیا جائے گا خدا نے ان کے دل میں ڈالا کہ اپنے چھوٹے بچے کو لکڑی کے بکس میں ڈالو اور اس کو بند کر کے دریا میں ڈال دو اب ایک ماں کے دل پہ کیا گزرتی ہے یہ وہی ماں جانتی ہے جس کو خدا نے یہ نعمت دی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے کسی کو پتہ نہیں چلنے دیا محلے میں کہ ان کے ہاں پیدائش ہوئی ہے۔ ان کو لکڑی کے ڈبے میں ڈال دیا اس کو دریا میں بہا دیا۔

دریا کی موجیں اٹھا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس جگہ لے گئیں جو فرعون کے محل کے نیچ سے گزرتا تھا۔ یہاں جب دیکھا تو فرعون کی بیوی نے خدام ملازموں سے کہا کہ یہ صندوق اٹھا کر لاؤ۔ وہ صندوق اٹھا کر لائے دیکھا تو اس میں چھوٹا سا بچہ تھا۔ اللہ کی شان دیکھیں کہ فرعون کے گھر میں اپنی اولاد موجود نہیں تو فرعون نے کہا کہ یہ بچہ کیسا ہے؟ اس کو پال لیں تو حضرت آسیہ نے کہا میں کہتی ہوں اس کو منہ بولا بیٹا بنا لیں۔

پھر فرعون کہنے لگا کہ لگتا ہے ایسا نہ ہو کہ کل یہی بچہ ہو جو میری حکومت کو ختم کر دے گا۔ حضرت آسیہ نے کہا برے خیالات دماغ میں نہ لاؤ دیکھو بچہ آ گیا ہے اس

بچے کو پالنا چاہیے اب فرعون بادشاہ بھی تھا اور بڑا دجال اور خبیث قسم کا انسان بھی تھا تو اس نے کہا کہ میں اس بچے کا امتحان لیتا ہوں اس نے امتحان لینے کے لیے اس بچے کے سامنے ایک آگ کا انگارہ رکھ دیا اور ایک طرف سونے کی ڈلی بھی رکھ دی کہ بچہ کس طرف جاتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بچے تھے، سونے کی ڈلی کی طرف ہاتھ بڑھانے لگے تو قدرت نے ان کے ہاتھ کو آگ کے انگارے کی طرف پہنچادیا۔ اب آگ کا انگارہ جلدی جلدی اٹھا کر منہ میں رکھا تو حضرت آسیہ نے جلدی سے چھین کر دور پھینک دیا۔

سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ آگ کا انگارہ تو بچہ ہاتھ میں لیتا نہیں لیکن منہ کی طرف کیسے لے کر جائے گا یہ خدا کی طرف سے انتظام تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کو باقی رکھنے کا۔ فرعون کی بیوی نے کہا میں تجھے کہتی تھی بچہ ہے بچے تو بچے ہوتے ہیں ہم اس کو پال لیں تاکہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنے۔ فرعون بہت چالاک تھا کہنے لگا یہ تیری آنکھوں کی ٹھنڈک تو بنے گا لیکن لگتا ہے میری آنکھوں کی نہیں بنے گا۔ خیر اس بچے کو گھر میں رکھا وہ پلا بڑھا۔

جتنی قربانی اتنا صلہ

حضرت آسیہ فرعون کی بیوی ہیں لیکن موسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھ لیا۔ تو جب فرعون کو پتہ چلا اس نے بلا کر پوچھا کہ تو نے موسیٰ کا کلمہ پڑھ لیا؟ تو حضرت آسیہ کہنے لگیں کہ جی میں نے کلمہ پڑھا ہے تو فرعون نے ان کے ہاتھوں اور پاؤں میں کیل لگا دیے اور دیوار کے ساتھ باندھ دیا۔ اب یہ کس قدر ظلم ہے عورت کے ساتھ اور عورت بھی وہ جو بادشاہ کی بیوی ہے کبھی وہی خاتون خانہ بادشاہ کی بیوی محل میں ریشم کے بستر پر لیٹی

ہے آج وہی بادشاہ کی بیوی دیوار کے ساتھ بندھی ہے چیختی ہے۔

فرعون نے کہا کلمہ چھوڑ دو۔ انہوں نے کہا کہ میں نے موسیٰ کے خدا کا کلمہ پڑھا ہے میں تو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔ حضرت آسیہ نے اللہ سے دعا کی اے اللہ مجھے فرعون اور اس کے ظلم سے نجات دے اور جنت عطا فرما۔ میں نے فرعون کے گھر میں قربانی دی اے اللہ مجھے اس کے بدلے میں جنت میں مقام عطا فرمادے۔ حضرت آسیہ کی دعا کو اللہ نے قبول کیا حضرت آسیہ؛ فرعون کے ظلم کو سہتی رہیں مگر دین کو نہیں چھوڑا۔ نیتجہ یہ نکلا کہ روایات میں آتا ہے کہ اس کی قربانی کے بدلے میں اللہ حضرت آسیہ کو جنت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں دیں گے۔ جتنی بڑی قربانی دی ہے خدا نے اتنا بڑا صلہ دیا ہے۔

میں واقعہ یہ بتا رہا تھا کہ اگر عورت دین پر عمل کرنا چاہے تو فرعون کے گھر میں رہ کر بھی عمل کر سکتی ہے۔ ہمارا ماحول اتنا برا نہیں ہے ہمارا ماحول اتنا گیا گزرا اور بگڑا ہوا نہیں اگر عورتیں دین پر عمل کرنا چاہیں تو ہمارے گھروں میں اتنی پابندیاں نہیں ہیں۔ اگر فرعون کے گھر میں رہ کر عورت دین پر عمل کر سکتی ہے تو آج بھی اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

پھر اللہ تعالی نے حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ کیا کہ کتنی پاک دامن عورت ہے۔ نکاح بھی نہیں ہوا لیکن اللہ نے بغیر نکاح کے عیسیٰ علیہ السلام جیسا بیٹا حضرت مریم علیہ السلام کو عطا فرمادیا ان آیات میں اللہ نے ایک نبی کی بیوی کا ذکر کیا جو کافرہ ہے ایک ذکر کیا فرعون بیوی کا جو ایمان والی ہے اگر فرعون بادشاہ ہو اور بیوی کلمہ پڑھ لے تو اللہ جنت عطا فرمادیتے ہیں اور اگر خاوند نبی ہو اور بیوی کلمہ نہ پڑھے تو اللہ

صرف نبی کی بیوی ہونے کی وجہ سے اس عورت کو جنت عطا نہیں کرتے۔

حضرت خدیجہ کی قربانیاں

میں یہاں ایک بات اور بتاتا ہوں جنہوں نے کلمہ پڑھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا تو خدا نے ان کے ناموں کو زندہ رکھا۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارکہ میں خواتین آئی ہیں ان میں سب سے بڑا اور پہلا نام حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فوراً کلمہ قبول کر لیا اور اپنے پھوپھی کے بیٹے ورقہ بن نوفل کے پاس لے کے گئیں اس نے تسلی دی۔

خیر حضرت ام المومنین ہیں نبی کا کلمہ پڑھا پوری دنیا مخالف پورا مکہ مخالف مگر ایک عورت امی خدیجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی دے رہی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابی طالب میں ہیں تین سال مکہ مکرمہ کے قریب جیل میں بند کیا، امی خدیجہ رضی اللہ عنہا پھر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ جتنی دولت تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لٹا دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی اولاد ہے سوائے حضرت ابراہیم کے جو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے باقی ساری اولاد حضرت خدیجہ سے ہے۔ تو جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربانی دی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا آج پوری دنیا میں تلاش کر کے دیکھو تو حضرت خدیجہ کے نام کی آپ کو ہزاروں عورتیں ملیں گی۔

آج لوگ بڑا اعزاز سمجھتے ہیں ماں باپ بڑا فخر کرتے ہیں کہ ہم نے بیٹی کا نام

خدیجہ والا نام رکھا ہے کیونکہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے پیار کیا نبی سے محبت کی ہے اور دنیا میں عزت اور بلندی دولت کی وجہ سے نہیں ملتی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اعمال کی وجہ سے ملتی ہے۔

میں ایک چھوٹی سی مثال اور دیتا ہوں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے تو حضور علیہ السلام پیدائش سے قبل یتیم ہو چکے تھے ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں نہیں آئے باپ پہلے ہی جا چکے تھے دنیا میں پیدا ہی یتیمی کی حالت میں ہوئے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اس وقت کا دستور یہ تھا کہ جو مکہ مکرمہ میں بڑے قریشی لوگ تھے اپنے بچوں کو پرورش کے لیے دیہاتوں میں بھجوا دیتے تاکہ وہاں خالص عربی زبان بھی سیکھیں اور اچھے ماحول میں پرورش پائیں۔

کتنی، کتنی دائیاں مکہ مکرمہ آئیں اور وہ سارے بچے لے کر چلی گئیں جوں جوں دائیاں آتیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پتہ چلتا کہ یتیم ہے، غریب ہے ہمیں یہاں سے ملے گا کیا؟ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بہت ہی تلاش کے بعد واپس جاتے ہوئے کہنے لگیں شوہر سے ہمیں کوئی بچہ تو نہیں ملا یہ یتیم بچہ ہے اسے لے لیں۔

حفاظ قرآن غریب کیوں ہوتے ہیں؟

اس پر ہمارے اکابر نے بڑی عجیب بات فرمائی ہے ہمارے بزرگ فرمانے لگے کہ اللہ کا نظام ایسا ہے کہ دنیا میں دیکھیں قرآن کو حفظ کرنے والے تمہیں غریب زیادہ نظر آئیں گے اور قرآن کو پڑھنے والے غریب بچے زیادہ ملیں گے دین کو پڑھنے والی عموماً غریب بچیاں زیادہ ملیں گی۔ کبھی لوگوں کو تعجب ہوگا کہ کیوں؟ وجہ یہ ہے کہ کبھی اللہ

بہت بڑی نعمت کے اوپر ایسا پردہ ڈال دیتے ہیں کہ اندر اس نعمت کا پتہ نہیں چلتا۔ اللہ تعالی حفظ کی نعمت کو محفوظ رکھنے کے لیے غربت کا پردہ ڈال دیتے ہیں۔ تو جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی بہت بڑی نعمت ہیں بظاہر بڑی دولت پر غربت کا پردہ ڈال دیا اور یہ دولت دے دی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں۔

قرآن کریم بہت بڑی دولت ہے اس لیے اللہ غربت کا پردہ ڈال دیتے ہیں تاکہ اس دولت کے ساتھ کوئی بندہ حسد نہ کرے۔ اللہ پاک ان کو بھی نعمت عطا فرماتے ہیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ کا نام آج دنیا میں چلتا ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی نے نبوت کے نام پر قربانی دی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا پیار تھا ان سے کہ مکہ مکرمہ سے مدینہ آئے۔ جب گوشت پکتا تو فرماتے کہ خدیجہ کی فلاں فلاں سہیلی کو گوشت بھجوا دو۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اندر کون سی کمی ہے کہ آپ نے خدیجہ کا نام لیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاریخی جملہ ارشاد فرمایا کہ عائشہ تجھے کیا پتہ کہ خدیجہ کیا تھی؟

انہا کانت و کانت

صحیح البخاری، رقم الحدیث 3818

خدیجہ تو یوں تھی یوں تھی گویا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا کہ مشقت کے دن خدیجہ نے کاٹے ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ آتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آجاتے کہ میرا خدیجہ رضی اللہ عنہا

کتنا ساتھ دیا تھا میں بتا یہ رہا ہوں کہ اگر عورت میں دین آجائے معاشرہ بدل جاتا ہے عورت میں آجائے خاندان بدل جاتا ہے۔

خواتین میں دین آنے سے معاشرہ بدل جاتا ہے

عورت میں دین آجائے علاقے کی فضا بدل جاتی ہے۔ ضرورت اس بات کی شدید ترین ہے کہ عورتوں کی زندگیوں میں دین آجائے اگر دین آجائے تو اولاد بھی قربان کر دیتی ہے۔ میں نے جو واقعات بیان کرنے ہیں ان میں ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہلے مکہ میں تھے۔ مدینہ منورہ میں آمد پر صحابہ رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ پیش کرتے تھے۔ ظاہر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی تھے ہر کسی کی خواہش یہ ہوئی کہ ہدیہ پیش کرے۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا آئیں، کہنے لگیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کروں غریب عورت ہوں ہدیہ دینے کے لیے کچھ نہیں۔ یہ میرا بیٹا انس ہے دس سال کا ہے یہ بچہ میں آپ کی خدمت کے لیے پیش کرتی ہوں قبول فرمایئے۔ انس رضی اللہ عنہ چھوٹے بچے تھے اس عورت نے اپنا بیٹا پیش کر دیا یہ آپ کی خدمت کرے گا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے شمائل میں لکھا کہ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے دس سال تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے۔ تھوڑا عرصہ نہیں ہے میری بات سمجھنے کی کوشش کریں۔ جس عورت نے اپنا بیٹا دین کے لیے دیا تو بعض عورتیں کہیں گی چھوٹا بیٹا کہاں دیا؟ کیا ملا اسے؟ لیکن اس بیٹے کو کیا ملا؟

یہ انس رضی اللہ عنہ کی زبانی ہی سنیے:

اللہ والوں کی خدمت پر انعامات

حضرت انس بن مالک کو نبی نے تین دعائیں دیں:

1. اے اللہ اس کے مال کو بڑھادے۔
2. اے اللہ اس کی اولاد کو بڑھادے۔
3. اس کو جنت میں جگہ دے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی نے پوچھا آپ کی کتنی اولاد ہے؟ فرمانے لگے ساٹھ، ستر میرے سامنے ہیں باقی کا نام مجھے نہیں آتا۔ پوچھا آپ کی اتنی اولاد کیسے ہے؟ فرمایا میری اولاد نہیں میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اللہ اس کی اولاد کو بڑھادے۔ حضرت انس کا باغ مدینے کے باغوں سے مختلف تھا انس کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا۔ یہ میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت ہے۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دعا تو میں نے قبول ہوتے ہوئے آنکھوں سے دیکھی کہ میری اولاد بہت ہوئی دوسری یہ دیکھی کہ میرا باغ سال میں دو مرتبہ پھل لاتا تھا باقی سب کے باغ ایک بار پھل دیتے سال میں۔

تیسری دعا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تھی کہ اللہ رب العزت انس رضی اللہ عنہ کو جنت میں جگہ دے۔ مجھے امید ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا بھی اللہ قبول فرمائیں گے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں عورتوں کا تعلق بتارہا ہوں کہ جس نے دین کو سمجھا اور پڑھا ہے۔ ایک اور خاتون ہیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان کے بارے میں بھی اسی طرح ایک واقعہ روایت میں گزرا ہے۔ دین سمجھ آجائے تو یہ باتیں سمجھ میں آجاتی ہیں اگر دین سمجھ نہ آئے تو یہ باتیں سمجھ میں نہیں آتیں۔

عجیب واقعہ

محد ثین ایک صحابی کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کا بچہ بیمار تھااور خود میں جہاد میں چلے گئے جب واپس آئے تو بیوی سے پوچھا کہ بچہ اب ٹھیک ہے ؟

کہنے لگیں اب اچھا ہے۔ بیوی نے بچے کے اوپر چادر ڈالی ہوئی تھی تو خاوند نے سمجھا بچہ بیمار تھا اب وہ ٹھیک ہو گا۔ خاوند نے بیوی کے ساتھ رات گزاری صبح اٹھ کر غسل کیا نماز پڑھی بعد میں پوچھا کہ بیٹا ؟ بیوی نے کہا میں نے ایک مسئلہ پوچھنا ہے مجھے مسئلہ تو بتائیں۔ فرمانے لگے کہ کیا مسئلہ ہے ؟ کہنے لگیں کہ اگر کوئی بندہ تمہارے پاس امانت رکھے اور اپنی امانت واپس لے لے تو بتاؤ امانت خوشی سے واپس دینی چاہیے یا نہیں؟ فرمانے لگے جس کی امانت ہے خوشی سے اسے دینی چاہیے۔ تو اس عورت نے کہا پھر جو بیٹا اللہ نے دیا تھا وہ واپس لے لیا ہے۔ پوچھا کب ؟ کہا وہ تو شام کا فوت ہو گیا ہے فرمانے لگے مجھے رات کیوں نہیں بتایا تھا۔

اندازہ کرو میری ماؤ واور بہنو کہ خاوند کی عزت خاوند کا ادب خاوند کے آرام کا کس قدر خیال۔ اس وقت کی بیوی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صحبت کی برکت سے اتنی بڑی قربانی دی کہ اس کا آج کے دور میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس نے کہا مجھے رات کو کیوں نہیں بتایا؟ اس بیوی نے کہا کہ رات آپ سفر سے تھکے ہوئے آئے تھے اگر آپ کو بتا دیتی کہ بیٹا فوت ہو گیا ہے تو آپ کتنی تکلیف سے رات گزارتے۔

تو بیوی خاوند کے لیے تیار ہوئی اور ساتھ میں رات گزاری تاکہ خاوند کو

مشقت نہ ہو۔ اندازہ کرو جس کا بچہ فوت ہوا ہو اور ساتھ چارپائی پہ پڑا ہو اس کے دل پر کیا گزر رہی ہو گی؟

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے کہ رات کو آیا سفر سے بچے کا پوچھا سارا واقعہ بتایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد میں برکت دیں گے۔ تو رات اکٹھی گزارنے کی وجہ سے اللہ نے جو بیٹا دیا اب اس کی دس اولادیں جو سارے عالم بنے۔ اللہ تعالی نے سب کو دین کی سمجھ دی ایک ماں کی قربانی کی وجہ سے۔

دین کی قدر کیسے ہو؟

میں یہ بتا رہا تھا کہ دین بہت بڑی نعمت ہے یہ تب ہوتا ہے جب گھر میں دین ہو پھر دین کی قدر کرنی آسان ہو جاتی ہے۔ آخری بات عرض کرتا ہوں حدیث مبارک میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ جہاد پر جانا ہے زکوٰۃ بھی دو پیسے بھی دو۔ تو ایک خاتون آئی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دودھ پیتا بچہ ہے آپ قبول فرما لیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دودھ پیتا بچہ ہم کیا کریں گے؟ اس عورت نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم میرے پاس دولت نہیں تھی جو آپ کی خدمت میں پیش کرتی خاوند شہید ہو چکا ہے۔ آپ نے اعلان فرمایا تو میرا دل چاہا یہ دودھ پیتا میرا بچہ لے لیں اگر کسی مجاہد کی ڈھال نہ ہو تو اس کو میرا بیٹا دے دینا تاکہ یہ ذبح ہو جائے اور وہ اس کو آگے کر لے اور خدا کی راہ میں جان دینے والی کی جان بچ جائے۔

یہ سب دین کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جب دین ہو تو اللہ کی قسم پوری دولت کو دین پر خرچ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ جب دین نہ ہو تو ہماری ماں بہن جو گھر میں ہے زکوٰۃ نہیں دے گی زیور ہو گا زکوٰۃ نہیں دے گی کیوں کہ دین موجود نہیں ہے۔ گھر میں قرآن ہے تلاوت نہیں کرے گی کیونکہ دین موجود نہیں ہے پردہ کر سکتی ہے مگر پھر بھی پردہ نہیں کرے گی کیونکہ دین موجود نہیں۔ A . C والے کمرے میں رہ کر روزہ رکھ سکتی ہے مگر پھر بھی نہیں رکھتی کیونکہ دین موجود نہیں ہے۔ دعا کریں اللہ ہمیں صحیح معنوں میں ایمان بھی عطا فرمائے اور دین کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مرکز اصلاح النساء کا قیام

ہمارے ہاں بحمد للہ ؛ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے مرکز اہل السنت والجماعت کے نام سے جیسا کہ آپ سب ماؤں اور بہنوں کے علم میں ہے بہت بڑا ادارہ ہے دنیا بھر کے علماء آتے ہیں پڑھ کر واپس جاتے ہیں۔ ابھی بہت بڑا اجتماع پچھلی جمعرات کو تھا بلوچستان سندھ کشمیر تک کے لوگوں نے شرکت کی دور دور سے احباب تشریف لائے۔ ہماری اپنی بھی خواہش تھی علاقے کے لوگوں کی بھی خواہش تھی علاقے کے لوگ نہ بھی چاہتے ہماری اپنی بھی خواہش تھی ہم ایک ایسا ادارہ بنائیں کہ جس میں بچیاں دین پڑھیں عورتیں قرآن پڑھیں عورتیں حدیث پڑھیں عورتیں فقہ پڑھیں عورتیں دین سیکھیں اور سمجھیں۔

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے پچھلے دنوں مدرسہ بنایا تھا جہاں سلائی مشین کی کلاس بھی چلتی رہی اور دینی کام بھی ہوتا رہا۔ ہمارے ہاں دو پڑھانے والی ہماری بیٹیاں بہنیں تھیں ان کی شادیاں ہو گئیں اس وجہ سے مدرسے کا نظام رکا۔ اللہ نے ہمیں پھر یہ

نعمت عطافرمائی یہ دوبارہ مدرسہ بناہے اس مدرسے کا خرچہ برداشت کرنا یہ ہم مردوں کا کام ہے ہماری ذمہ داری ہے لیکن اس مدرسے کو آباد کرنا یہ ہماری عورتوں کی ذمہ داری ہے اور ہماری ماؤں بہنوں کی ذمہ داری ہے۔

مدرسہ کو سہولیات دینا مردوں کی ذمہ داری ہے مدرسہ میں اپنی بچیوں کو بہنوں کو بھیجنا صرف ان کو بلکہ خود بھی اگر آپ کے پاس وقت آپ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ وقت نکال کر پڑھیں۔ ہماری خواہش یہ ہے کہ ہمارے گاؤں کی ہر بچی قرآن پڑھے دین کا مکمل علم پڑھے آس پاس دیہات کی جتنی عورتیں ہیں آپ یقین کریں اگر آج میں اعلان کردوں ہمارے ہاں مدرسے میں رہائشی بچیاں اتنی آجائیں گی کہ جگہ نہیں رہے گی۔

لیکن ہماری تمنا یہ ہے کہ ہم باہر کی بجائے اپنے علاقے کی بچیوں کو ترجیح دیں تاکہ یہ بچیاں دین پڑھیں اگر باہر کے لوگ دین پڑھتے رہے ہمارے گاؤں کی بچیاں دین نہ پڑھیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے اللہ قیامت کے دن پوچھے گا کہ دوسرے ملکوں میں بیان کرتے رہے تم دنیا بھر میں بیان کرتے رہے دوسرے ملکوں میں جلسے کرتے رہے بتاؤ اپنے گاؤں میں دین کو بیان کیوں نہیں کیا تو خدا کو کیا جواب دیں گے؟

اور اگر ہم قیامت میں اللہ کو کہہ دیں کہ ہم نے باہر کی بچیوں کی بجائے اپنے گاؤں کی بچیوں کے لیے مدرسہ بنایا مگر یہ پڑھنے نہیں آئیں تو بتائی آپ قیامت میں خدا کو کیا جواب دیں گی؟ قیامت کی فکر ہم نے بھی کرنی ہے اور آپ نے بھی، قبر کی فکر ہم نے بھی کرنی ہے اور آپ نے بھی۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ مدرسہ بن گیا ہے فی الحال رمضان المبارک تک ناظرہ قرآن کریم کی ترتیب چلے گی۔ ان شاءاللہ

مغرب کی نماز کے بعد کوئی بچی مدرسے میں پڑھنے کے لیے نہ آئے صبح سے لے کر مغرب کی نماز سے قبل تک مدرسہ کھلا رہے گا۔ نہ کوئی مغرب کے بعد پڑھنے آئے نہ ہماری ماں بہن کسی بچی کو مغرب کے بعد بھیجے۔ مغرب کے بعد بچیاں اپنے گھر میں رہیں۔ ان کو سبق گھر میں پڑھائیں ان سے پردے کا اہتمام کروائیں ان کو گھر میں ہی رکھیں۔

اس کے علاوہ گزارش یہ کرنی ہے کہ ہم نے ترتیب یہ بنائی ہے کہ رمضان تک ناظرہ قرآن کریم کی ترتیب چلے گی صبح بھی ظہر کے بعد بھی۔ ہماری بڑی وہ بہنیں وہ بڑی بیٹیاں جو گھر میں موجود ہیں وقت ان کے پاس رہے اگرچہ وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ ہم نے ان کے لیے ترتیب بنائی ہے کہ 10 بجے سے لے کر 12 بجے تک یہ 2 گھنٹے ہمارے ہاں کورس کا نظام چلتا ہے ''صراط مستقیم کورس'' کے نام سے۔ قرآن بھی سیکھیں کورس بھی کریں مسائل بھی سیکھیں بڑی عمر کی عورتیں اس کا خصوصی اہتمام کریں۔

ماہانہ بیان کی ترتیب

تیسری میری گزارش یہ ہے آپ سے کہ ان شاء اللہ العزیز جس طرح آج مارچ کی پہلی اتوار کو بیان ہوا آئندہ ہر انگریزی ماہ کی پہلی اتوار کو صبح 10 بجے سے 11 بجے تک بیان ہوا کرے گا۔ میں تمام عورتوں سے گزارش کروں گا کہ خود تشریف لائیں اور دوسری عورتوں کو بھی بیان میں آنے کی دعوت دیں۔ اگر کسی نے کوئی مسئلہ پوچھنا ہو تو یہاں مسئلہ بتانے والی معلمہ اندر موجود ہیں ان سے مسئلہ پوچھ لیں اگر کوئی مسئلہ نہ سمجھ آتا ہو یا کسی مسئلے کی ضرورت ہو تو اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ پرچی پر مسئلہ لکھیں

ہمارے پاس بھجوادیں جب پڑھ کر مسئلہ کا جواب دیا جائے گا ان شاءاللہ۔ لاؤڈ اسپیکر میں جواب دیا جائے گا تاکہ اب اس مسئلے کو سنیں۔

تین سالہ کورس کا آغاز

چوتھی گزارش یہ ہے کہ ان شاءاللہ العزیز رمضان المبارک گزرنے کے بعد ہم یہاں سے تین سال کے کورس کا باقاعدہ آغاز کریں گے جو کہ صبح آٹھ بجے سے شروع ہوگا اور ظہر کے بعد ختم ہوگا جو بچیاں اس کورس میں داخلہ لینا چاہیں ابھی سے اپنا داخلہ بھیجنا شروع کر دیں ابھی سے اپنا نام پیش کر دیں اور باقاعدہ رمضان کے بعد کورس شروع ہوگا۔

رمضان المبارک کے بعد شوال میں تین سالہ نصاب کا باقاعدہ آغاز کر دیا جائے گا اور یہ باہر کی بچیوں کے لیے ہے آپ کے متعلقہ نہیں ہے اگر آپ اس میں شرکت کرنا چاہیں تو ضرور کریں۔ یہ ان شاء اللہ ہمارا وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا جب جولائی میں امتحان ہوگا تو جمعرات کو امتحان ختم ہوگا، ہفتے سے پندرہ روزہ دورہ تحقیق المسائل ہوگا۔ اس کے اندر علماء طلباء بھی آئیں گے وہ اپنے مدرسہ میں سبق پڑھیں گے اور بچیاں اس مدرسہ میں ہوں گی۔

آئندہ ان شاء اللہ جو ماہانہ اجتماع ہوا کرے گا اس میں ایک بیان عمومی ہوگا اور ایک بیان خاتون کرے گی مسائل وغیرہ بتائیں گی آپ سے گزارش ہے کہ رغبت اور شوق کے ساتھ تشریف لائیں آپ سے گزارش ہے کہ دعا کے بعد جو آپ کے لیے انتظام کیا گیا ہے ایک رسالہ بنات اہلسنت فی خاتون کے لیے اور کھانے کے لیے ہلکی سی مٹھائی کا انتظام کیا ہے وہ بھی تناول فرمائیں۔

باقی ہماری خواہش ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کرم، فضل سے اوپر کی منزل ہم جلدی تعمیر کریں تو 30 لاکھ روپیہ ہمارا ایک منزل پر لگ گیا ہے اور ابھی اوپر کی منزل کا کافی کام باقی ہے اس کو چاروں طرف سے سریا لگا کر اوپر سے بند کرنا ہے تاکہ مکھی اور مچھر بھی نہ آئے اور پردے کا انتظام بھی مکمل ہو باہر سے آنے والی بچیاں بالکل محفوظ رہیں اوپر کی منزل کا کام بھی شروع ہو گا اس پر بھی 30،25 لاکھ روپیہ خرچہ آئے گا۔

دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اسباب پیدا فرمائیں۔ اللہ ہم سب کو قبول فرمائیں۔ تمام ماؤں بہنوں سے گزارش ہے کہ تشریف رکھیں اور درود شریف پڑھیں اور توجہ سے اللہ سے مانگیں۔ اللہ سب کی نیک خواہشات کو پورا فرمائیں۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

معراج کب اور کیسے ہوا؟

مرکز اصلاح النساء، سرگودھا

تمہید:

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد:

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم سُبْحَانَ الَّذِی أَسْرَی بِعَبْدِہِ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَی الْمَسْجِدِ الأَقْصَی الَّذِی بَارَکْنَا حَوْلَہُ لِنُرِیَہُ مِنْ آیَاتِنَا إِنَّہُ ہُوَ السَّمِیعُ البَصِیرُ۔

سورۃ اسراء آیت نمبر 1 پارہ نمبر 15

میری نہایت واجب الاحترام ماؤو، بہنو اور بیٹیو! میں نے جو آیت آپ کی خدمت میں تلاوت کی ہے اس میں اللہ رب العزت نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بڑے اہم سفر اور واقعے کو بیان فرمایا ہمارے ہاں عموماً اس سفر اور واقعہ کو معراج کے نام سے یاد کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے معراج کروایا ہے۔

معراج کب ہوا؟

معراج کب ہوا؟اور کیسے ہوا؟ یہ دو باتیں سمجھنے کی ہیں۔

پہلی بات یہ کہ معراج کب ہوا؟اس بارے میں علماء کرام کے 10اقوال موجود ہیں۔

1: ہجرت سے 6ماہ قبل

2: ہجرت سے 8ماہ قبل

3: ہجرت سے 11ماہ قبل

4: ہجرت سے 1سال قبل

5: ہجرت سے ایک سال اور 2ماہ قبل

6: ہجرت سے ایک سال اور 3ماہ قبل

7: ہجرت سے ایک سال 5ماہ قبل

8: ہجرت سے ایک سال 6ماہ قبل

9: ہجرت سے 3سال قبل

10: ہجرت سے 5سال قبل

یہ دس اقوال علماء سیرت کے موجود ہیں لیکن علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری شریف میں جو ترجیح دی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اور بیعت عقبہ سے پہلے معراج ہوئی اگر اس بات کو ترجیح دی جائے تو معراج نبوت کے دسویں سال کے بعد اور گیارہ نبوی میں سفر طائف سے واپسی کے بعد ہوئی اور حضرت ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ سیرۃ المصطفیٰ میں بھی اسی بات کو ترجیح دیتے ہیں۔

اللہ رب العزت کا عمومی ضابطہ نظام اور قانون یہ ہے کہ جب کسی بندے سے امتحان لیتے ہیں وہ کامیاب ہوتا ہے تو اللہ رب العزت اس امتحان کی کامیابی پہ دنیا وآخرت کے انعامات سے نوازتے ہیں۔ گزشتہ انبیاء علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ نے امتحانات لیے اور وہ تمام کے تمام کامیاب بھی ہوئے، لیکن سب سے بڑے امتحانات ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت کے بعد مکہ مکرمہ کی تیرہ سالہ زندگی میں امتحانات اور قربانیوں کی انتہاء کر دی۔

مصائب و مشکلات اور مخالفتوں کا سامنا

سب سے پہلے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب نے مخالفت کی، صرف مخالفت ہی نہیں بلکہ بددعائیہ کلمات کہے۔ اس نے کہا

تباً لك يا محمد الهذا جمعتنا؟

مسند البزار، رقم الحديث 5088

العیاذ باللہ، اے محمد تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں کیا تونے اس لیے جمع کیا تھا اس کا جواب اللہ رب العزت نے دیا:

تَبَّتۡ يَدَآ أَبِي لَهَبٖ وَتَبَّ

سورة المسد، 1

ابولہب تو برباد ہو تونے میرے لاڈلے محمد کو یہ بددعا کیوں دی ہے؟ یہ بہت بڑا حملہ جو اس نے کیا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت۔

دیکھیے سب سے پہلی دعوت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا مقابلے میں کھڑا ہوا تھا اور ادھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کی گلیوں میں جاتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی ام جمیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دین کی دعوت کے لیے نکلتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سگا چچا ابوجہل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے۔

اپنوں کے نشتر

آدمی غیروں سے لڑائی لڑ لیتا ہے لیکن اپنوں سے لڑائی نہیں لڑتا۔ ہمارے

ہاں عموماً ایک جملہ لوگ اپنی زبان سے کہہ دیتے ہیں کہ تیری جگہ کوئی اور ہوتا میں دیکھتا بات کیسے کرتا ہے مجھے تیری عمر، رشتے کا حیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام آدمی کے خلاف ہاتھ اور زبان استعمال نہیں کرتے تھے اور جب مد مقابل چچا اور چچی ہو پھر آپ خود اندازہ فرمائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر کیا گزرتی ہوگی۔ کہ اپنے گھر کے لوگ مخالفت کر رہے ہیں۔

نبوت کا سوشل بائیکاٹ

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ دور بھی آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا ابولہب نے نبوت کی دونوں بیٹیوں رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کو عتبہ اور عتیبہ سے طلاق دلوائی ہے۔ کتنا بڑا امتحان ہوگا! پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سال کے لیے شعب ابی طالب کی اس گھاٹی میں بند کیا گیا جہاں نہ کسی کا آنا اور نہ ان کا باہر جانا۔ کھانا پینا بھی ختم تعلقات بھی ختم، سوشل بائیکاٹ ہاشم اور مکہ والوں نے یہ معمولی بات نہیں ایک دو دن خاندان بائیکاٹ کرے تو دماغ ٹھکانے آجاتا ہے نبوت کے تین سال تک بائیکاٹ میں گزرے۔ آج بھی مکہ مکرمہ جائیں اور وہاں کی گرمی کو دیکھیں تو انسان کو اندازہ ہوتا ہے کہ کن مشکلات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں تین سال کاٹے ہوں گے۔

جانثار بیوی کا سانحہ انتقال

پھر اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت غم خوار بیوی امت کی ماں ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا دنیا سے چلے جانا یہ نبوت کے لیے چھوٹا سانحہ نہیں۔ اس لیے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک طرف اور پوری امت کے

دکھ ایک طرف۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بے حد ساتھ دیا ہے، بے حد تعاون کیا ہے۔ اپنی ساری دولت نبوت پر نثار کر دی۔ اپنی گود ہمیشہ نبوت کی راحت کے لیے پیش کی ہے تو اس عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر ساتھ دیا ہے کہ دنیا بھر کے غموں کو اپنے سینے میں سمیٹ لیا ہے۔

دکھ سکھ اور گھریلو نظام زندگی

اس پر میں عموماً ایک بات کہتا ہوں اگر پوری دنیا انسان کو دکھ دے اور گھر والے اس کو سکھ دیں تو بندے کو دنیا کے دکھ، دکھ محسوس نہیں ہوتے اور اگر پوری دنیا انسان کو سکھ دے اور گھر والے دکھ دیں تو دنیا کے سکھ آدمی کو سکھ محسوس نہیں ہوتے۔ پوری دنیا کے دکھ ایک طرف اور گھر کا سکھ ایک طرف، پوری دنیا کے سکھ ایک طرف اور گھر کا دکھ ایک طرف۔ دنیا میں کسی بندے نے تحریکی کام کرنا ہو تو اسے سب سے بڑا جو سہارا چاہیے وہ اس کی بیوی اور اس کے گھر والے ہوتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شکل میں بہت بڑا سہارا اللہ نے عطا فرمایا تھا۔ ایک وقت آیا کہ امی خدیجہ کا بھی انتقال ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال کو عام الحزن یعنی غم کا سال قرار فرمایا۔

حضرت خدیجہ سے حضور کی محبت

حضرت خدیجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا پیار تھا اور کتنی محبت تھی آپ اس کا اندازہ دو باتوں سے لگا سکتے ہیں۔

1: حضور مدینہ منورہ میں اتنی کثرت سے اماں خدیجہ کو یاد کرتے کبھی امی عائشہ پوچھ لیتیں کہ حضور میرے اندر کوئی کمی ہے؟ حضرت خدیجہ میں کون سی خوبی تھی جو

میرے اندر موجود نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انہا کانت و کانت

صحیح البخاری، رقم الحدیث 3818

اے عائشہ تمہیں کیا کہوں خدیجہ تو خدیجہ تھی۔ یہ جملہ آدمی اس وقت کہتاہے جب کسی کی خوبیاں بیان کرنے کے لیے الفاظ نہ ہوں یا کسی کی خوبیاں بہت زیادہ ہوں اس وقت یہ جملہ کہتے ہیں فلاں کا کیا کہنا، فلاں تو فلاں ہے۔ تو اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدیجہ تو خدیجہ تھی۔ حضور کا مبارک معمول تھا جب بھی گھر میں گوشت آتا تو امی خدیجہ کی سہیلیوں کے گھر بطور ہدیہ بھیجا کرتے۔

2: ایک واقعہ جو میں بتا رہا تھا اس سے اندازہ لگائیں کہ مکہ مکرمہ میں جو پہلی جنگ کافروں اور مسلمانوں کے درمیان ہوئی اس جنگ کا نام بدر ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جنگ میں مدمقابل آنے والے حضور کے چچازاد بھی تھے۔ ان میں ایک رشتہ دار حضرت زینب آپ کی بیٹی کے شوہر ابوالعاص جو آپ کے داماد تھے۔ اگر کسی کے مقابلے میں اس کا داماد کھڑا ہو تو سسر ہی بتا سکتا ہے اس کے دل پر کیا گزر رہی ہے لیکن حضور پر یہ گزری کہ چچا اور چچازاد اور داماد مقابلے میں۔ کفر و اسلام کی جنگ ہے خون دینا بھی ہے خون لینا بھی ہے کس قدر مشکل دور ہو گا۔

ابوالعاص گرفتار ہو گئے، قیدیوں میں شامل ہو گئے، نبی اکرم کی خدمت میں لائے گئے تو حضور نے مشاورت کے ساتھ یہ فیصلہ کیا جو تم میں سے فدیہ دے سکتا ہے ؛غالباً 40 دراہم مقرر ہوئے؛ وہ فدیہ دے اور رہا ہو جائے اور جو فدیہ نہیں دے سکتا وہ صحابہ کے بچوں کو علم سکھائے اس کے بعد وہ بھی چھوٹ سکتا ہے۔ ابوالعاص نے فدیہ

کے لیے ایک ہار پیش کیا جو حضرت زینب نبی کی بیٹی لخت جگر نے اپنے خاوند کو پیش کیا جب وہ ہار نبی کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

فرمایا صحابہ سے اگر تم راضی ہو تو میں یہ ہار واپس کر دوں؟ صحابہ نے فرمایا کیوں یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم؟ تو آپ نے فرمایا یہ میری خدیجہ کا ہار ہے جو اس نے اپنی بیٹی زینب کو دیا ہے اس ہار کو دیکھ کر آج مجھے میری خدیجہ یاد آ گئی۔ بتائیں حضور کی کس قدر غمخوار تھیں وہ بھی دنیا سے چلی گئیں۔ ابو طالب جو باوجود مسلمان نہ ہونے کے نبی کریم کے نہایت غمخوار تھے اور حضور سے نہایت محبت کرنے والے تھے آپ کے لیے ڈھال کا کام دیتے تھے وہ بھی دنیا سے چلے گئے اب بتائیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر غم کی حالت کیا ہو گی۔ پھر آپ کا بائیکاٹ ختم ہوا۔

نبوت طائف کی وادیوں میں

آپ نے سوچا مکہ والے نہیں مانتے چلو طائف والوں کو سمجھاؤں۔ طائف پہنچے تو طائف کے سرداروں نے حضور کی بات ماننے کی بجائے نبی کریم کے پیچھے طائف کے لونڈے اور اوباش لڑکے لگادیے کہ ان کو مارو۔ انہوں نے تالیاں بجائیں اور پتھر مارے۔ جب حضور بیٹھ جاتے تو کھڑا کر کے پھر مارا جاتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غلام بھی تھا۔ سوچو حضور علیہ السلام پر کیا گزر رہی ہو گی۔ مکہ والوں نے ستم کیا، بائیکاٹ کیا، اتنے ستم کے باوجود طائف گئے۔ طائف والوں نے بھی لہولہان کر دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس مکہ تشریف لائے۔ جبرائیل امین بھی آسمان سے اتر آئے اور کہا حضور اجازت دیں مکہ والوں کو ہم کچل کر رکھ دیں انہوں بہت

زیادتی کی ہے۔

مشہور غلطی کاازالہ

عموما لوگ اس کو طائف والوں سے منسوب کرتے ہیں لیکن یہ طائف والوں کے لیے نہیں ہے۔اس کاتذکرہ بخاری میں موجود ہے۔ جبل ابی خبیب اور جبل نور یہ پہاڑ مکہ مکرمہ میں ہیں، ان کا طائف سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ عام بندہ سمجھتاہے کہ چونکہ طائف والوں نے بہت ظلم کیا تھاتو جبرائیل امین نے ان کے لیے کہا تھاحالانکہ ان کے لیے نہیں تھامکہ والوں کے لیے تھا۔ کیوں ؟اس وجہ سے کہ طائف والوں کی وجہ بھی مکہ والے ہیں اگر مکہ والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنبھال لیتے تو طائف جانے کی ضرورت ہی کیا تھی ؟

اگر مکے والے ان کا ساتھ دیتے تو طائف والوں کی کیا جرأت تھی کہ وہ حضور پر ہاتھ اٹھاتے۔ تو طائف والوں کا ہاتھ اٹھانا مکہ مکرمہ والوں کی وجہ سے تھااس لیے عتاب کے مستحق بھی یہی لوگ تھے لیکن آپ نے جبرائیل امین کی اس بات کے جواب میں فرمایا:

اللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث 1375

اے اللہ ان کو معلوم نہیں میں ان کا کتنا خیر خواہ ہوں اے اللہ ان کو ہدایت عطا فرما۔ اب بتائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل کتنا ٹوٹا ہوگا۔ نبی نے امتحانات میں کامیابی کی انتہاء کردی تو پھر اللہ نے حضور کو عرش پر بلا کر اعزازات سے نواز کر عطا کی بھی انتہا کردی۔ لوگوں نے حضور علیہ السلام پر زمین تنگ کردی تھی تو اللہ نے عرش پر

بلا کر وسعت عطا کر دی ہے۔

معراج کیسے ہوا؟

آپ علیہ السلام حضرت ام ہانی کے گھر سو رہے تھے۔ جبرئیل امین علیہ السلام فرشتوں کے ساتھ آئے۔ دروازے سے آنے کی بجائے چھت پھاڑ کر اندر آئے آپ کو اٹھایا اور حطیم کعبہ لے گئے۔ وہاں سے زمزم کے کنویں پر تشریف لے گئے وہاں قلب اطہر کو نکالا اور اس کو زمزم کے پانی سے دھویا اور ایمان و حکمت سے اس کو بھر دیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت لگا دی گئی۔ پھر براق پر سوار کرا کے حضور کا سفر شروع ہوا۔

اسراء اور معراج

مدینہ منورہ پہلا سٹاپ تھا اور طور سینا دوسرا سٹاپ۔ بیت اللحم تیسرا سٹاپ، بیت المقدس چوتھا سٹاپ۔ یہاں سے نبی کریم آسمان پر تشریف لے گئے آسمان اول دوم سوم چہارم پنجم ششم اور ہفتم، سات آسمان تک پہنچے اور پھر وہاں سے اوپر آپ سدرۃ المنتہیٰ تک گئے ہیں۔ صریر الاقلام تک پھر عرش معلیٰ تک، وہاں سے واپس تشریف لائے ہیں۔ معراج کے متعلق میرا مفصل بیان ہے اسے سنیں جو خواتین ملک سے باہر میرا بیان سن رہی ہیں وہ انٹرنیٹ پر سماعت فرماتی رہتی ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ معراج کے موقع پر ہونے والا میرا بیان نیٹ پر موجود ہے آپ وہاں سے سن لیں۔

اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی فضیلت

آج میں نے ایک دو باتیں عرض کرنی ہیں جو ہمارے احکامات کے متعلقہ ہیں

ایک بات یہ سمجھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج کے سفر پر جارہے تھے تو راستے میں تین اہم واقعات حضور کے ساتھ پیش آئے۔ ان میں ایک واقعہ حضور کے ساتھ یہ پیش آیا آپ نے ایک ایسی قوم کو دیکھا جو تخم ریزی کرتے ہیں فصل کاٹتے ہیں اور بیچتے ہیں ادھر انہوں نے فصل کی بوائی کی ادھر وہ بڑی ہوگئی، انہوں نے فصل کو کاٹ لیا۔ فصل کو کاٹا پھر اتنی بڑی ہوگئی۔ جبرائیل امین سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل نے فرمایا اے اللہ کے رسول یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، اللہ اس کے بدلے انہیں یہ نعمت عطا فرمائی ہے۔

نماز کی ادائیگی میں کوتاہی کا وبال

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی قوم پر گزرے کہ جن کے سر پتھروں کے ساتھ کچلے جارہے ہیں۔ سر پر پتھر مارا سر زخمی ہوگیا پھر سر ٹھیک ہوگیا پھر مارا پھر سر زخمی ہوگیا۔ پھر پتھر لینے گئے سر پھر ٹھیک ہوگیا۔ بار بار سر پتھر سے کچلا جارہاہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل نے عرض کیا اللہ کے پیغمبر یہ وہ لوگ ہیں جو فرض میں کاہلی اور سستی سے کام لیتے ہیں۔ تو جو فرض نماز میں سستی کرتا ہے قیامت کے دن ان کے سر کو پتھروں سے کچلا جائے گا جو اتنی بڑی سزا برداشت کر سکتا ہے وہ تو بے شک نماز میں کوتاہی کرے۔ اور جو میری ماں اور بہن برداشت نہیں کرسکتی وہ ہرگز نماز میں سستی نہ کرے۔

ادائیگی زکوٰۃ میں کوتاہی کی سزا

پھر حضور کا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کی شرمگاہ پر آگے پیچھے چیتھڑے سے لٹکے ہوئے تھے اور وہ اونٹ اور بیل کی طرح چل رہے تھے اور کھانے کو جہنم کے پتھر اور

کانٹے ملتے تھے۔ پوچھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کون لوگ ہیں؟تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال میں زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔ دنیا میں زکوٰۃ ادا نہیں کی آج جہنم کے پتھر اور کانٹے کھانے پر مجبور ہیں۔ اس لیے مرد وعورت دونوں کو اس بات کا اہتمام کرنا چاہیے کہ اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کریں۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں جو بینک میں پیسہ ہے صرف اس پر زکوٰۃ ہے۔ جو عورتیں گھر میں زیور استعمال کرتی ہیں ان زیوروں پر بھی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے اور بعض عورتیں کہتی ہیں، زیور میں نے پہنا ہے زکوٰۃ اس کی خاوند نے ادا کرنی ہے۔ عورت کے زیور پر خاوند کے ذمہ زکوٰۃ ادا کرنا نہیں ہے۔ ہاں اگر خاوند بیوی مشاورت کے ساتھ طے کرلیں اور خاوند خوشی سے دے تو دے سکتا ہے۔ ورنہ زیور پہننا ہی نہیں چاہیے اگر زکوٰۃ ادا نہیں کر سکتیں۔ تو زیور وہ پہنیں جو زکوٰۃ ادا کر سکتی ہیں۔

بدکاری کے مرتکب لوگ

پھر حضور کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے سامنے دو قسم کے گوشت موجود ہیں ہنڈیا میں پکا ہوا اچھا گوشت اور ایک ہنڈیا میں پکا ہوا گندا بدبودار گوشت اور یہ اچھا گوشت چھوڑ کر گندا گوشت کھا رہے ہیں۔ پوچھا جبرائیل امین یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس حلال پاک منکوحہ بیویاں موجود ہیں اور ان کو یہ چھوڑ کر غیر محرم اور ناپاک عورتوں کے ساتھ بدکاری کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ وہ عورتیں ہیں جو پاک اور حلال شوہر کو چھوڑ کر زنا کی لعنت میں لت پت ہیں۔ اللہ حفاظت فرمائے۔ زنا اتنا سخت گناہ ہے بہت بڑا جرم ہے یہ بات ذہن نشین فرمائیں شادی شدہ عورت کا نا محرم مرد سے تعلق رکھنا کنواری لڑکی کے تعلق رکھنے سے بڑا گناہ ہے اور دنیا میں خدا نے

سزا کا فرق یہ کیا ہے کہ اگر عورت کنواری ہو اور مرد کنوارا ہو اور ان کے ناجائز تعلقات ہوں تو ان کو سو سو کوڑے مارے جائیں گے اور اگر شادی شدہ ہو تو شریعت کوڑوں کی بات نہیں کرتی بلکہ کندھوں تک زمین میں دفن کرکے پتھروں کے ساتھ مار مار کر قتل کر دیا جائے اسے '' رجم '' کہتے ہیں کیونکہ جرم بہت بڑا ہے۔ اگرچہ کنواری لڑکی کا جرم بھی بڑا ہے لیکن شادی شدہ کا جرم اس سے بڑا ہے جب اس کے پاس حلال موجود ہے تو حرام کے پاس کیوں گئی؟

چوری اور ڈکیتی کی سزا

حضور کا گزر پھر ایک ایسی لکڑی پر ہوا جس کے پاس سے گزرتی ہے اس کو چیر دیتی ہے۔ پوچھا جبرائیل امین یہ لکڑی کون سی ہے؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لکڑی نہیں یہ وہ لوگ ہیں جو ڈاکے ڈالتے اور چوریاں کرتے تھے ان کے گندے عمل کو بیان کرنے کے لیے یہ مثال دی۔

حقوق العباد

پھر آپ نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کے پاس لکڑیاں کا ایک بہت بڑا گٹھا ہے اس نے سر کے اوپر لادی ہیں لیکن وہ لکڑیاں اٹھائی نہیں جاتیں۔ پوچھا جبرائیل یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ وہ شخص ہے جس پر بندوں کے حقوق اور امانتوں کا بوجھ پہلے سے موجود ہے اوپر سے اور اٹھاتا ہے۔ پہلے حق ادا نہیں ہوتے مزید حقوق اپنے ذمہ لیتا ہے۔

یاد رکھیں اپنے ذمہ ایسا حق نہ لیں جسے ادا نہ کر سکیں۔ دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ خاوند کے ذمہ بیوی کے حقوق ہیں، والد کے حق علیحدہ ہیں

ہمسائے کے حقوق الگ ہیں اور مسلمان کے حقوق الگ ہیں۔ الگ الگ حقوق کو شریعت کے دائرے میں رہ کر ادا کرنا ضروری ہے۔اس بات کا پورا اہتمام کریں دنیا سے اس حال میں جائیں کہ آپ کے ذمہ کسی کا کوئی حق نہ ہو کہیں ایسانہ ہو تلاوت بھی کرتی رہیں اور نمازیں بھی پڑھتی رہیں، مدرسے میں تعلیم بھی حاصل کرتی رہیں اور قیامت کے دن اتنے بوجھ موجود ہوں کہ سارے اعمال ان حقوق کے بدلے ان حق داروں کو دے دیں اور ہم تہی دامن رہ جائیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صحابہ ! تم جانتے ہو مفلس ونادار کون ہے ؟ کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کے پاس مال اور پیسہ موجود نہ ہو۔ حضور اکرم نے فرمایا نہیں بلکہ مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس اچھے اعمال موجود ہوں لیکن لوگوں کے حقوق ادانہ کیے ہوں، قیامت کے دن آئے گا وہاں حقوق کے بدلے اعمال دینے ہوں گے۔ کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کی چوری کی ہوگی، کسی کی غیبت کی ہوگی، سارے اعمال لے کر حقداروں کو دے دیے جائیں گے۔ ایک وقت آئے گا اس کے اعمال ختم ہو جائیں گے اور لوگوں کے حقوق اب بھی باقی ہوں گے تو پھر ان لوگوں کے گناہ لے کر اس کے سر پر ڈال دیے جائیں گے۔اس لیے اگر کسی کے حقوق ہیں تو دنیا میں ادا کر کے جائیں آخرت میں ادا کرنا بہت مشکل ہے۔

بد عمل واعظین اور علماء

پھر آپ نے دیکھا کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جن زبانیں لوہے کی قینچیوں سے کاٹی جارہی ہیں پوچھا یہ کون لوگ ہیں ؟ کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ وہ لوگ ہیں جو علماء ہیں واعظ ہیں لوگوں کو تو تعلیم دیتے ہیں لیکن خود عمل نہیں کرتے۔

تین خوب صورت تحفے

آپ معراج پر گئے جب واپس آئے تو اللہ تعالیٰ نے تین تحفے عطا فرمائے۔

1۔ پانچ نمازوں کا تحفہ اللہ سے لے کر آئے ہیں ان کا اہتمام کریں یہ خدائی تحفہ ہے۔ جیسے آپ کو کوئی بھائی رشتہ دار ملنے آئے تو اور تحفہ لائے تو بندہ کتنے شوق سے قبول کرتا ہے کہ میری بہن نے بھیجا ہے، میرے باپ نے بھیجا ہے۔ اس طرح نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا تحفہ لے کر آئے ہیں۔

2۔ سورۃ بقرہ کی آخری 3 آیتیں لِلّٰہِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْض سے لے کر أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ تک۔

3۔ اللہ نے فرمایا تیسرا تحفہ یہ کہ آپ کی امت میں جو بندہ شرک نہیں کرے گا اس بندے کی معافی کا میں اللہ وعدہ کرتا ہوں۔ شرک سے بڑا دنیا میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

کونڈے کھانے کا مسئلہ

آخری بات میری یہ ذہن میں رکھیں کہ 22 رجب کو پورے پاکستان میں عموماً اور دیہاتوں میں خصوصاً یہ بہت بڑا جرم ہے۔ مرد بھی کرتے ہیں عورتیں بھی کرتی ہیں۔ جرم یہ ہے کہ 22 رجب کو کونڈے پکا کر کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں امام جعفر کی پیدائش کے کونڈے ہیں اور ہوتا یہ ہے کہ چھپا کر پکائیں گے چھپا کر کھائیں گے رات کی تاریکی میں۔ یہ کون سی ایسی عبادت ہے جو ہو کھانا کھلانے کی اور پھر چھپا کر کھلانے کی۔

میری ماؤ و بیٹیو اور بہنو اچھی طرح سمجھو کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے اور پوری امت کے ایمان والوں کے ماموں لگتے

ہیں۔ 22رجب کو ان کا انتقال ہوا۔ رافضی اور شیعہ؛ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام سے جلتے ہیں ان کے نام سے نفرت کرتے ہیں۔ تو 22رجب کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر شیعہ رات کو مٹھائی بنا کھاتے ہیں اور خوشیاں مناتے ہیں۔ اور نام کیا دیا؟ امام جعفر صادق کے کونڈے پکاتے ہیں! حالانکہ امام جعفر صادق ان کی پیدائش رمضان کی ہے اور وفات شوال کی۔ نہ ان کی پیدائش رجب کی ہے اور نہ وفات رجب کی ہے تو اس کا تعلق ہی نہیں بنتا۔ غالباً 8رمضان کو پیدا ہوئے اور 15 شوال کو وفات ہوئی۔ رجب میں نہ ہی پیدا ہوئے اور نہ ہی فوت ہوئے۔ کونڈے ان کے نام کے نہیں بلکہ صرف دنیا کو دھوکا دینے کے لیے امام جعفر کا نام استعمال کرتے ہیں ایک دور وہ تھا کہ شیعہ سنی سے ڈرتے تھے تو رات کو چھپ چھپ کر کونڈے پکاتے۔ تو پھر جب سنی بھی ساتھ شروع ہو گئے تو اب علی الاعلان بنانا شروع ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اگر کوئی آپ کو کونڈے بنا کر بھیجے تو ان کو باہر پھینک دو۔ کتے کھالیں اپنے کسی بچے کو بھی نہ کھلاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شریعت کے مطابق چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

پردہ کی اہمیت وضرورت

مرکز اصلاح النساء، سرگودھا

خطبہ مسنونہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد:

فاعوذباللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا۔

سورۃ الاحزاب، 32،33،34

ان آیات میں اللہ رب العزت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات امہات المومنین کو خطاب فرمایا ہے اور ان ازواج مطہرات امہات المومنین کے واسطے سے قیامت تک آنے والے خواتین کے لیے اللہ کریم نے احکام ارشاد فرمائے۔ اللہ رب العزت قرآن میں کہیں صرف مردوں کو خطاب فرماتے ہیں اور کہیں صرف خواتین کو خطاب فرماتے ہیں اور کہیں مردوں اور خواتین دونوں کو اللہ خطاب فرما کر احکام دیتے ہیں۔ ان آیات کریمہ میں ان احکامات کا تذکرہ ہے جن کا خالصتاً خواتین سے تعلق ہے۔

نامحرم سے بات کرنے کا طریقہ

ارشاد فرمایا: يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم اللہ رب العزت سے ڈرتی ہو..... یقیناً پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اللہ رب العزت

سے ڈرتی ہیں، بات سمجھانے کے لیے ارشاد فرمایا۔ جیسے باپ اپنی بیٹی سے کہتا ہے اگر تم میری بیٹی ہو تو میں تمہیں یہ بات کہتا ہوں۔ خاوند اپنی بیوی کو کہتا ہے اگر تم میری بیوی ہو تو میری بات مانو، حالانکہ وہ بیٹی اپنے باپ کی ہے اور یہ بیوی اپنے خاوند کی ہے لیکن محض بات سمجھانے کے لیے ان الفاظ کا تذکرہ کرتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی ازواج مطہرات کو فرمایا اگر تم ڈرتی ہو، ڈرتی تو وہ یقیناً ہیں۔ مطلب اگر تم تقویٰ میں سچی ہو، إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا

ازواج مطہرات امہات المومنین سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بعض مسائل اور بعض ضرورتوں کے لیے کام ہوتا تو انہیں ازواج مطہرات کے پاس جانا پڑتا دروازے پر دستک دیتے اور ان سے بعض مسائل وغیرہ پوچھ لیتے۔ اس سے اندازہ فرمائیں کہ ہمیں کس قدر احتیاط کرنی چاہیے ازواج مطہرات کو حکم دیا گیا جب کوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی دروازے پر دستک دے اور تم سے کوئی چیز مانگے یا مسئلہ پوچھے تو اس بات کا خیال کرو، اس طرح لچک دار آواز نہ بناؤ کہ اگر آنے والے دل میں کوئی مرض رکھتا ہو تو اس کے مرض میں اضافہ ہو جائے بلکہ تم دستور کے مطابق گفتگو کرنا۔

ضرورت کی بات کریں

مطلب یہ کہ ضرورت کی بات کریں اور بلاضرورت دستک دینے والے سے گفتگو نہ کریں۔ اس دور میں دروازے پر دستک تھی اور آج کے دور میں اس کے ساتھ ساتھ ٹیلی فون اور موبائل پر ہونے والی گفتگو بھی ہے۔ اگر کوئی آدمی دروازے پر دستک دے اور آپ کے باپ کے بارے میں، بیٹے کے بارے میں، یا خاوند کے بارے میں

معلومات لینا چاہے تو لچکدار آواز پیدا کر کے گفتگو نہ کریں کہ اس کے دل میں عورت کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا ہوں بلکہ صاف صاف دستور کے مطابق بات کریں کہ اسے دوبارہ بلاوجہ بات کہنے کی ہمت اور جرأت نہ ہو۔اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ یوں کرخت اور چڑیل کی طرح بات کرے کہ اس کو نفرت محسوس ہو، مطلب اس طرح بات کرے وہ یہ محسوس نہ کرے کہ خاتون میری طرف مائل ہے اور یہ بھی محسوس نہ کرے کہ یہ طلب رکھتی ہے کہ یہ دوبارہ دروازے پر آئے۔ بلکہ اس کو آرام سے کہہ دے کہ گھر پر کوئی نہیں ہے جب آئیں تو پھر آپ آجانا۔

فون پر بات کیسے کریں

ہمارے آج کے دور میں سب سے بڑا مسئلہ ٹیلی فون اور موبائل کا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ خاتون کو کسی نامحرم سے بلاوجہ بات کرنی نہیں چاہیے۔اپنے محارم سے بات کرے،اپنے خاوند سے بات کرے۔ محرم سے مراد ایسا آدمی جس سے کبھی عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا ان کے ساتھ گفتگو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ جو محرم نہیں ان سے گفتگو میں بہت زیادہ احتیاط کریں۔ اگر بات کرنے کی ضرورت پڑ جائے تو فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر نامحرم ہو تو سلام کی بھی حاجت نہیں۔

فون آئے تو کہے کہ کون ؟ کیا کام ہے؟ کس سے بات کرنی ہے؟ { فلاں صاحب سے } تو کہیے کہ گھر پر نہیں ہیں، وہ آئیں گے تو پیغام مل جائے گا۔اتنی سی بات کریں یہی کافی ہے۔ بلاضرورت بات نہ کریں ضرورت کے مطابق بھی صرف اتنی بات کریں کہ آدمی کے دل میں العیاذ باللہ ،اللہ سب کی حفاظت فرمائے، طمع اور لالچ پیدا نہ ہو،اس دور میں دروازے پر دستک کا مسئلہ تھا آج کے دور میں ٹیلی فون اور موبائل کا

ہے۔ یہ ساری باتیں اس میں شامل ہیں۔ اللہ تعالی ہم سب کی حفاظت فرمائیں اور دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائیں۔ یہ مسائل بہت نازک ہیں اور ان میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

گھر میں رہنے کا حکم

دوسرا حکم فرمایا وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى

دوسرا حکم ازواج مطہرات کو یہ دیا کہ اپنے گھر میں رہا کرو۔ بلاضرورت اپنے گھر سے باہر نہ نکلا کرو۔ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ اور جیسے جاہل ان پڑھ عورتیں فیشن کر کے اور بن سنور کے باہر نکلتی ہیں ایسی باپردہ خواتین کو نکلنا جائز نہیں بلکہ ناجائز اور حرام ہے۔اس بات پر غور فرمائیے کہ اللہ نے قرآن کریم میں قَرْنَ فرمایا اسکن نہیں فرمایا، ایک ہوتا ہے سکونت یعنی گھر میں رہنا اور ایک ہوتا ہے قرار،ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ محض رہنے کو سکونت کہتے ہیں اور جم جانے کو قرار کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ کسی حالت میں عورت کو {اگر شدید ضرورت نہ ہو} گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہیے اور یہ حکم کن کو ہے؟ ازواج مطہرات کو، میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو۔ اگر وہ باہر جائیں بھی تو انہوں نے کہاں جانا تھا؟ مدینہ کا ماحول پاکیزہ ماحول ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ماحول ہے اس کے باوجود یہ حکم ہے۔

اس لیے یہ حکم ہمیں دیا گیا ہے کہ بلاضرورت عورت گھر سے نہ نکلے اور اگر باہر جانا بھی پڑے تو پردہ کر کے جائے اور پردہ ایسا جسے شریعت بھی پردہ کہتی ہے۔ ہمارے ہاں بسا اوقات ایسے پردے کا اہتمام کیا جاتا ہے جس پر پھول کڑھائی ہو اور برقعہ میں فیشن اتنے ہوتے ہیں کہ اگر وہ برقعہ نہ پہنا ہوتا تو شاید مرد اتنا متوجہ نہ ہوتے جتنا اس

برقعے نے متوجہ کیا۔اس لیے برقعہ سادہ لیں ایسا برقعہ بھی نہ ہو جسے بڑی عمر کی عورت پہن کر چھوٹی لگے، بلکہ ایسا ہو کہ چھوٹی لڑکی پہنے تو بڑی لگے کسی کو بات کرنے کی جرأت نہ ہو۔اللہ نے دو باتیں فرمائیں:

1: گھر پر ٹھہرو 2: جب ضرورت پڑے تو پردے کے ساتھ نکلو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان کی نگاہیں اس پر پڑتی ہیں تو ہر وقت اچکنے کی فکر میں رہتا ہے۔

خاوند کے لیے تیار ہوں، تقریبات کے لیے نہیں

اگر عورت کو نکلنا پڑے تو زینت کا اہتمام نہ کرے اور نہ خوشبو لگائے، یہ عورت کے لیے حرام ہے، ہاں شوہر کے لیے خوشبو کا استعمال باعث ثواب واجر ہے اور اگر شوہر گھر نہ ہو محرم گھر ہو تو خوشبو استعمال کرنا مستحب تو نہیں ہاں البتہ اس کو جائزاور مباح کہہ سکتے ہیں۔

یہ مسائل سمجھانا بہت ضروری ہیں ہمارے ہاں ایک عجیب المیہ ہے کہ جب خاوند گھر آتا ہے تو عورت بننے اور سنورنے کا کوئی اہتمام نہیں کرتی اہتمام اس وقت ہوتا ہے جب کسی تقریب میں جانا ہو حالانکہ خاوند کے لیے تیار ہونا باعث اجر وثواب ہے اور تقریبات کے لیے کوئی ضروری بھی نہیں۔ تو بلاضرورت ان چیزوں کا استعمال کرنا اسراف ...... فضول خرچی ..... بھی ہے اور بسا اوقات گناہ کا ذریعہ بنتا ہے اللہ سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔ یہ مسائل خوب خوب یاد رکھیں، اور ان پر عمل کی پوری کوشش کریں۔

نماز بھی گھر میں پڑھیں

اگر کوئی عورت مکہ مکرمہ جائے اور وہاں سے مدینہ منورہ جائے تو اس بارے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ عورت کا اپنے ہوٹل اور کمرے میں نماز پڑھنا بیت اللہ میں نماز پڑھنے سے زیادہ اجر و ثواب رکھتا ہے۔ مسجد نبوی میں بھی جائے تو عورت کو اپنے گھر میں جہاں اس کی رہائش ہے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے زیادہ اجر وہاں نماز پڑھنے میں ہے۔ دور کا سفر ہے مسجد نبوی سے عقیدت ہوتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے سے تعلق ہوتا ہے، کوئی جائے تو حرج نہیں ہے۔ لیکن اس قدر جائے کہ ایک نماز میں شرکت کرلے۔

وہاں عورت کے لیے پردے کا اہتمام کر دیا جائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ و سلام پیش کرے، لیکن ہر نماز کا اہتمام کرنا اس کی فقہاء نے ممانعت فرمائی ہے۔ حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیہ ام حمید الساعدیہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار عرض کی کہ یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد نبوی میں نماز پڑھوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بالکل اچھی طرح یقین ہے تمہاری بات پہ

قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكِ تُحِبِّينَ الصَّلَاةَ مَعِيَ

صحیح ابن حبان، رقم الحدیث 2217

تم دل سے چاہتی ہو کہ میرے پیچھے نماز پڑھو لیکن ایک بات اچھی طرح سن لو کہ اگر تم کمرے میں نماز پڑھو تو یہ برآمدے میں نماز پڑھنے سے زیادہ اجر والی ہے اور اگر برآمدے میں پڑھو تو صحن میں پڑھنے سے زیادہ ثواب والی اور اگر صحن میں پڑھو تو محلہ کی مسجد میں پڑھنے سے افضل ہے اور اگر محلہ کی مسجد میں پڑھو تو مسجد نبوی میں

پڑھنے سے اجر والی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فتوی

یہ آج کی بات نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک کی بات ہے۔امی عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کچھ گنجائش تھی ابتدائے اسلام میں خواتین نماز کے لیے مساجد میں جاتی تھیں دین کے مسائل سیکھنے ہوتے تھے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں اگر اس دور میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان باتوں کو دیکھ لیتے جو آج ہیں {اپنے دور کا کہہ رہی ہیں} تو منع فرمادیتے۔ایسے حالات میں مساجد میں نہ جائیں اس حد تک پابندی ہے تو بلاوجہ تقریبات میں شرکت کرنا، ہوٹلوں والی شادیوں میں شرکت کرنا، مخلوط اجتماعات میں جانا اور ویڈیو کا ہونا اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔

دنیا عارضی جلد فنا ہونے والی چیز ہے چند دن کی زندگی ہے اسے ختم ہو جانا ہے آدمی اپنی خواہشات کو کنٹرول کر کے اور اللہ رب العزت کو راضی کرنے کی کوشش کرے اللہ جنت میں ساری خوشیاں عطا کرے گا۔آگے حکم دیا: وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ اور نماز کی پابندی کرو، وَآتِينَ الزَّكَاةَ زکوۃ ادا کیا کرو، وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ نماز زکوۃ اور پردہ وغیرہ تمام احکام میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مانو، نماز ہر حال میں خواتین کے ذمہ ہے ان باتوں سے بچنا ضروری ہے جن سے نماز ادا نہ کی جا سکے۔

نماز میں بلاوجہ کوتاہی

ہمارے ہاں بڑا ایک ظلم ہوتا ہے خصوصاً شادی کے موقع پر اور رخصتی کے دنوں میں دلہن کا میک اپ کرتے ہیں کہ اگر اس کو وضو کی حاجت ہو تو وضو نہیں کرتے بلکہ نماز چھوڑ دیتے ہیں تاکہ اس کا میک اپ خراب نہ ہو، اللہ رب العزت حفاظت

فرمائے، جس اللہ نے خوشیاں عطا فرمائیں ہیں اس خوشی کے موقع پر اللہ کو نارض کرنا کتنا بڑا جرم ہے۔اس لیے وضو وغیرہ پہلے کرلیں تاکہ ایسی ضرورت ہی پیش نہ آئے یا سفر دور کا ہو، نمازیں زیادہ ہوں تو پھر اس کا اہتمام کریں کہ مغرب کے بعد تیاری کریں تاکہ عشاء کی نماز پڑھنے کا مسئلہ نہ بنے۔

میں وہ باتیں عرض کررہا ہوں جن مقامات پر ہم معمولی معمولی عذر پر نماز سے جان چھڑا لیتے ہیں۔ یہ بہت بڑا جرم ہے بازار گئی نماز رہ گئی اگر کسی تقریب میں گئی تو نماز رہ گئی ہلکی سی تھکاوٹ ہوئی تو نماز رہ گئی اتنی معمولی باتوں پر نماز نہیں چھوڑنی چاہیے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور تھا اتنے شدید بیمار ہیں کہ دو صحابہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اپنے پاؤں مبارک گھسیٹتے ہوئے مسجد میں تشریف لے جارہے ہیں۔ لیکن پھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز نہیں چھوڑی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے جارہے تھے تو زبان رسالت پر سب سے آخری جملہ بھی یہی تھا:

اَلصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ

سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث 1625

فرمایا میں دنیا چھوڑ کر جارہا ہوں نماز کا اہتمام کرنا اور ماتحتوں، نوکروں کا خیال کرنا اس دور میں غلام ہوتے تھے آج کل نوکر اور گھر میں کام کرنے والی نوکرانیاں ہوتیں ہیں ان کا خیال کرنا چاہیے، خیال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو خود کھاو ان کو بھی کھلاو جو خود پہنو ان کو بھی پہناؤ اگر یہ نہ ہو تو کم از کم اس انداز میں ان کا خیال کرو کہ انہیں کسی کمی کا احساس نہ ہو۔

گھر کی ملازمہ کو دین کی دعوت دیں

ایک عورت آپ کے گھر کا کام کرتی ہے اللہ نے آپ کو مالی وسعت عطا فرمائی ہے اس کی ضرورتیں پوری کرو کہ غمی اور خوشی میں اسے کسی اور کی طرف منہ نہ اٹھانا پڑے۔ ہماری ذمہ داری میں شامل ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ ان کے ایمان اور دین کی فکر کرنا ہم خود تو نماز پڑھتے ہیں گھر میں کام کرنے والی کو ترغیب نہیں دیتے اللہ معاف فرمائے۔ میں نے ملک سے باہر اس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ گھر میں کام کرنے والی عیسائی کو کلمہ کی دعوت نہیں دیتیں کہ اگر کلمہ پڑھ لیا تو ہمارے گھر کا کام نہیں کریں گے اس لیے ہم کلمے کی دعوت نہیں دیتے۔اللہ حفاظت فرمائے اتنا بڑا ظلم عظیم ہے اور اس کا اہتمام بھی کرتی ہیں کہ کہیں ہم سے اچھا کپڑا نہ پہن لیں ہمارے برابر نہ آجائیں،انسان تو بحیثیت انسان برابر ہیں۔اللہ نے کسی دولت زیادہ دی کسی کو کم یہ اللہ کی عطا ہے اللہ کا احسان ہے۔

زیورات اور زکوۃ

زکوۃ کے معاملے میں ہمارے ہاں بہت زیادہ کوتاہی ہوتی ہے مرد بھی کوتاہی کرتے ہیں اپنے پیسے ایسے ہی بینکوں میں رکھوا دیتے ہیں اور خواتین میں بھی بہت کم ایسی عورتیں ہیں جو اپنے زیور میں سے زکٰوۃ دیتی ہیں۔ اگر اس زیور میں زکٰوۃ نہیں دی تو یہ جہنم میں ایندھن بنے گا اور انسان کے جسم سے چپکا رہ جائے گا۔ اس زیور پر لعنت بھیجو جس زیور کی زکٰوۃ ادا نہ ہو،زیور رکھنے کی شریعت نے اجازت دی ہے۔ خصوصاً اپنے خاوند کے لیے استعمال کرے تو ثواب ہے۔ لیکن دکھاوے کے لیے پہننا حرام ہے۔

زیور اس نیت سے پہننا کہ تقریب میں جاؤں گی تو فلاں کے زیور سے میرا

زیور زیادہ خوبصورت ہو گا سب میرے زیور کو دیکھیں گے بالکل جائز نہیں زیور کی ضرورت ہے لیکن وہاں جہاں بناؤ سنگھار جائز ہو اس لیے بلاضرورت زیور استعمال کرنا دنیاداری کا باعث بنتی ہے اور بندے کے اندر دنیا کی محبت پیدا کرتا ہے۔ اللہ سب کی حفاظت فرمائے۔

بہر حال زیور استعمال کرنا جائز ہے خاوند کے لیے مستحب ہے لیکن اتنے زیور کی اجازت ہے جتنی شوہر کی جیب اجازت دے اگر استطاعت نہ ہو تو اس کو پابند نہ کرو کہ خواہ قرض لو میرے لیے زیور لاؤ۔

شادی کے موقع پر اللہ حفاظت فرمائے لاکھوں روپیہ سود پر قرض اٹھا کر بچیوں کا زیور بنایا جاتا ہے اگر بچیاں اور مائیں ذہن بنالیں کہ گنجائش اور ضرورت ہوگی تو زیور بنائیں گے اگر گنجائش اور ضرورت نہ ہوئی تو نہیں بنائیں گے۔ تو شادیاں آسان ہو جائیں گی اور بغیر گنجائش زیور کا تقاضا کرنا اور اپنے والدین کو مجبور نہ کرنا چاہیے۔ اللہ وسعت عطا فرمائے تو اپنی اولاد کو دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن وسعت نہ ہو تو سود پر قرض لے کر دینے کی بھی اجازت نہیں۔

میں گزارش کر رہا تھا کہ بوقت ضرورت عورت زیور کا استعمال کر سکتی ہے لیکن زکوٰۃ کا اہتمام کرے اور جو زکوٰۃ ادا کرنی ہے انگریزی مہینوں کے لحاظ سے نہیں بلکہ عربی مہینوں کے لحاظ سے جیسے شوال، ذیقعدہ، ذوالحجہ محرم ان مہینوں میں جس مہینے میں بندہ مال کا مالک ہوا اگلے سال اسی مہینے میں زکوۃ ادا کریں۔ کسی کی ہوتی ہے ربیع الاول میں، جی زکوۃ کب ادا کریں گے؟ رمضان میں! جس مہینے میں بندہ مال کا مالک ہوا اگلے سال اسی مہینے میں زکوٰۃ واجب ہے۔

چند ان احکام کا اللہ نے ذکر فرمادیا، پردے کا اہتمام کریں اپنی آواز کو اونچا نہ کریں گھر سے باہر نہ نکلیں، خلاصہ فرمادیا وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ تمام معاملات میں اللہ اور اس کے رسول کے احکام مانیں، معاشرے میں کسی کی پرواہ نہ کریں۔ اپنے قبیلے کی پروا نہ کریں صرف اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مانیں۔ اس لیے کہ موت کے بعد اللہ اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کام آنا ہے، خاندان نے کام نہیں آنا۔ جس خاندان نے مرتے ہی ساتھ چھوڑ دینا ہے ان کے لیے گناہ کرنا، ان کے لیے رسمیں کرنا، ان کی خاطر اللہ کو ناراض کرنا یہ بہت بڑی حماقت نادانی اور بے وقوفی ہے۔

اس لیے یہ فیصلہ کرلیں اور تہیہ کرکے اٹھیں کہ ہم نے ہر حال میں اللہ کو خوش کرنا ہے کسی حال میں اللہ کو ناراض نہیں کرنا جن جن سے پردے کا حکم شریعت نے دیا ہے ہم نے پردہ ضرور کرنا ہے خاندان خوش ہو تب بھی ناراض ہو تب۔ آگے اللہ رب العزت نے امہات المومنین کے لیے ایک جملہ کہا جو اعزاز کا جملہ ہے:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا
وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا

میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویو، جو تم اہل بیت ہو اللہ تم سے گندگی کو دور رکھے گا اللہ تمہیں پاک اور صاف بھی رکھے گا۔

اہل بیت کون ہیں؟

یہاں دو باتیں فرمائیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو اہل بیت فرمایا۔ عموماً ہمارے معاشرے میں جب کہا جائے اہل بیت تو لوگ سمجھتے ہیں اہل بیت سے حضرت علی، حضرت

فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہم یہ اہل بیت ہیں۔اصل میں اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں پھر اولاد پھر داماد اہل بیت بنتے ہیں۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کے لیے بہت سارے دلائل کی ضرورت ہو آپ خود اندازہ فرمائیں اگر کوئی بندہ کسی کے یہاں دعوت پر جائے اور وہ کہیں اگلی دفعہ گھر والوں کو ساتھ لانا اگلی بار جب گیا تو اپنے ساتھ اپنی بچی کو لے آیا، داماد کو لے آیا فوراً لوگ پوچھتے ہیں گھر والے نہیں آئے وہ کہتا ہے یہ بیٹی، داماد لایا ہوں لوگ کہتے ہیں ہم بیٹی نہیں بیوی کی بات کر رہے ہیں۔ اس لیے اصل تو گھر والی بیوی ہوتی ہے اس کے بعد اولاد ہوتی اور داماد ہوتے ہیں۔

ہماری کتنی کم عقلی ہے کہ حضرت علی؛ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں انہیں اہل بیت میں مانتے ہیں حضرت فاطمہ بیٹی ہیں انہیں اہل بیت مانتے ہیں آگے حسن وحسین نواسے ہیں انہیں اہل بیت میں مانتے ہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو اہل بیت نہیں مانتے۔ یہ شیعوں کی شرارت ہے یہ رافضیوں کا حملہ ہے۔ وہ ازواج مطہرات کو بیان نہیں کرتے اور ان سے نفرت کرتے ہیں اس لیے انہوں نے یہ بات مشہور کر دی کہ اہل بیت نبی کی بیٹی داماد اور نواسے ہیں ہمیں یہ عقیدہ نہیں رکھنا چاہیے ہمارا عقیدہ ہے کہ پہلے نبی کی اہل بیت بیویاں ہیں پھر اولاد پھر داماد وغیرہ۔

اس لیے اس آیت کریمہ میں اللہ نے فرمایا اے نبی کی اہل بیت میں گندگی کو تمہارے نزدیک بھی نہیں آنے دوں گا کیونکہ اللہ رب العزت کا قرآن میں فیصلہ ہے والطیبون للطیبات، جب آدمی پاکیزہ ذوق رکھتا ہو تو اللہ اس کو پاک بیوی دیتے ہیں اور جو گندا ذوق رکھتا ہو اس کو گندگی بیوی دیتے ہیں۔ دعا کریں کہ اللہ ہم سب کو پاکیزگی عطا

فرمائے، رسول تو سراپا طہارت ہیں نبی سے بڑھ کر کون طہارت والا ہو گا۔ میری ایک بات ذہن نشین فرمالیں کہ نبی کے گھر کافرہ عورت تو آسکتی ہے لیکن فاحشہ عورت نہیں آسکتی حضرت نوح، حضرت لوط علیہما السلام کی بیویاں کافرہ تھیں لیکن ایک نبی ایسا نہیں گزرا جس کی بیوی فاحشہ ہو پتہ چلا کہ انسان معاشرہ میں کفر سے بڑھ کر بے حیائی بڑا عیب ہے۔ اگر شریعت میں کفر زنا سے بڑا گناہ ہے تو یہ کفر معاشرے میں اتنا عیب نہیں جتنا زنا ہے۔ اللہ پیغمبر کو عیب سے بالکل پاک رکھتے ہیں بلکہ نبی نے خود فرمایا کہ: مجھ سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک میری پوری نسل میں ایک بھی ایسا بچہ نہیں جس کا نسب ٹھیک نہ ہو اللہ نے مجھے ایسا پاک نسب والا بنایا ہے اللہ ہم سب کے نسبوں کو پاک رکھے۔

تفسیر قرآن پڑھنے کا حکم

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ آگے چھٹا حکم فرمایا قرآن کریم کی آیتیں تفسیر، حکمت کی باتیں اپنے گھر میں رہ کر پڑھا کرو بلا وجہ اپنے گھر سے باہر نہ جایا کرو۔ آج کے دور میں رواج ہے اگر فوت ہو جائے تو قرآن پڑھنے کے لیے عورتوں کو بلایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ اپنے گھروں میں قرآن پڑھو دوسروں کے گھروں میں نہ جاؤ اللہ فرماتے ہیں تم اپنے گھروں میں رہ کر اللہ کا ذکر کرو بلا وجہ گھر سے نہ نکلو۔ آپ کے ذہن میں یہ بات نہ آجائے اللہ نے منع کیا ہے تو پھر مدرسوں میں کیوں بلاتے ہیں؟ اگر قرآن پڑھنا ہو تو گھر میں پڑھو۔ مدرسوں میں قرآن سیکھنے کے لیے آتے ہیں پڑھے ہوئے قرآن کی تلاوت کے لیے نہیں آتے۔ جس نے قرآن نہیں پڑھا ہوا وہ آئے پڑھنے۔ مدارس اس

لیے نہیں کہ جنہوں نے قرآن پڑھا ہے وہ تلاوت کے لیے آئیں۔اس لیے جن خواتین نے قرآن نہیں پڑھا وہ آکر قرآن پڑھیں مسائل سیکھیں۔ دونوں میں بڑا فرق ہے۔ مدارس میں بچیوں کو ترغیب دیتے ہیں یہاں آکر پڑھیں۔ جیسے آپ تشریف لائی ہیں ''مرکز اصلاح النساء'' میں اللہ اس میں برکتیں عطا فرمائے اللہ اس فیض کو عام فرمائے۔

مرکزاصلاح النساء میں اسباق کی ترتیب

ہم نے یہاں اہتمام کیا صبح شام لڑکیاں پڑھنے کے لیے آتی ہیں اور 9 سے لے کر 12 بجے تک بڑی عمر کی عورتیں پڑھنے کے لیے آتی ہیں۔ جو خواتین آتی ہیں ہم ان کو مبارک باد دیتے ہیں انہوں نے بڑی عمر میں دین اور قرآن کریم سیکھنا شروع کیا۔ یہ شرم وعار کی بات نہیں اور جو نہیں آتیں میں ان کو ترغیب دے کر کہتا ہوں مدرسے کو غنیمت سمجھیں اور اپنے گھر کے کاموں سے فارغ ہو کر تشریف لائیں۔ تو ان شاء اللہ 23 جون سے 5 جولائی تک 12 یا 13 دن کا دورہ تحقیق المسائل ہو گا اگر اس میں یہاں خواتین پڑھنا چاہیں تو بڑے شوق سے پڑھیں ان کے اسباق مقرر ہوں گے۔بنین کے مدرسے میں سبق پڑھایا جائے گا بنات کے مدرسے میں لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ پڑھایا جائے گا۔ دعا کریں اللہ ہمیں وسائل عطا کرے تو ان شاء اللہ شوال میں باضابطہ کلاسیں لگ جائیں گی۔ 3 سال کا نصاب ہو گا۔

اگر اللہ نے توفیق دی جیسا کہ آپ نے دیکھا مدرسہ چھوٹا ہے ہال تنگ ہیں تو اس کی چھت پر ہم نے دوسری منزل بنانی ہے۔ دعا کریں اللہ رب العزت اسباب عطا کریں دوسری منزل بنے تاکہ پڑھنے اور بیان سننے میں آسانی ہو۔ مدرسہ کے ساتھ اور

جگہ بھی خریدی ہے اللہ اسباب عطا فرمائے وہاں بھی تعمیر شروع کریں گے۔ خیر میں گزارش کر رہا تھا اللہ نے حکم دیا عورتیں گھر میں رہیں پردے کا اہتمام کریں نماز کی پابندی کریں زکوۃ ادا کریں اور اپنے گھر ذکر واذکار کریں گھر کو قبرستان نہ بنائیں۔ ساتھ یہ بات فرمائی: إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا اللہ جن باتوں کو جانتا ہے تم نہیں جانتے اللہ لطیف ہے تمہاری چھوٹی چھوٹی باتوں کو جانتے ہیں ہماری کمزوریاں جانتے ہیں بندے کے گناہ جانتے ہیں فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ، وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ اگر چھوٹا گناہ کیا اللہ کے علم میں ہے اگر چھوٹی نیکی کی وہ بھی اللہ جانتے ہیں۔

دعا فرمائیں اللہ ہم سب کو دین کے لیے قبول فرمائے اور اس ادارے کو ظاہری وباطنی ترقیاں نصیب فرمائے ہمارے ماہانہ اجتماع کو قبول فرمائے، بیان کے بعد تفصیل سے حجامہ کے بارے میں بتایا جائے گا۔ یہ ایک طریقہ علاج بھی ہے اور سنت بھی، حجامہ سنت علاج ہے اس کا اہتمام کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی اشاعت اور حفاظت کے لیے قبول فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

تحصیل علم کا 6 نکاتی فارمولہ

مرکز اصلاح النساء، سرگودھا

خطبہ مسنونہ:

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد:

قال اللہ تعالیٰ: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔

سورۃ الاحزاب: 40

مرکز اصلاح النساء 87 جنوبی سرگودھا میں دو سالہ فاضلہ کورس کا آج افتتاح ہے میں نے گزشتہ ''صراطِ مستقیم کورس'' اور ''دورہ تحقیق المسائل'' کی بچیوں سے چند گزارشات کی تھیں اور آپ سے سامنے بھی چند معروضات پیش کرنی ہیں، کامل توجہ اور انہماک سے سماعت فرمائیں اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔ آمین

پہلا نکتہ:

آپ اس کورس کی طالبات ہیں، یہ پہلا کورس ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا كَانَ لَهُ أَجْرُهَا وَمِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا

سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 199

کہ جو شخص ایک نیک کام شروع کرے، اس نیک کام کا اجر اسے بھی ملتا ہے اور جو اس پر عمل کرے اس کا اجر بھی اس کو ملتا ہے اور ان کے ثواب میں کچھ کمی نہیں آتی۔ اس لیے آپ نہایت ہی سعادت مند اور خوش قسمت بچیاں ہیں کہ آپ فاضلہ کورس کی پہلی طالبات ہیں۔ لہٰذا قیامت تک جتنی طالبات یہ کورس کریں گی ان سب کا اجر ان شاءاللہ آپ کو بھی ملے گا۔ چونکہ آپ پہلی طالبات ہیں اس لیے یہ ذہن

میں رکھیں کہ کسی بھی عمارت کی بنیاد جس قدر مضبوط اور اچھی ہو عمارت بھی اسی قدر اچھی اور مضبوط بنتی ہے۔ اگر بنیادیں کمزور ہوں تو عمارت کمزور ہوتی ہے۔ تو ہمارے عالمہ فاضلہ کورس کی آپ پہلی بچیاں ہیں جو بنیاد کی حیثیت رکھتی ہیں۔

دوسرا نکتہ:

استاد یا استانی اس کی حیثیت ماں باپ کی ہوتی ہے طالبات اور طالب بیٹی اور بیٹے کی حیثیت ہوتی ہے۔ آپ اس ادارے میں ایک بات ذہن میں رکھ کر پڑھیں کہ جو استانیاں ہیں وہ ہماری مائیں ہیں اور جو اساتذہ ہیں وہ ہمارے باپ ہیں، تو استاد کا ادب باپ کی طرح کریں، اور استانی کا ادب ماں کی طرح کریں۔ استانی اور استاد کی بھی ذمہ داری ہے کہ اپنی شاگردوں اور پڑھنے والی طالبات کو بیٹیوں کی طرح رکھیں۔ بیٹی کی طرح خیال کریں تو تب فائدہ ہوتا ہے۔ اگر بیٹیوں کی طرح نہ رکھیں تو فائدہ کم ہوتا ہے۔ استاد اور شاگرد کے درمیان تعلق باپ اور بیٹے کا ہوتا ہے۔ والدین کے ذمہ اولاد کی تربیت ہوتی ہے اور اولاد کے ذمہ اپنے باپ کی خدمت اور گھر کو سنبھالنا ہوتا ہے۔

تیسرا نکتہ:

تیسری بات یہ ذہن نشین کرلیں جس مدرسہ میں پڑھیں اس مدرسہ کی حیثیت اپنے گھر کی ہوتی ہے جتنا آپ اپنے گھر کا خیال رکھتی ہیں اس سے بڑھ کر آپ مدرسہ کا خیال رکھیں۔ اس لیے کہ گھر صرف گھر ہوتا ہے وہاں انسان کی جسمانی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ مدرسہ انسان کی روحانی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ گھر صرف دُنیوی امور کے لیے ہے اور مدرسہ دُنیوی بلکہ دُنیوی سے بڑھ کر اخروی امور کے لیے ہے۔ اس سے دنیا بھی بنتی ہے اور آخرت بھی بنتی ہے اور جس سے دنیا اور

آخرت دونوں بنیں پھر اس کا حق زیادہ بنتا ہے ،اس لیے مدرسہ کا خیال گھر سے زیادہ رکھیں۔

مدرسہ کو صاف رکھنا، مدرسہ کے دروازوں کا کھڑکیوں کا دیواروں کا ،فرش کا خیال رکھنا یہ بالکل طالبہ اور بچی کے ذمہ ضروری ہوتا ہے۔ یہ بات کہنے کی ضرورت نہیں مجھے اس بات پر شدید دکھ ہوتا ہے جب یہ پتہ چلے فلاں بچی مدرسہ کا، چیزوں کا، صفائی کا خیال نہیں کرتی۔ مجھے امید ہے آپ لوگ میری توقع پر پورا اتریں گی۔ بعض خواتین کا مزاج ہوتا ہے وہ ہمیں فرماتی بھی رہتی ہیں کہ مدرسے میں صفائی کے لیے عورتیں رکھ لیں، لیکن ہم سمجھتے ہیں عورتیں رکھنے کی بجائے پڑھنے والی بچیوں کو مدرسے کی صفائی کا خیال رکھنا چاہیے۔

چوتھا نکتہ:

یہ ذہن نشین فرمالیں کہ آپ آئی ہیں یہاں پڑھنے کے لیے اور پڑھنے کا اصل مقصد عمل ہے۔ اگر انسان کے پاس علم اور عمل نہ ہو یہ آدمی کی بہت بڑی نالائقی ہے اور بہت بڑی کمزوری ہے۔ ابھی سے نیت کریں کہ جو ہم پڑھیں گی ان شاء اللہ اس پر عمل کریں گی اور جو پڑھیں گی اس کو پھیلانے کا اہتمام بھی کریں گی ان شاءاللہ۔ ان دو باتوں کا خیال رکھنا ہے:

(1): اپنے علم کو اپنے عمل میں لانا ہے۔

(2): اپنے علم کو آگے پھیلانا ہے اور پھیلانا بھی شریعت کے مطابق حدود کے اندر، مستورات کی ترتیب کے مطابق ہے۔

پانچواں نکتہ:

آپ تشریف لائی ہیں علم سیکھنے کے لیے اور علم سیکھنے والوں کا معاملہ جاہلوں سے الگ ہوتا ہے۔ آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا پھرنا، آنا جانا تمام بچیوں سے الگ ہونا چاہیے۔ صاف طور پر پتہ چلے کہ یہ بچی ''مرکز اصلاح النساء'' سے پڑھ کر آئی ہے۔ چادریں ہیں تو ان کو ختم کریں اور برقعے کا اہتمام کریں۔ ٹوپی والا برقعہ ہو تو بہت اچھی بات ہے۔ ٹوپی والا نہ ہو تو کالا برقعہ پہنیں لیکن پردے کا بھرپور اہتمام کریں۔

برقعے میں اس بات کا بہت خیال کریں کہ برقعہ ایسا پہنیں جسے دیکھ کر نا محرم اجنبی شخص مائل نہ ہو، مطلب برقعہ پر کڑھائی، موتیوں اور نگوں کا کام نہ ہو، برقعے کا مطلب سادگی اور پردہ ہے۔ برقعہ ایسا ہو کہ جس سے یہ اندازہ نہ ہو کہ کس عمر کی خاتون ہے، لہٰذا اس کا بہت اہتمام کریں کہ برقعے سادہ ہوں۔

اس کا خیال رکھیں کہ گھر سے مدرسہ اور مدرسہ سے گھر آتے جاتے راستہ کے ایک طرف چلیں، دائیں بائیں قطعاً نہ دیکھیں، راستے میں کھڑی نہ ہوں، ہاتھ دستانوں میں رکھیں، اگر دستانے نہیں ہیں تو چادر میں ہاتھ چھپالیں کوشش پوری کریں کہ پاؤں کے ناخن سے لے کر سر کے بال تک کوئی حصہ نظر نہ آئے اس کا بھرپور خیال کریں۔ کیونکہ آپ علم سیکھنے کے لیے آئی ہیں اور علم سیکھنے والوں کا انداز عام لوگوں سے مختلف ہوتا ہے اس کا آپ نے خیال کرنا ہے۔

چھٹا نکتہ:

یہ ذہن نشین فرمالیں کہ آپ یہاں پڑھنے کے لیے آئی ہیں۔ جبر کے ساتھ نہیں آئیں بلکہ اپنی رضا کے ساتھ آئی ہیں۔ آپ خوشی سے آئیں ہیں اب خوشی سے

پڑھیں۔ مدرسہ کے نظام کی، مدرسے کے نصاب کی غرض ہر چیز کی پابندی کریں، مدرسے میں بندہ اپنی خوشی سے آتا ہے اس پر مدرسہ کے قوانین پر عمل کرنا ضروری ہو جاتا ہے، مدرسہ کے قوانین کا خیال کرنا چاہیے۔ یہ بات بڑی خصوصیت سے سمجھیں کہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے شریعت کوئی جبر و اکراہ نہیں کرتی۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَآ إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ

البقرۃ:256

دین کو قبول کرنے میں کوئی جبر نہیں مگر جس بندے نے دین قبول کر لیا اس بندہ پر شریعت پر عمل کرنے کے لیے جبر اور پابندی ہوتی ہے۔ آدمی کلمہ نہ پڑھے شریعت مجبور نہیں کرتی لیکن قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جائے تو شریعت کہتی ہے اس کی گردن اڑا دو، اس نے کیوں ارتداد اختیار کیا ہے؟!

مسلمان وزیر کی حکمت عملی:

تاریخ میں لکھا ہے ایک وزیر تھا اس کا ایک عیسائی دوست تھا اس وزیر نے کہا تم کلمہ پڑھو اور مسلمان ہو جاؤ۔ عیسائی نے کہا میں کلمہ اس لیے نہیں پڑھتا کہ میں شراب نہیں چھوڑ سکتا۔ وزیر نے کہا یار ہم تمہارے دوست ہیں اسلام قبول کرو کوئی بہتر حل نکال لیں گے۔ عیسائی نے کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گیا، وزیر نے کہا پہلے تم صرف دوست تھے اب ہمارے مسلمان بھائی ہو اب تم شراب دوبارہ نہیں پی سکتے۔ اس نے کہا کیوں؟ اس نے کہا اب ہم کوڑے ماریں گے

وہ بولا اس جبر سے ڈرتا تھا تم نے مجھے ایسے کیوں کہا؟ اب وزیر کا جواب

سنو، وزیر نے کہا اسلام قبول کرنے کے بعد تم مرتد ہو گئے تو تمہارا سر قلم کر دیں گے اور اگر تم نے مسلمان رہتے ہوئے شراب پی تو کوڑے ماریں گے، تمہاری مرضی کوڑے کھاؤ تمہاری مرضی قتل ہو، تمہاری مرضی اسلام پر چلو اور جنت میں چلے جاؤ۔ خیر اس عیسائی نے جو مسلمان ہوا تھا شراب بھی چھوڑ دی، اور اسلام پر بھی رہا۔ بڑی حکمت عملی کے ساتھ پہلے وزیر نے اس کو کلمہ پر لایا، پھر اس سے شراب چھڑائی اور پھر اس کو پکا مسلمان بنا دیا۔

میں یہ مثال اس لیے دے رہا تھا کہ مدرسے میں آنے پر جبر نہیں لیکن جب آجائیں مدرسے میں رہیں تو پھر قوانین پر عمل کرنا ضروری ہے۔ آپ اس کو اپنے اوپر بوجھ محسوس نہ کریں۔ ایک مثال دیتا ہوں۔ دیکھیں شریعت میں نکاح کرنے پر جبر نہیں، کسی خاتون پر کوئی جبر نہیں کہ ضرور نکاح کرے، والد کے لیے اس کی رضامندی شرط ہوتی ہے، بغیر رضا مندی کے والدین بھی نکاح نہیں کر سکتے، لیکن اگر وہ رضا مندی سے نکاح میں آجائے، اب نکاح میں آنے کے بعد شوہر کی اطاعت، اس کی خدمت، اس کے بعد بچے یہ سب اس کی ذمہ داری ہے۔ اب وہ یہ نہیں کہہ سکتی کہ میں کام نہیں کرتی۔ آنے سے پہلے یہ خیال کرنا چاہیے تھا۔

علم؛ نبی کی میراث ہے

ایک بات عرض کرتا ہوں آپ یہاں چونکہ علم حاصل کرنے کے لیے آئیں ہیں، اور یہ علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وارثت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ وارث بننے آئیں ہیں۔ جو دین کا علم حاصل کرتا ہے وہ خاتم الانبیاء کا وارث ہے انسان کتنا فخر کرتا ہے کہ میرا باپ زمین دار تھا، میرے باپ کی فیکٹری تھی، اب یہ

مجھے وراثت میں ملی ہے۔ آپ کل فخر کریں گی اور اس پر اللہ کا شکر ادا کریں گی کہ مجھے وراثت میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ملا ہے ،اپنے نبی کی وراثت علم والی لینی ہے۔ علم کا ہر انسان محتاج ہوتا ہے ،جوں جوں علم پڑھتے جائیں ویسے ہی انسان پر علم کی حکمتیں کھلتی جاتی ہیں۔

آخری گزارش:

آپ سے آخری گزارش کرتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ

صحیح البخاری: 6464

اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب عمل وہ ہوتا ہے جو ہمیشہ کے لیے کیا جاتا ہے اگرچہ وہ تھوڑا ہو۔ آپ نے اہتمام کرنا ہے کہ سال بھر میں کوئی غیر حاضری نہ ہو، ہم نے ان شاءاللہ اس کا اہتمام کرنا ہے کہ جس بچی کی پورے سال میں ایک بھی غیر حاضری نہ ہوئی ہم اس کو مستقل انعام دیں گے۔ اول، دوم، سوم کا انعام الگ ہو گا چھٹی نہ کی اس کا الگ ہو گا ان شاءاللہ۔ اور اگر کوئی بچی اخلاق اور مدرسہ کے خدمت کے حوالے سے اچھی کارکردگی پیش کرے گی ہم اس کا انعام الگ دیں گے۔

مجھے امید ہے میں نے آپ کے سامنے جو چند گزارشات رکھی ہیں آپ نیک نیتی سے ان پر عمل کریں گی۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

منافقین کی نشانیاں

مرکز اصلاح النساء، سرگودھا

خطبہ مسنونہ:

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد:

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم قال اللہ تعالیٰ: إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوْا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلاً الآیۃ

النساء:142 تا 147

میری نہایت واجب الاحترام ماؤ، بہنو اور بیٹیو!

میں نے آپ کے سامنے سورۃ النساء کی چند آیات تلاوت کی ہیں۔ ان آیات میں اللہ رب العزت نے منافقین کی چند عادات کا ذکر کیا ہے۔

ایمان والے دنیا میں ایک قسم کے ہیں لیکن کافر دنیا میں کئی قسم کے ہیں۔ ایمان والے ایک ہی قسم کے اس لیے ہیں کہ ایمان نام ہی ان سب چیزوں کو مان لینے کا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر اس دنیا میں تشریف لائے۔ ان تمام کو ماننے کا نام ''ایمان'' ہے۔ ان میں سے کسی ایک کا انکار کر دیا جائے تو ''کفر'' ہے۔ مثلاً ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سرے سے مانتا ہی نہیں، آپ علیہ السلام کے دین پر ایمان بھی نہیں لاتا، یا قرآن کریم کو نہیں مانتا یا قرآن مجید کے بعض مضامین کو مانتا ہے بعض کو نہیں مانتا ہے تو یہ کافر ہے۔ تو کفار کی اس لحاظ سے بہت سی قسمیں بن جاتی ہیں۔

کفار کی اقسام:

کافروں کی کئی قسمیں ہیں:

1: مطلق کافر

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو نہ مانتا ہو اور دین اسلام پر ایمان بھی نہ رکھتا ہو۔

2: منافق

اسے کہتے ہیں جس کے دل میں کچھ اور ہو اور زبان پر کچھ اور ہو، منہ پر ایمان کی بات ہو اور دل میں کفر و شرک کی بات ہو۔ ظاہراً دیکھو تو مسلمان لگتا ہے اور باطن کو دیکھو تو کافر لگتا ہے۔ اوپر سے مسلمان اور اندر سے کافر، ان منافقین کا طبقہ بہت زیادہ خطرناک ہے۔

3: مرتد

جو دینِ اسلام پر تھا، پھر بدل گیا اور کفر اختیار کر گیا۔ اسے "مرتد" کہتے ہیں۔ اس کی سزا شریعت میں قتل ہے۔ پہلے تین دن جیل میں رکھا جائے گا، اگر توبہ کرے اور باز آجائے تو بہت اچھا، اگر باز نہیں آتا تو اس کی گردن کو اڑا دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ حکومت اسلام کا باغی ہے۔

4: زندیق

وہ ہے جو عقائد کفریہ رکھتا ہے لیکن اپنے عقائد کفریہ کو اسلامی عقائد کہتا ہے۔ آج کے دور میں قادیانی اور مرزائی ہیں، وہ ہیں تو کافر مگر خود کو مسلمان کہتے ہیں۔

میں نے جو آیات آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں، ان آیات میں اللہ رب العزت نے منافقین کی چند ایک علامات ذکر فرمائی ہیں۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہیں یہ

علامات ہمارے اندر تو نہیں ہیں، اگر ہمارے اندر موجود ہیں تو ہمیں ان منافقین کی علامات کو دیکھ کر اپنے اندر کے نفاق کو ختم کرنا چاہیے ،اور خالص ایمان والی زندگی گزارنی چاہیے۔

پہلی نشانی: دھوکہ بازی

اللہ نے فرمایا:

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ

منافقین خدا تعالیٰ کی ذات کو دھوکا دینا چاہتے ہیں حالانکہ وہ اپنی ذات کو دھوکا دیتے ہیں، خدا کی ذات کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ ہاں اللہ ان کو دھوکے کی سزا دے گا۔

یہ لوگ زبان سے کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے حالانکہ وہ ایمان نہیں لائے ، گویا خدا کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ آدمی انسان کو تو دھوکا دے سکتا ہے مگر خدا کو تو دھوکا نہیں دے سکتا۔ تو منافقین کی پہلی نشانی یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کو بھی دھوکہ دینے سے باز نہیں آتے۔

دھوکہ دینا مومن کا شیوہ نہیں منافقین کا شیوہ ہے۔ مسلمان کسی مسلمان کو تو کیا کسی کافر کو بھی بلاوجہ دھوکہ نہیں دیتا بلکہ مسلمان تو جانور کو بھی دھوکہ نہیں دیتا۔ مسلمان کی شان کے لائق نہیں ہے وہ دغا بازی سے کام لے۔

ایک محدث کا واقعہ

ایک محدث کے بارے میں ہے۔ محدث اسے کہتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو یاد کرتا ہے،انکے احکام کو سمجھتا ہے ، ان کی سندیں محفوظ رکھتا

ہے۔ ایک محدث کے بارے میں آتا ہے انہوں ایک بڑا لمبا سفر کیا۔ انہوں نے سنا تھا کہ فلاں علاقے میں ایک شخص ہے اسکے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث مبارک جو میرے پاس نہیں ہے۔

چنانچہ کئی سو کلو میٹر کا سفر کیا اور وہاں پہنچے۔ وہاں جا کر پوچھا: اس نام کا بندہ یہاں موجود ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ہے اور اسے اُس کے پاس پہچایا۔ محدث نے اس بندے کو دیکھا تو تھوڑی دیر بعد واپس چل دیا، اس سے حدیث مبارک نہیں لی۔

لوگوں نے پوچھا: ملاقات تو ہو گئی آنے کا مقصد پورا ہوا کہ نہیں؟ فرمایا: مقصد پورا نہیں ہوا۔ پوچھا: کیوں پورا نہیں ہوا؟ انھوں نے فرمایا: اس لیے کہ میں جب اسکے پاس گیا، اس کے پاس ایک جانور تھا گھوڑی یا کوئی گھوڑا، اس نے اپنے جانور کو بلانے کے لیے اپنا دامن پھیلا لیا جس سے جانور یہ سمجھے کہ اسکے دامن میں چارہ ہے، تو جانور یہ سمجھ کر آیا۔ اس نے اپنے دامن کو جھٹکا اور جانور کو پکڑ لیا حالانکہ اسکے دامن میں چارہ نہیں تھا، اس نے جانور کو دھوکا دیا، جو جانور کو دھوکا دے سکتا ہے وہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بتلانے میں بھی دھوکا دے سکتا ہے۔ اس وجہ سے میں نے حدیث لینے سے انکار کر دیا۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا واقعہ

حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے امام تھے، بہت بڑے عالم بھی تھے، عابد اور زاہد بھی تھے، ہر سال حج فرماتے۔ آپ بہت بڑے تاجر تھے، تجارت کا بہت بڑا حصہ خدا کے راستے میں دیتے تھے، طلباء کو دیتے، دین پر لگاتے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دکان سے کسی نے مال خریدا اور خرید کر چلا گیا۔ اس مال

میں کوئی عیب موجود تھا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے دکان کے ملازم سے پوچھا: اس مال میں جو عیب تھا وہ اس گاہک کو بتلایا تھا؟ ملازم نے جواب دیا: نہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جاؤ جاکر اس کو تلاش کرو اور اسکو عیب بتاؤ، اگر خرید نا چاہتا ہے تو خرید لے نہیں خرید نا چاہتا تو نہ خریدے۔ ہمارے امام صاحب رحمہ اللہ دھوکے بالکل پسند نہیں فرماتے تھے، یہ بہت بڑا جرم ہے۔ اللہ ہم سب کو بات سمجھنے کو توفیق عطا فرمائے۔

ہمارے ہاں تجارت میں دھوکا چلتا ہے، نکاح کے وقت باتیں بتانے میں دھوکا چلتا ہے، کالج میں نقل کرنے اور پکڑے جاتے ہیں یہ بھی دھوکا ہے، اس سے بچنا چاہیے۔ نہ بندوں کو دھوکا دیں نہ خدا تعالیٰ کو دھوکا دیں۔ اللہ ہم سب کو محفوظ رکھے۔

دوسری نشانی: نماز میں سستی اور ریاکاری

دوسری نشانی بتائی:

وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوا كُسَالٰى يُرَآءُونَ النَّاسَ

جب یہ نماز میں آتے ہیں، سستی دکھاتے ہیں چستی کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے پڑھتے ہیں۔

اس سے پتا چلا کہ شوق سے نماز پڑھنا مومن کا کام ہے سستی سے پڑھنا منافق کا کام ہے۔ منافق نماز کے قریب نہیں جاتا لیکن صرف دکھاوے کے لیے نماز پڑھتا ہے کہ لوگ سمجھیں بڑا نمازی ہے، نیک پرہیز گار ہے۔ پتا چلا دکھاوے کی نماز پڑھنا منافق کی علامت ہے۔

اپنا محاسبہ کیجیے

مجھے اور آپ کو یہ دیکھنا چاہیے یہ علامت ہمارے اندر تو موجود نہیں۔ مہمان

آجاتے ہیں بڑے خوش ہیں، عید کا دن ہے بڑے خوش ہیں لیکن جب نماز کی باری آتی ہے ہم سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ منافقین کی علامت ہے، رغبت کے ساتھ نماز پڑھیں یہ مومنین کی نشانی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج مبارک یہ تھا ؛تھکاوٹ ہوتی، گرمی ہوتی یا سفر میں ہوتے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے :

ارحنا یا بلال

اے بلال ! اذان دو، ہمیں راحت پہنچادو۔

اس سے پتہ یہ چلا کہ مومن کو نماز پڑھنے سے راحت ہوتی ہے، منافق کو تکلیف ہوتی ہے۔

نوافل کی ترغیب:

میری ماؤ، بہنو اور بیٹیو ! عہد کرو نماز میں سستی نہیں کریں گی، نماز پابندی سے پڑھیں گی، چاہیے تو یہ کہ اشراق کی نماز بھی پڑھی جائے۔ سورج نکلنے کے بعد جو نفل پڑھے جاتے ہیں اس کا نام ''اشراق'' ہے،اور اگر مزید دو گھنٹے بعد نفل پڑھے جائیں تو ان کا نام ''چاشت'' ہے، سورج غروب ہونے کے بعد فرض کے بعد چھ نفل پڑھیں اس کا نام ہے ''صلوٰۃ الاوابین''، آخری پہر میں نماز پڑھیں اس کا نام ہے ''صلوٰۃ التہجد''۔ یہ تمام نمازیں پڑھیں اور یہ سب پڑھنے کے بعد چاہیے کہ صلوٰۃ التسبیح بھی پڑھیں۔

صلوٰۃ التسبیح انسان زندگی میں ایک بار ضرور پڑھے۔ چاہیے تو یہ کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ پڑھیں، یہ نہ ہو سکے تو مہینے میں ایک بار، یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک بار ضرور پڑھے ،اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم زندگی میں ایک بار تو ضرور پڑھے۔ اسکا

طریقہ سیکھیں اور پڑھیں۔

صلوۃ التسبیح کا طریقہ

صلوۃ التسبیح کا طریقہ یہ ہے کہ چار رکعت نوافل کی نیت سے کھڑے ہو جائیں، ثناء پڑھنے کے بعد 15 مرتبہ تیسرا کلمہ ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر'' پڑھیں، پھر سورۃ الفاتحہ پڑھیں، پھر 10 مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھیں، پھر رکوع میں جائیں، تسبیح کے بعد پھر 10 مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھیں، پھر قومہ میں کھڑے ہوں سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد پڑھیں، پھر سجدہ میں جانے سے پہلے 10 مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھیں، پھر سجدہ میں جائیں کم از کم سات مرتبہ سبحان ربی الاعلی پڑھیں، پھر 10 مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھیں، پھر بیٹھ کر دونوں سجدوں کے درمیان 10 مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھیں، پھر سجدہ میں 10 مرتبہ یہی کلمہ سبحان ربی الاعلی کے بعد پڑھیں۔ یہ 75 مرتبہ ہو گیا۔ چاروں رکعت کے ملا کر یہ 300 مرتبہ ہوں گے۔ اگر یہ نہ پڑھ سکیں تو کم از کم اس بات کا خیال کریں فرائض میں کوتاہی نہ ہو۔ اب دیکھیں شوال کا مہینہ ہے، آج 14 شوال ہے۔ شوال کے کچھ روزے رکھنا سنت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ

صحیح مسلم: رقم الحدیث 1164

کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر چھ شوال کے روزے رکھے تو اسکو اتنا ثواب ملے گا گویا اس نے پورا سال روزے رکھے۔

یہ روزے بندہ چاہے تو مسلسل رکھے چاہے تو وقفہ کر کے رکھے۔ شوال کے

یہ چھ روزے نہ رکھ سکیں تو کم از کم رمضان روزے تو مکمل رکھیں، فرائض میں آدمی کو غفلت سے کام نہیں لینا چاہیے۔ میں بتا یہ رہا تھا کہ نوافل کی بھی کوشش کریں لیکن فرائض کا اہتمام ضرور کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال دے کر سمجھایا کہ پانچ نمازوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی کے گھر کے سامنے نہر بہتی ہو، وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس پر کوئی میل کچیل رہ جاتا ہے؟ عرض کیا گیا: نہیں۔ فرمایا: جس طرح پانچ مرتبہ غسل کرنے سے میل کچیل باقی نہیں رہتی اسی طرح دن میں پانچ نمازیں پڑھنے سے اللہ کریم گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں۔

ایک اور حدیث مبارک میں ہے: ابوذر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ درخت کے پاس کھڑے تھے، پت جھڑ کا موسم تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹہنی کو کھینچا، پتے گرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جیسے پت جھڑ کے موسم میں درختوں سے پتے گرتے ہیں اسی طرح آدمی پانچ وقت کی نماز پڑھے تو گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

میری ماؤ، بہنو، بیٹیو! آج آپ بھی عہد کرو، ہم بھی عہد کریں کہ نماز کی پابندی کریں گے، خود بھی نماز پڑھیں گے اور اپنی اولاد کو بھی پڑھائیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مُرُوا صِبْيَانَكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا فِي عَشْرٍ

السنن الکبریٰ للبیہقی:3358

کہ جب اولاد سات سال کی ہو جائے تو نماز کی ترغیب دیا کرو اور یہ جب دس سال کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں تو ان کی ہلکی سی پٹائی بھی کیا کرو۔ ایسی پٹائی جس میں

محبت اور شفقت ہو، نفرت کا پہلو نہ ہو۔ اولاد نمازی بنتی ہے ماں کی وجہ سے، اولاد نمازی بنتی ہے باپ کی وجہ سے، اولاد نمازی بنتی ہے گھر میں بڑوں کی وجہ سے، اولاد نمازی بنتی ڈانٹ ڈپٹ اور محبت کی وجہ سے۔ خدا کے لیے اپنی اولاد کو نماز پر لگاؤ، آنے والی قبر کی زندگی بڑی سخت ہے، حشر کی زندگی بڑی سخت ہے، بہت لمبا زمانہ ہے۔ آج یہاں نمازیں پڑھیں، اللہ قبر کی سختیوں سے محفوظ رکھے گا، اللہ حشر کی گھاٹیوں سے محفوظ رکھے گا، آج طے کرو خود بھی نماز پڑھو گی، اولاد کو بھی نماز پر لگاؤ گی۔ نماز پڑھنی بھی ہے اور سیکھنی بھی ہے۔ گھر میں نماز سیکھو یا مرکز اصلاح النساء میں آؤ۔ یہاں نماز سیکھو، باجیاں موجود ہیں، آپ کو نماز سکھائیں گی ان شاء اللہ۔

تیسری نشانی: اللہ کا ذکر کم کرنا

تیسری نشانی ﴿وَلاَ یَذْکُرُونَ اللّٰہَ إِلاَّ قَلِیلاً﴾ منافق اللہ کا ذکر بہت کم کرتا ہے، اللہ کو بہت کم یاد کرتا ہے، مومن بہت زیادہ کرتا ہے۔ حدیث مبارک میں ہے کثرت سے لا الہ الا اللہ پڑھا کرو۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ فضائل اعمال کے مصنف ہیں۔ حضرت رحمہ اللہ نے بڑی بڑی کتابیں لکھیں ہیں، ''الکنز المتواری'' بخاری کی شرح لکھی ہے، اب دنیا سے چلے گئے ہیں، حضرت نے فضائل اعمال میں لکھا ہے:

پہلا کلمہ کثرت سے پڑھا کرو۔ عربی زبان میں جو کام سو مرتبہ کیا جائے اس کو کثرت والا کام کہتے ہیں، اس لیے دن میں 100 مرتبہ پہلا کلمہ پڑھنا ضروری ہے۔ جو مرد اور عورتیں ہم سے بیعت کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں 100 مرتبہ پہلا کلمہ، 100 مرتبہ استغفار، 100 مرتبہ درود پاک پڑھا کرو۔ اگر 100 مرتبہ کلمہ پڑھا تو

گویا کثرت سے اللہ کو یاد کیا،100 مرتبہ استغفار پڑھی گویا کثرت سے معافی مانگی اور 100 مرتبہ درود پڑھا گویا اپنے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر کثرت سے درود بھیجا ہے۔

میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ان تسبیحات کو روزانہ صبح شام ضرور پڑھ لیا کریں۔ منافق خدا کا نام کم لیتا ہے، مومن خدا کا نام زیادہ لیتا ہے۔ لیٹے تب خدا کا نام، اٹھے تب خدا کا نام۔

اللہ کو یاد کرنے کے بہترین طریقہ

اللہ کو یاد کرنے کے سب سے بہترین طریقہ یہ ہے ہر موقع کی دعا یاد کریں، بستر سے اٹھیں تو پڑھیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُور

صحیح البخاری: رقم الحدیث6312

تمام تعریفیں خدا کے لیے ہیں جس نے ہمیں موت دے کر زندگی بخشی اور ہمیں اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔

بیت الخلاء میں جانے لگیں تو پہلے بایاں پاؤں اندر رکھیں پھر دایاں اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِث

سنن ابن ماجہ: رقم 296

اے اللہ میں خبیث جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ میں آتا/آتی ہوں۔

بیت الخلاء سے باہر نکلیں تو پہلے دایاں پاؤں باہر نکالیں پھر بایاں پاؤں اور یہ دعا پڑھیں:

غُفْرَانَكَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذٰى وَعَافَانِي

مصنف ابن ابی شیبہ: رقم 7، 8

کہ اے اللہ تیرا شکر ہے تو نے مجھے اس گندگی سے نجات دی اور مجھے عافیت عطا فرمائی۔

کھانا کھایں تو پڑھیں: ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ''، اور جب کھا چکیں تو یہ دعا پڑھیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ

کنز العمال: رقم18179

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔

میری ماؤ، بہنو، بیٹیو! آئینہ تو دیکھتی ہیں، جب آئینہ دیکھیں تو یہ دعا کیا کریں:

اَللّٰهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِي فَحَسِّنْ خُلُقِي

المقصد العلي: ج2 ص2617

کہ اے اللہ تو نے میری شکل کو خوبصورت بنایا ہے میرے اخلاق کو بھی خوبصورت بنادے۔

کلمہ طیبہ کا ورد

کلمہ ہر وقت پڑھیں، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب موت آتی ہے اللہ کلمہ نصیب فرماتے ہیں۔ چھوٹی سی تکلیف آئی فوراً پڑھو ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ''، گاڑی میں بیٹھے ہیں ہلکا سا جھٹکا لگا فوراً ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' پڑھیں، ہلکی سی مصیبت آئے فوراً ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' پڑھیں۔ جب یہ مزاج بنالیں گی تو مرتے وقت اللہ کلمہ والی موت نصیب فرمائے گا۔ کلمہ کا مزاج

بنائیں، اپنی زبان سے خدا کے نام کا مزاج بنائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ

سنن ابی داود: رقم الحدیث3118

کہ جس بندے کا آخری کلام ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ'' ہو اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ دنیا بڑی مختصر ہے موت کے بعد اصل زندگی ہے، دنیا پر غرور مت کرو، آخرت کی تیاری کرو دنیا کی نعمتیں اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے ہیں مزید اللہ کی یاد کرنے کے لیے ہیں۔ آخرت کی تیاری، قبر کی تیاری، حشر کی تیاری مومن کے ذمہ ہے، خود بھی تیاری کریں اور دوسروں کو بھی تیاری کرنے کی ترغیب دیں۔

چوتھی نشانی: تذبذب کا شکار

اور نشانی بتائی: ﴿مُذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَا إِلٰى هٰؤُلَاءِ وَلَا إِلٰى هٰؤُلَاءِ﴾

وہ بین بین رہتا ہے، درمیان میں رہتا ہے، کھل کر کام نہیں کرتا، اسلام میں نفع نظر آیا کلمہ پڑھ لیا، کفر میں نفع نظر آیا ادھر دوڑ گیا۔ لیکن مومن یوں نہیں کرتا۔ مومن کی عادت یہ ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا﴾

فصلت:30

کہ مومن جب اللہ پر ایمان لاتا ہے اور کہتا ہے: اللہ میرا رب ہے تو پھر اس پر ڈٹ جاتا ہے، پہاڑ ہل جائے لیکن مومن نہیں ہلتا۔ خدا کی قسم خاندان بدل جاتے ہیں، مومن نہیں بدلتا، حکومتیں الٹ جاتی ہیں مومن نہیں بدلتا، زمین اوپر چلی جائے آسمان نیچے آجائیں مومن نہیں بدلتا۔

میری ماؤ، بہنو، بیٹیو! تم بھی اللہ کے لیے دین پر ڈٹ جاؤ، آج فیصلہ کر و دین پر

عمل کرنا ہے۔ مدرسہ میں داخلہ لیا ہے ڈٹ جاؤ حالات کیسے بھی ہوں اپنی تعلیم مکمل کرنی ہے۔ اگر زیور موجود ہے زکوٰۃ دینی ہے، کوئی نہ کہے تب بھی دینی ہے، گھر میں مال ضرورت سے زائد موجود ہو تب بھی دینی ہے۔ اپنے دین پر ڈٹ جاؤ اور ڈٹنے کی عادت ڈالو۔ منافق نے دین میں نفع دیکھا دین کو لے لیا کفر میں نفع دیکھا تو کفر کو لے لیا۔ مومن یوں نہیں کرتا مومن صرف خدا کو دیکھتا ہے، صرف دین کو دیکھتا ہے، صرف ایمان کو دیکھتا ہے اور صرف یقین کی بات کو دیکھتا ہے۔

کافروں سے دوستی کی ممانعت:

آگے اللہ نے مومنین سے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ﴾

اے ایمان والو! یہ منافق تو کافر ہیں، ان کو دوست مت بنانا۔ دوستی ایمان والوں سے لگاؤ، یارانہ کافروں سے مت لگانا۔

مرزائی مسلمان نہیں دوستی مت لگاؤ، رافضی مسلمان نہیں دوستی مت لگاؤ، یہودی مسلمان نہیں دوستی مت لگاؤ، عیسائی مسلمان نہیں دوستی مت رکھو یہ خدا کے دشمن ہیں۔ مومن خدا کے دوست ہیں ان سے دوستی رکھو۔ اللہ قرآن میں فرماتے ہیں:

﴿اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ﴾

البقرۃ:257

اللہ ایمان والے کا دوست ہے، ایمان والے کو ظلمت سے نور کی طرف لاتا

ہے۔ شیطان کافر کا دوست ہے یہ اسے اندھیروں کی طرف لے جاتا ہے نور سے کھینچ لیتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گندے اور اچھے دوست کی مثال یوں دی ہے، سمجھو: اچھے دوست کی مثال جیسے بندہ خوشبو والے کے پاس بیٹھے، اگر خوشبو نہیں بھی ملی تو سونگھ تو لی ہے نا۔ برے دوست کی مثال ایسی ہے جیسے آپ بھٹی والے کے پاس بیٹھ گئے، آگ کے انگارے آئیں گے، اگر انگارہ نہ بھی آیا تو دھویں سے تو نہیں بچ سکتے ناں۔

میری ماؤ، بہنو، بیٹیو! کبھی بھی کسی گندی عورت سے دوستی مت لگاؤ، جب بھی دوستی لگاؤ نیک عورت سے، محبت کرو نیک عورت سے، جب بھی اٹھنا بیٹھنا ہو ایمان والی عورت سے، شریروں سے دور رہو اور پناہ مانگو۔

مومنین اور منافقین کا انجام

اللہ فرماتے ہیں: ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا﴾

منافقین جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوں گے۔ جہنم کے سات طبقے ہیں، سب سے نیچے طبقہ منافقین کا ہوگا۔ آگے اللہ نے مومنین کو ترغیب دے کر انھیں تسلی دی:

﴿إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا﴾

کہ جو توبہ کرلے، اپنی اصلاح کرلے، اللہ کے دین کو مضبوطی سے تھام لے،

اپنے دین کو خدا کے لیے خالص کرے، تواب اللہ اس کو مومنین کی فہرست میں شامل فرمادیں گے اور اللہ تو ایمان والوں کو بہت بڑا اجر عطا فرمائیں گے۔

پتہ چلا کہ مومن اپنی اصلاح کرلے، توبہ کرلے، دین کو مضبوطی سے تھام لے اور مخلص ہو جائے تو اللہ اس کو اجر عطا فرماتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ توبہ کریں، اصلاح کریں، خدا کے دین کو مضبوطی سے تھام لیں، نیت کریں نیت کرنا ہمارا کام ہے توفیق دینا اللہ کا کام ہے۔

میری ماؤ، بہنو، بیٹیو! آج نیت کرو: "اللہ ہم سب توبہ کرتے ہیں، اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، اللہ تو ہم سب گناہگاروں کو معاف فرمادے۔" اصلاح کی کوشش کریں، پہلے نمازیں نہیں پڑھتی تھیں اب شروع کردیں، جو رہ گئیں ہیں قضاء کریں، زکوۃ نہیں دی نیت کریں زکوۃ ادا کرنی ہے، گزشتہ گناہوں کی معافی مانگیں، بد نظری کی ہے تو توبہ کریں، گانا سنا ہے تو توبہ کریں، ٹی وی دیکھا ہے تو توبہ کریں، بے پردگی سے توبہ کریں، اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

استقامت اور عافیت

جامعہ عثمانیہ للبنات، لاہور

خطبہ مسنونہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ

پارہ نمبر 28 سورۃ التحریم کی آیت نمبر 11 اور 12 دو آیتیں میں نے تلاوت کیں۔ ان دو آیتوں میں اللہ رب العزت نے اُن دو ایمان والی عورتوں کا تذکرہ فرمایا ہے کہ ایک جن میں سے وہ تھی کہ جس کے گھر کا ماحول اُس کے مخالف تھا اور دوسری عورت وہ تھی کہ جس کے گھر کا ماحول اُس کے موافق تھا۔

عافیت بہت بڑا انعام

اللہ رب العزت نے ہم سب کو اپنی عبادت اور بندگی کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ اور اللہ رب العزت کا یہ بہت بڑا احسان، فضل اور کرم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت کسی شخص کو موافق ماحول عطا فرما دیں۔

ماحول موافق مل جائے آدمی عافیت کے ساتھ دین کا کام کر سکتا ہے اگر ماحول مخالف ملے تو آدمی استقامت کے ساتھ دین کا کام کرتا ہے۔ کام استقامت کے ساتھ بھی دین کا ہوتا ہے اور کام عافیت کے ساتھ بھی دین کا ہوتا ہے۔ لیکن استقامت ہر بندے کے بس میں نہیں اور عافیت کمزور بندوں کے لیے بھی مفید ہوتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

شیبتنی ھود

المعجم الکبیر، رقم الحدیث 5804

مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا ہے، کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ ہود کی کونسی آیت مبارکہ ہے جس نے آپ پر اس قدر اثر فرمایا کہ جوانی میں آپ پر بڑھاپے کے آثار آگئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورہ ہود کی یہ آیت کریمہ "فاستقم کما امرت" کہ آپ دین کا کام استقامت کے ساتھ ایسے کرو جیسے آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اللہ رب العزت نے مجھے استقامت کا حکم فرمایا ہے اور میں انسان کمزور ہوں کیسے استقامت کے ساتھ کر سکتا ہوں؟ تو یہ استقامت کے لفظ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اثر فرمایا۔

شب قدر کی دعا

اُم المومنین امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ اگر لیلۃ القدر کی شب اللہ مجھے بتلا دے، مجھے علم ہو جائے کہ آج کی رات لیلۃ القدر ہے تو میں اس لیلۃ القدر میں اللہ رب العزت سے کونسی دعا مانگوں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لیلۃ القدر کی شب کا اگر تمہیں احساس ہو کہ آج لیلۃ القدر ہے تو اللہ رب العزت سے دعا یہ مانگو "**اللھم انك عفو تحب العفو فاعف عنی**" اے اللہ تو عافیت والا ہے، عافیت کو پسند کرتا ہے۔ اللہ میرے ساتھ بھی عافیت والا معاملہ فرما۔

سنن الترمذی، رقم الحدیث 3513

عافیت کا عام فہم معنی

عافیت کا عام اور آسان معنی یہ ہے کہ بندہ دین کا کام بھی کرے اور مشکلات سے محفوظ بھی رہے۔ استقامت کا معنی یہ ہے کہ مشکلات بھی برداشت کرے اور دین کا کام بھی کرے۔ باقی رہی استقامت تو یہ عزیمت والوں کا کام ہے اور عافیت یہ ہم جیسے کمزوروں کا کام ہے۔ تو استقامت اُس وقت ہوتی ہے جب آدمی دین کا کام کرے اور ماحول مخالف ہو، عافیت اُس وقت نصیب ہوتی ہے کہ جب دین کا کام کرے اور ماحول موافق ہو۔ بہت سارے لوگ ہمارے دیکھنے میں ایسے بھی آتے ہیں کہ ماحول بہت اچھا ہوتا ہے دین پر عمل پھر بھی نہیں کرتے اور بہت سارے لوگ ایسے دیکھنے میں آتے ہیں کہ ماحول بالکل مخالف ہوتا ہے مگر دین پر سو فیصد عمل کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ افریقہ کے سفر میں ملاوی کے ملک میں گیا وہاں جا کر اندازہ ہوا، مجھے بعض علماء نے کہا کہ ایک خاتون ملنا چاہتی ہے وہ خاتون ملاقات کے لیے تشریف لائیں تو وہ کہنے لگیں کہ میں کراچی کی رہائشی ہوں اور خاوند میرے یہاں رہتے ہیں تو نکاح کے بعد میں ان کے ساتھ یہاں ملاوی آئی ہوں۔ اب آپ اندازہ فرمائیں کہ کراچی سے ملاوی جا کر بھی پانچ وقت نماز کی پابندی، روزہ کی پابند، اور شرعی پردہ کی پابند، ایک ہے پردہ اور ایک وہ جسے شریعت پردہ کہے۔ ہمارے ہاں پردہ کا مفہوم اور ہوتا ہے اور شریعت میں پردہ کا مفہوم اور ہوتا ہے۔ ہمارے خاندانوں میں یا ہمارے ہاں دینداروں میں جہاں سب سے زیادہ پردہ ہو، سب سے زیادہ اُس میں اس بات کا اہتمام تو ہوتا ہے کہ مرد عورتوں کو تو ناں دیکھیں مگر اس کا اہتمام نہیں ہوتا کہ عورتیں بھی مردوں کو ناں دیکھیں۔

پردے کے حقیقی معنی

دو باتیں ذہن نشین فرمائیں: ایک یہ ہوتا ہے کہ مرد عورت کو نہ دیکھے، عورت اپنا چہرہ مرد سے چھپائے دوسرا یہ ہوتا ہے کہ عورت مرد کا چہرہ نہ دیکھے اس سے بھی حفاظت کرے اور ان دونوں باتوں کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے کہ جو قرآن کریم نے فرمایا:

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ

سورة النور، 30

اہل ایمان کو چاہیے کہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں۔ کیوں؟ تاکہ نامحرم کو نہ دیکھے۔ نگاہ نیچی رکھنا اس لیے نہیں کہ اپنا چہرہ چھپائے نگاہ نیچی رکھنی اس لیے کہ نامحرم کو نا دیکھے۔ تو مرد کے ذمہ مرد کے چہرہ کا پردہ نہیں ہے بلکہ مرد کے کسی عورت کے چہرہ کو نہ دیکھنا۔

اور عورت کو حکم دیا

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ

سورة النور، 31

عورت اپنی نگاہ نیچی رکھے اور مرد کا چہرہ نہ دیکھے۔ ہمارے ہاں عموماً عورتیں، بچیاں، خواتین برقعہ بھی پہن لیتی ہیں برقعہ پہن کر اپنا چہرہ تو محفوظ کر لیا ہے لیکن برقعہ پہن کر اگر نگاہ کو نیچے نہ رکھا تو مرد کا چہرہ تو دیکھ لیا تو یہ جرم تو پھر بھی برقرار ہے۔ بلکہ بسا اوقات اتنا دکھ ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں خواتین بعض مرتبہ اہل علم کی زیارت کرتی ہیں کہ بزرگ تشریف لائے ہیں ہم تو زیارت کر رہی ہیں۔ عورت کے لیے جس طرح اپنے چہرہ کو مرد سے چھپانا ضروری ہے تو عورت کے لیے مرد کا چہرہ نہ دیکھنا بھی ضروری

ہے۔ میں یہ بات اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ دیکھیں ملاوی جیسے ماحول میں ہم اُس خاتون کو ملنے کے لیے آئے تو پتا چلا وہ کہہ رہی ہیں کہ میرا خاوند نشہ کرتا ہے، شراب پیتا ہے، اور نمازیں نہیں پڑھتا مجھے اُس کی فکر ہے۔

یعنی چاہیے تو یہ کہ مرد فکر کرے کہ عورت کو کیسے ٹھیک رکھنا ہے چونکہ عورت کا مقام بلند نہیں ہے بلکہ مرد کا مقام بلند ہے۔

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ

سورة النساء، 34

گھر کا سربراہ مرد ہے عورت نہیں ہے، گھر کی حاکمیت مرد کو ملی ہے عورت کو نہیں ملی اور یہ بات بھی ذہن نشین فرمائیں کہیں آپ کے ذہن میں نہ آئے کہ حاکمیت نہ ملنا ہمارے لیے عیب ہے اللہ کی قسم دنیا میں چھوٹا بن کر جینا یہ بہت بڑی عافیت ہے۔ دنیا میں چھوٹا بن کر رہنا ہزاروں مسائل کا حل ہے، ہزاروں مسائل۔ میرے ساتھ جو فارغ علماء، اہل علم کام کرتے ہیں میں اُنہیں سمجھانے کے لیے پیار سے بات کہتا ہوں کہ یہ تمھاری سعادت ہے کہ تم چھوٹا بن کر رہتے ہو۔

چھوٹا بن کر رہنے میں فائدہ ہے

کیوں؟ مثلاً اگر میں بچوں کی بات کرتا ہوں کیونکہ آج کی میری مخاطب آپ ہیں۔ اب ایک بچی ہے جو پردہ کرتی ہے لوگ پوچھتے ہیں کہ کیوں کرتی ہو وہ بولے گی کہ ابا جی نے کہا ہے، مجھے استاد جی نے کہا، مجھے امی کہتی ہیں۔ آپ کو کون گلہ دے گا؟ آپ کو تو کوئی گلہ نہیں دے گا کیونکہ آپ تو چھوٹی ہیں۔ آپ نے اپنے کو چھوٹا مان لیا تو کوئی پریشانی نہیں۔

ہمارے ہاں شادی ہے آپ نے فنکشن میں ضرور آنا ہے میرا دل تو کرتا ہے لیکن میرا خاوند نہیں مانتا۔ آپ چھوٹی بن جائیں، کیا الجھن ہے؟ کوئی الجھن نہیں ہے۔ آپ کی سہیلیاں بازار جارہی ہیں، چلو شاپنگ کرتی ہیں۔ اوجی دل تو میرا بھی کرتا ہے لیکن ہمیں استاد جی نے منع کیا ہے، شیخ نے منع کیا ہے، ابو نے منع کیا ہے، امی نے منع کیا ہے، شوہر نے منع کیا ہے، بھائی نہیں مانتا میں چھوٹی ہوں میں کیا کر سکتی ہوں۔ دنیا میں ہزار مسائل کا حل ہے چھوٹا بن جانا۔ اور جب آدمی چھوٹا نہ بنے بڑا بننے کی کوشش کرے اس میں اُن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کو بندہ سنبھال نہیں سکتا۔

تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ رب العزت کا خواتین پر بہت بڑا احسان ہے کہ اللہ پاک نے یہ کہا کہ تم نے محکوم بن کر رہنا ہے تم نے حاکم نہیں بننا۔ تم نے ماتحت بن کر رہنا ہے تم نے اوپر کی باتیں نہیں سوچنیں۔ تم نے سربراہ نہیں بننا بلکہ سربراہ کی ماتحتی میں رہنا ہے۔ اتنا بڑا اللہ کا احسان ہے کہ اس کا آدمی جتنا بھی شکریہ ادا کرے تو کر نہیں سکتا۔ لیکن جب ہمارے ہاں تقلیب ماہیت ہوتی ہے ماہیت کو تبدیل کرتے ہیں خلقت تبدیل کرتے ہیں پھر فساد اور دنگا سب کچھ ہوتا ہے۔

امور خانگی کی نبوی تقسیم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا کو علی رضی اللہ تعالی عنہ کے حوالے کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے۔ اپنی بیٹی اور اپنے داماد سے فرمایا کہ میں تمہارے کام تقسیم کر رہا ہوں گھر کے کام فاطمہ تمہارے ذمہ ہیں اور گھر کے باہر کے کام علی تمہارے ذمہ ہیں۔ بتاؤ کتنی آسانی ہو گئی۔ مرد کے ذمہ ہے باہر جائے اور عورت کے ذمہ ہے گھر میں ٹھہرے تو

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اس کائنات میں شفیق وکریم اور ہمدرد کون ہو سکتا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی شفقت فرمائی ہے تمہارے اوپر، کتنی محبت فرمائی ہے عورتوں سے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارک کا مفہوم سمجھیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حُبِّبَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ وَالطِّيبُ وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ

مسند احمد، رقم الحديث 12294

حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے تین چیزیں پسند ہیں حضور فرماتے نہ کہ مجھے پسند ہیں تو بات اور تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں وہ ہیں کہ جن کی محبت اللہ نے میرے دل میں ڈال دی نمبر ۱: خوشبو، نمبر ۲: عورت، نمبر ۳: آنکھوں کی ٹھنڈک میری نماز میں ہے یہ نہیں فرمایا کہ میرے دل میں نماز کی محبت ڈالی محبت تو ہے لیکن آنکھوں کی ٹھنڈک بھی ہے۔

طبعی اور عقلی محبت

بعض چیزیں بندے کی محبوب تو ہوتی ہیں مگر آنکھ کی ٹھنڈک نہیں بنتیں۔ اولاد سے کتنی محبت ہے۔ اولاد سے بہت پیار ہوتا ہے لیکن بہت کم اولادیں ایسی ہیں جو محبوب ہونے کے ساتھ آنکھوں کی ٹھنڈک بھی بنتی ہیں۔ تو پیاری بھی اور آنکھوں کی ٹھنڈک بھی ہو اللہ ایسی اولاد عطا فرمائے تو اللہ کا بہت بڑا احسان ہے۔ کوئی اپنے بیٹے سے تنگ ہے، کوئی بیٹی سے پریشان ہے، کوئی داماد سے پریشان ہے، کوئی بہو سے پریشان ہے۔ دعائیں مانگتی ہیں۔ کہتی ہیں مولانا دعا فرمائیں اللہ ہماری اولاد کو نیک بنادے۔ کیوں؟ ایک ہوتی ہے کسی سے محبت عقلاً اور ایک ہوتی ہے طبعاً، اولاد سے محبت عقلی نہیں ہوتی اولاد

سے محبت طبعی ہوتی ہے۔ طبعی محبت ایمان نہیں ہوتی عقلی محبت ایمان ہوتی ہے۔

اس لیے جانور بھی اپنی اولاد سے پیار کرتا ہے، کافر بھی اولاد سے پیار کرتا ہے اسکا نام ایمان نہیں ہے یہ طبعی حاجات ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری محبت طبعی نہیں ہے یہ ہماری عقلی محبت ہے بساوقات عقلی محبت، طبعی محبت عقلی محبت پر بظاہر بندہ سمجھتا ہے کہ غالب ہوتی ہے۔ ایک آدمی نے ایک شیخ سے پوچھا کہ حضرت مجھے آپ ایک مسئلہ بتائیں فرمایا وہ کیا انہوں نے کہا کہ مجھے تو اپنی اولاد سے محبت زیادہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کم ہے، اولاد کے لیے دل تڑپتا ہے حضور کے لیے نہیں تڑپتا، اولاد کو شام کو نہ دیکھوں تو دل پریشان ہوتا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا دل پریشان نہیں ہوتا تو بتائیں میرا ایمان ہوگا؟

فرمایا اچھا تم یہ بتاؤ کوئی بندہ العیاذ باللہ اگر کوئی بندہ تمہارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ کرے اور تم اپنی اولاد قربان کر کے دفاع کر سکو تو کروگے؟ تو اُس نے کہا کہ جی کردوں گا۔ اُنہوں نے کہا کہ اولاد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقابلے میں آجائیں ترجیح کس کو دوگے، کہا کہ جی ترجیح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دونگا۔ تو فرمایا کہ یہ ہے ایمان اور یہ محبت عقلی ہے۔ اور جو تم کو اپنی اولاد سے محبت ہے وہ محبت طبعی ہے، محبت عقلی ایمان ہوتی ہے محبت طبعی ایمان نہیں ہوتی۔

میں جو بات سمجھا رہا تھا اولاد تو محبوب ہے ہی وہ طبعا محبوب ہیں نا لیکن اگر طبعی محبت کے ساتھ آنکھوں کی ٹھنڈک بھی بن جائے یہ تب ہوگی جب وہ نیک کام کرے گی۔ والدین کی خدمت کرے گی، اعمال اچھے کرے اور والدین کی عزت کا سبب بنے تو پھر آنکھوں کی ٹھنڈک بنتی ہے نا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم عجیب بات

فرمائی کہ

حُبِّبَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ وَالطِّيبُ

فرمایا، عورت اور خوشبو تو مجھے پسند ہے، اور جب نماز کی باری آئی تو فرمایا وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ کہ میری محبوب بھی ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک بھی ہے۔

نبی علیہ السلام کو نماز سے راحت ملتی تھی

اس لیے حدیث مبارک میں آتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گرمی میں کوئی سفر ہوتا اور دوپہر کو گرمی کا موسم ہے تو حضرت بلال سے کہتے۔

يَا بِلَالُ أَقِمِ الصَّلَاةَ أَرِحْنَا بِهَا

سنن ابی داود، رقم الحدیث 4987

اے بلال اذان دو اور ہمیں راحت پہنچاؤ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز سے راحت ملتی تھی، اذان سے راحت ملتی تھی۔ مشقت ہوتی پھر بھی راحت محسوس ہوتی۔ اگر یہ بات سمجھنی ہو کہ آدمی کو مشقت میں بھی کیسے راحت ہوتی ہے اب دیکھیں آپ سفر پر کہیں گئے ہیں مثلاً کراچی ہے رشتہ دار ہیں وہاں سے واپس آرہے ہیں لاہور پہنچ رہے ہیں اب جسم تھکا ہوا ہے، جسم چور چور ہے اوکاڑے تک پہنچ گئے ہیں تو کوئی بھی نہیں کہتا کہ ہم گاڑی سے اتر جائیں ہم بہت تھک گئے ہیں۔ کہتے ہیں تھکاوٹ ہے لیکن بہت مزہ آرہا ہے کیوں ابو کے پاس جارہے ہیں، امی کے پاس جارہے ہیں گھر والوں کے پاس جارہے ہیں، اپنے بھائیوں کے پاس جارہے ہیں۔ تو منزل تک پہنچنے کی محبت ایسی ہے کہ مشقت اُس پر اثر انداز نہیں ہوتی بلکہ اُس مشقت میں بھی راحت ہوتی ہے۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں مشقت تو محسوس ہوتی تھی لیکن مشقت کے باوجود فرماتے:

یَابِلَالُ أَقِمِ الصَّلَاۃَ أَرِحْنَا بِھَا

بلال اذان دو ہمیں راحت پہنچاؤ، ہمیں نماز سے راحت ملتی ہے۔

نبی علیہ السلام کے دل میں صنف نازک کی محبت

میں یہ بات سمجھا رہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اللہ رب العزت نے جو عورت کی محبت ڈالی ہے یہ محبت وہ ہے جو باپ کو اپنی اولاد سے ہوتی ہے اور یہ محبت ہوتی ہے شفقت ورحمت والی۔ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اللہ پاک خواتین کی محبت نہ ڈالتا تو حضور اُس دور میں نبی بن کر تشریف لائے کہ جس دور میں زندہ بیٹی کو در گور کر دیا جاتا۔ زندہ در گور کر دیتے۔ چیخ رہی ہوتی تھی اور باپ در گور کرتا اور دفن کر دیتا مٹی میں، اور داماد بننا عیب تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اللہ نے وہ شفقت والی محبت ڈالی تو حضور نے فرمایا جو بیٹی کو پالے گا تعلیم دے گا پھر اُس کو جوان کرے گا اور پھر اُس کو رخصت کرے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیسی محبت فرماتے تھے۔ اللہ اکبر!

میں گزارش یہ کر رہا تھا اللہ ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے کہ ماتحت بن کر رہنا اس میں سہولتیں ہیں عورت کا گھر میں محکوم بن کر رہنا عورت کی عافیت ہے۔ اپنے آپ کو ماتحت رکھنا اللہ کی قسم اس میں عافیت ہے بڑے پن میں مسائل ہیں اور چھوٹے پن میں سہولتیں ہی سہولتیں ہیں۔ اب گھر کا سربراہ ہے کمانا اُس کے ذمہ، ہم کیا

کہتے ہیں ابو مدرسہ جانا ہے پیسے دو، امی دوپہر کا کھانا ٹفن میں ڈال کر دو کیوں کہ سر براہ نہیں ہیں ناماتحت ہیں۔ جب سر براہ بنیں گے تو ہر کسی کو دیناپڑے گا اور ماتحت ہونگے تو لیناپڑے گا۔ اب عورت اگر گھر میں ماتحت بن کر رہے تو اس نے خرچہ لینا ہے اور سر براہ بن گئی تو اس نے دینا ہے تو مشکل کام کیوں کرتی ہو جب اللہ پاک نے سہولتیں پیدا فرمائیں ہیں، اللہ نے آسانیاں پیدا فرمائیں ہیں اُن آسانیوں کا خیال کرو۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ کبھی آدمی اچھے ماحول میں بھی نیک نہیں بنتا اور کبھی برے ماحول میں بھی نیک ہوتا ہے اور یہ اللہ کا انتخاب ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت انتخاب فرمادیں تو اللہ کی عنایت ہے۔ اللہ سے دعا مانگنی چاہیے اے اللہ تو ہمارا اپنے دین کے کام کے لیے انتخاب فرمالے، اللہ تو ہمیں قبول فرمالے، ہم نہ چاہیں پھر قبول فرما، ہم گناہ کریں پھر قبول فرما، ہم نافرمانیاں کریں پھر قبول فرما۔ اللہ چاہے تو گناہ گاروں سے دین کا کام لے لیں تقویٰ کے ساتھ، اللہ نہ چاہیں تو متقی کو محروم کر دیں کہ اُس کو تقویٰ پر ناز ہے۔ لیکن اللہ سے ڈرنا بھی چاہیے اور اللہ کی طرف متوجہ بھی رہنا چاہیے۔

قرآن کریم کی آیت ہے:

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ

سورة المؤمنون، 60

اب قرآن کریم کی آیت اتری تعریف کی اُن لوگوں کی جو مال خرچ کرتے ہیں پھر ڈرتے بھی ہیں۔ ام المومنین امی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو علم و فضل کا بہت بڑا دروازہ تھیں اور صحابہ میں سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں جب بھی کوئی الجھن پیش آئی ہے ہم امی عائشہ کے دروازے پر گئے ہیں اُنہوں

نے ہماری الجھن کو حل فرمایا ہے۔ امی عائشہ علم و فضل کی باکمال عورت تھیں۔ ہماری پوری تاریخ اُن سے پہلے اور اُن کے بعد آج تک ایسی عورت شاید ہی کوئی آئی ہو جیسی امی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا تھیں اور ظاہر ہے کہ وہ پڑھنے کے لیے آئی تھیں۔

میں کبھی سمجھانے کے لیے اور بطور دلیل ایک بات کہتا ہوں کہ بچیوں کے لیے بھی اور اہل مدارس کے لیے بھی کبھی ہم سے لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ کے مدرسہ کا 9سال کا نصاب ہے آپ نے کہاں سے لیا؟ اور یہ ذہن میں رکھ لیں جو بچی ایک دن بھی اسکول نہیں گئی اور عالمہ بننا چاہتی ہے اُس کا نصاب 9سال ہے۔ اسکول میں جائے گی تو فارغ ہونا ہے تو 16 سال M.A تک۔ ہمارے پاس 9سال مکمل اور ڈگری ڈبل M.A کے برابر ہے۔ 9 سال کا نصاب ہے ہمارے ہاں۔ اچھا عجیب بات ہے اللہ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری رشتہ دار بچیاں ہیں کوئی F.A میں ہے، کوئی B.A میں، کوئی M.A میں تو میں جب جاتا ہوں ترغیب دیتا ہوں کہ مدرسے پڑھو، M.Aضرور کرنا ہے؟ مدرسہ میں پڑھو۔

ایک چھوٹی سی مناظری کا قصہ

ایک بار جب میں گیا تو ہماری رشتہ میں بھتیجی لگتی ہے وہ کہنے لگی چلو چاچو آپ اور ہم مناظرہ کرتے ہیں آج ہم بھی آپ سے مناظرہ کرتے ہیں۔ شوق ہوتا ہے کبھی بندے کو لیکن ٹھنڈا بہت جلدی پڑ جاتا ہے۔ میں نے اُن سے کہا کہ تم تو مناظرہ نہیں مناظری کرو گی تم تو عورت ہو اور عورت تھوڑی مناظرہ کرتی ہے، تم نے تو مناظری کرنی ہے اور مناظرہ اور مناظری کا جوڑ نہیں ہوتا۔ چلو تمہیں شوق ہے تو تم اپنی دلیلیں سنالو۔ مجھے وہ کہتی ہے کہ ہم جو M.Aپڑھتی ہیں تو کیا اسکول جانا جرم ہے میں نے کہا

اور کوئی دلیل دینی ہے، کہنے لگی نہیں آپ بتائیں میں نے کہا مدرسہ میں جانا جرم ہے کہتی ہے نہیں تو میں نے کہا کہ پھر تو دونوں ٹھیک ہو گئے تم چار ہو دو اُدھر چلی جاؤ اور دو ادھر چلی جاؤ۔ تم چاروں کیوں اسکول پڑھ رہی ہو اب اُس کی اتنی سی دلیل تھی وہ خاموش ہو گئی۔ میں کہا اسکا کوئی جواب ہے تو بتاؤ؟

اب میں کہا ایک سوال میں کرتا ہوں اُس کا جواب تم دو تمہارے سوال کا جواب ہم نے دیا نہ اب ہمارے سوال کا جواب تم دو اور میں آپ کو بھی کہتا ہوں کہ اگر آپ کو دین کی خدمت کرنے کا ہمارے ذوق کے مطابق شوق ہو تو پھر سوال سنا نہ کرو کچھ سوال کیا بھی کرو۔ اپنا اپنا ذوق ہوتا ہے ناں!

سورۃالفاتحہ کے قرآن ہونے کی دلیل

مجھے ایک بندہ پوچھنے لگا کہ مولانا صاحب یہ جو قرآن کریم ہے سورۃ فاتحہ قرآن نہیں میں نے کہا جی دلیل کیا وجہ ہے؟ کہتا کہ ہمارا ایک سوال ہے میں نے کہ بتائیں قرآن کریم کے پارے کتنے ہیں میں نے کہا 30 کہتا پہلا پارہ کہاں سے شروع ہوتا ہے میں نے کہا الم سے، دوسرا سیقول سے، تیسرا تلك الرسول، گنتے جائیں تیسواں میں نے کہا عم یتسالون، کہتا جب قرآن کریم کے پارے تیس ہیں تو ایک پارہ بھی سورۃ فاتحہ سے شروع نہیں ہو گا اگر یہ فاتحہ قرآن ہوتی تو کوئی پارہ اس سے بھی تو شروع ہوتا ناں۔

میں نے کہا چلیں ایک سوال آپ کا اور ایک سوال ہمارا بھی۔ بتائیں قرآن کریم کی سورتیں کتنی ہیں؟ کہتا ہے 114 میں نے کہا پہلی کونسی ہے؟ کہتا ہے سورۃ الفاتحہ میں نے کہا جب یہ قرآن نہیں تھا تو پہلی سورت کیوں بنی ہے؟ اب چپ۔ میں

نے کہا ہمارے سوال کا جواب تمہیں قیامت تک نہیں ملنا ان شاء اللہ اور جو تم نے سوال کیا اُس کا جواب میں تمہیں ابھی دے دیتا ہوں۔ ایک سوال تم نے کیا اُس کا جواب ہم سے لو اور جو میں نے کیا تمہیں قیامت مہلت ہے ہمارے سوال کے جواب کے لیے۔ کہتا کہ جی ہمارے سوال کا جواب، میں نے کہا دیکھو قرآن کریم کا ایک متن ہے اور ایک شرح ہے۔ الحمد للہ رب العالمین یہ متن ہے اور الم سے والناس تک قرآن کریم میں یہ شرح ہے اب شروح 30 پاروں پر مشتمل ہے اور متن ایک سورت ہے تو ایک پارے کا تعلق ایک سورت سے، ایک پارے کا تعلق دوسرے سورت سے اور سورۃ الفاتحہ وہ سورت ہے جس سے ایک پارے کا تعلق نہیں بلکہ پورے قرآن کا تعلق ہے۔ اس کا تو پورے قرآن سے تعلق ہے نہ۔ الم صرف سورہ بقرہ سے ہے، عم یتسالون کا تعلق صرف تیسویں پارے سے ہے اور الحمد للہ رب العالمین کا تعلق پورے قرآن سے ہے۔ تو شرح کا تعلق ایک جزو سے نہیں پورے متن سے ہوتا ہے۔ تمہارے سوال کا جواب ہو گیا اب ہمارے سوال کا جواب دو۔ اس کا جواب نہیں بننا تم سے۔ میں تمہیں کہتا ہوں کہ تھوڑا سا سوال کرو۔

مرد عورت کی نماز میں فرق کی دلیل

مجھے ایک نوجوان کہنے لگا کیا مرد و عورت کی نماز میں فرق ہے؟ میں نے کہا جی فرق ہے۔ کہتا اس کی کوئی حدیث دیں۔ میں نے کہا میں دیتا ہوں۔ ایک ہمارا بھی سوال ہے۔ آپ بتائیں مرد و عورت کی نماز میں فرق نہیں ہے؟ کہتا کہ جی نہیں ہے۔ ایک دلیل ہم آپ سے پوچھتے ہیں آپ یہ بتائیں کہ نماز پہلے ہے یا اذان پہلے ہے؟ کہتا کہ جی اذان۔ میں نے کہا تکبیر پہلے ہے یا نماز پہلے ہے؟ کہتا ہے تکبیر۔ میں نے کہا لباس پہلے

ہے یا نماز پہلے ہے؟ کہتا ہے لباس۔ میں نے کہا مصلی امامت پہلے بچھتا ہے یا نماز پہلے ہوتی ہے؟ کہتا ہے مصلی امامت۔ میں نے کہا یہ چار باتیں ہو گئیں۔ پہلے کپڑے ہیں، پھر اذان ہے، پھر مصلی نماز ہے، پھر تکبیر ہے اور پھر نماز ہے۔ ہم سے آپ نے پوچھا کہ مرد و عورت کی نماز میں فرق؟ میں نے کہا "ہے" اور آپ کہتے ہیں "نہیں"۔ میرا سوال یہ ہے کہ اذان پہلے نماز بعد میں، مرد عورت کے حساب سے فرق ہے یا نہیں؟ کہتا نہیں، میں نے کہا پھر ایک مؤذن عورت بھی رکھ لو۔ کسی ایک جامع مسجد اہلحدیث میں کوئی مؤذن ایک عورت بھی رکھ لو کیونکہ فرق جو نہیں ہے۔ کہتا جی اذان تو نہیں دے سکتی۔ میں نے کہا اچھا۔ چلو کبھی کبھی مکبر بنالیا کرو۔ اپنی ہمشیرہ سے، بھابھی سے، بیگم سے کہو کہ تکبیر آپ کہو نماز کھڑی ہونی ہے۔ کہتا یہ تو نہیں ہو سکتا۔

میں کہا اچھا تم کہتے ہو فرق نہیں ہے نا، تو جب نماز پڑھتے ہو تو تم شلوار اپنی ٹخنوں سے اوپر رکھتے ہو۔ اپنی خواتین سے کہو کہ مسجد میں آئیں اور شلواریں تمہاری طرح ٹخنوں سے اوپر رکھیں۔ تم ننگے سر نماز پڑھتے ہو اپنی عورتوں سے کہو مسجد میں آ کر ننگے سر نماز پڑھیں۔ تم ٹانگیں چوڑی کر کے نماز پڑھتے ہو اپنی عورتوں سے کہو مسجد میں آکر ٹانگیں کھول کر نماز پڑھیں۔ کہتا یہ تو نہیں ہے میں نے کہا چلو یہ بھی نہیں۔ دادی اماں سے کہہ دو کہ امامت کرادیں وہ تو بہت نیک عورت ہیں۔ کہتا یہ بھی نہیں تو میں نے کہا تم کہتے ہو فرق نہیں تو یہ فرق کہاں سے نکلے؟ لاؤ اس پر حدیث۔ یہ پہلے چار مسئلوں پر حدیث آپ لے آؤ پانچویں پر حدیث ہم لے آئیں گے۔ ہماری باری تو پانچویں نمبر پر آئے گی نا، چار پر حدیث آپ لائیں پانچویں پر ہم لائیں گے۔ یہ تھوڑی سی گفتگو آپ فرمالیں تو ان شاء اللہ کوئی غیر مقلدن عورت آپ کو تنگ نہیں کرے گی۔ غیر

مقلد کی مؤنث غیر مقلدن ہی ہوتی ہے نا، تو کوئی غیر مقلدن آپ کو تنگ نہیں کرے گی۔

اہل باطل سے سوالات کیا کریں

مصیبت یہ ہے کہ ہم لوگ سوالات سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ سوالات نہیں کرتے جو دوسرا بھی تو پریشان ہو۔ کچھ سوالات آپ بھی کریں۔ اپنے علم کے پھیلاؤ کے لیے، گھر کے ماحول کے لیے، باطل سے نجات کے لیے، خود سے سوال کریں۔ آپ سوال کریں گے تو اقدام ہو گا دشمن دفاع پر آئے گا۔ آپ نہیں سوال کریں گے وہ اقدام کرے گا تم دفاع کرو گی۔ خود بھی پریشان ہو گی، مدرسے میں آکر اساتذہ کو پریشان کرو گی، معلمات کو پریشان کرو گی نہ فن تم نے پڑھا نہ تمہارے اساتذہ نے پڑھا۔ یہ فن تو پڑھتے نہیں ہیں لوگ۔ توجہ نہیں ہے اس طرف نا اس کو فضول سمجھتے ہیں لیکن جب پھنس جاتے ہیں تو یہی نظر آتے ہیں۔ M.A کرنے کا شوق ہوتا ہے ہمارا، یہ فن پڑھنے کا شوق نہیں ہوتا۔

مدارس کی وسعت نظری اور اسکولز کی تنگ نظری

خیر میں نے اُس بچی سے کہا چلو تم نے ایک سوال کیا اب ہمارا بھی ایک سوال سُن لو، کہتی وہ کیا۔ میں نے کہا تمہاری دنیا میں زندگی کتنی ہے؟ 60 سال، 70 سال، 80 سال، اندازا۔ اس اُمت کی اوسط عمر 60 یا 70 سال ہے۔ چلو میں مانتا ہوں کہ تو 100 سال کی بوڑھی دادی اماں بن کر مرے ٹھیک ہے 100 سال تجھے عمر ملے اور کتنے سال پڑھا ہے؟ کہتی کہ جی M.A کیا ہے۔ میں نے کہا کتنے سال؟ کہتی کہ جی 16 سال میں نے کہا کہ کیوں؟ کہتی ہے تاکہ دنیا کی زندگی اچھی بن جائے۔ میں کہا ایک دنیا

کی زندگی ہے 100 سال تمہارے کہنے کے مطابق اور بتائیں کے آخرت کی زندگی کتنے سال کی ہے؟ سو سال، ہزار سال، لاکھ سال، کروڑ سال، ارب سال کتنے سال؟ کہتی وہ تو لا محدود ہے۔ تو میں نے کہا کہ شریعت کا احسان دیکھو اور اسکولوں کی تنگ نظری دیکھو، شریعت کی وسعت دیکھو اور اسکولوں کی تنگ نظری۔ دنیا بنانے کے لیے اسکول والے کہتے ہیں کہ 16 سال پڑھو اور شریعت نے کہا ابد الآباد کی زندگی بنانے کے لیے صرف 9 سال پڑھو، کتنا پڑھو؟ 9 سال۔ یہ نو سال اُس بچی کا نصاب پیش کر رہا ہوں جو ایک دن بھی اسکول نہیں گئی۔

آپ ناراض نہ ہوں کیونکہ آپ لوگ تو "پڑھے" ہوئے ہیں۔ مہتمم صاحب بتا رہے تھے کہ ہمارے ہاں اسکول بھی ہوتا ہے۔ آپ ناراض نہ ہوں، میری بچی ایک دن بھی اسکول نہیں گئی، میرا بیٹا ایک دن بھی اسکول نہیں گیا اور ان شاء اللہ جانا بھی نہیں۔ ایک دن بھی نہیں، 8 سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا، 12 کی سال کی عمر میں مدرسہ میں چلی گئی ہے ان شاء اللہ 16 کی عمر ہو گی تو حافظہ بھی ہو گی، عالمہ بھی ہو گی، قاریہ بھی ہو گی اور اللہ نے چاہا تو خطیبہ بھی ہو گی۔ کتنی تھوڑی سی عمر میں۔ پتا نہیں مجھے نہیں سمجھ آتی کہ ہمیں شوق کیا ہے۔ آپ حضرات ناراض ہوں گے کہ ہمارے مدرسہ میں ہمارے ہی خلاف بیان ہو گیا میں منع نہیں کرتا میں یہ نہیں کہتا کہ نا کریں میں یہ بات سمجھاتا ہوں کہ ترجیح کس کو دینی ہے۔ میں نے کہا کہ تم نے سو سال کی زندگی کے لیے 16 سال پڑھا ہے اور شریعت کی وسعت دیکھو کہ ابد الآباد کی زندگی کے لیے چار سال کا کورس کر لو۔ یہ پانچ سال بھی لمبے نظر آتے ہیں اور 16 سال M.A کے لیے لمبے نظر نہیں آتے۔

مدارس کے 9 سالہ نصاب کی دلیل

امی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی بات آئی تھی تو میں نے کہا کہ ہم نے 9 سال کا نصاب اُس بچی کے لیے جو ایک دن بھی اسکول نہیں گئی، یہ ہم نے کہاں سے لیا ہے؟ اُم المؤمنین امی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے۔ جب امی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا نکاح ہوا تو عمر کتنی ہے 6 یا 7 سال اور جب رخصتی ہوئی تو عمر کتنی ہے 9 سال اب دیکھیں میں اس کو آج کی زبان میں یوں کہتا ہوں کہ جب امی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے داخلہ لیا تو عمر کتنی ہے 7 سال اور جب ریگولر تعلیم شروع کی ہے تب عمر کتنی ہے 9 سال۔ کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جو نکاح تھے، وہ جنسیت کی بنیاد پر العیاذ باللہ نہیں تھے، وہ دینی فوائد کی بنیاد پر تھے۔

میں آپ سے بچیوں سے خصوصاً کہتا ہوں یہ بات آج ہمیں سمجھ آجائے تو دو، تین، چار شادیاں یہ مسئلہ ختم ہو جائے۔ یہ گھروں میں ظلم ختم ہو جائے۔ اگر یہ مسائل سمجھ آجائیں ناں کہ دین کسے کہتے ہیں تو بالکل معاملات ختم ہو جائیں۔ اللہ ہمیں یہ بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ ہمارا پانچ دن پہلے نکاح ہوا۔ ہماری عمر دیکھو، ہماری بیوی کی عمر دیکھو عالمہ ہے۔ سب کہتے ہیں کہ کیوں کیا؟ وہ کہتی ہے کہ دین کے لیے کیا۔ امی عائشہ 7 سال کی عمر میں حضور کے نکاح میں، 9 سال میں 52 سال کے خاوند کے پاس جا سکتی ہیں۔ ہم میں سے 21 سال کی 40 سال کے مرد کے پاس نہیں جا سکتیں؟

وہاں بیان کریں تو لوگ خوش ہوتے ہیں یہاں بیان کریں تو لوگ عیب شمار ہوتے ہیں۔ بھائی یا تو پیغمبر کی زندگی فخر سے سمجھو اور اُسے فخر سے قبول کرو اور اگر فخر ہے تو اپنی زندگی میں لاؤ اور اگر فخر نہیں ہے تو یہ کلمہ چھوڑو۔ لے جاؤ اللہ کو ضرورت

نہیں ہے ہماری ایسی زندگی کی۔ دین اگر اچھا ہے تو لو اس کو۔

نبی کی سنتیں اپنائیں

ہم مردوں سے کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ خوبصورت کون ہے تو کہتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم، میں نے کہا ڈاڑھی کے ساتھ یا بغیر ڈاڑھی کے، کہتا ڈاڑھی کے ساتھ۔ تم کیوں نہیں رکھتے۔ یا تو العیاذ باللہ اللہ کے نبی کو خوبرو کہنا چھوڑ دو یا پھر چہروں پر ڈاڑھیاں رکھو۔ یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حسین کہنا چھوڑ دو یا اپنے سروں پر ٹوپیاں، عمامے سجاؤ یا پیغمبر کو خوبرو کہنا چھوڑ دو یا لعنت بھیجو پینٹ و پتلون پر، تھری پیس پر اور نبی کے لباس کو اپناؤ۔

خوبصورت اُنہیں کہتے ہو جن کو اپنانے کے لیے تیار نہیں ہو۔ ہم کیسے ہیں؟ اسے نفاق کہتے ہیں زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ۔ یہی حال ہمارے مردوں کا ہے اور یہی حال ہماری عورتوں کا ہے۔ آپ میری باتوں پر ناراض مت ہوں یہ مسئلہ سمجھانا ہماری ذمہ داری میں داخل ہے۔ نہ سمجھائیں گے تو کل قیامت کے دن اللہ کے ہاں ہمارا مواخذہ ہوگا۔ کہ تم کیسے مولوی تھے کہ معاشرے سے ڈر کے مسئلہ نہیں کھل کر بیان کرتے۔ مسئلہ آپ بیان کرو قبولیت وہ ہے جن کے مقدر میں ہے نہیں مقدر میں وہ قبول میں نہیں کریں گے۔

خیر میں بات یہ سمجھا رہا تھا کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا تو عمر 7 سال، رخصتی ہوئی تو عمر 9 سال جب داخلہ مدرسہ میں لیا ہے تو عمر 9 سال، حضور کو ایسی عورت چاہیے تھی جو ذہین ہو، عمر تھوڑی ہو، دین سمجھے اور باہر جا کر دین بیان کرے اس لیے انتخاب اُم المؤمنین امی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا ہوا۔ اور پھر حضور سے پڑھا ہے اُنہوں

نے اور اُمت کو دیا ہے ، امی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے بارے میں معروف ہے کہتے
ہیں کہ وہ شریعت کو جانتی تھیں کیونکہ حضور کی بیوی تھیں۔ کسی نے پوچھا حضرت
عبداللہ ابن زبیر اُن کے بھانجے سے وہ تو شریعت کو جانتی ہیں حضور کی بیوی تھیں اچھا تو
باقی فنون اشعار، نسب کیسے جانتی تھیں ؟ فرمایا وہ حضرت ابو بکر صدیق کی بیٹی تھیں اور وہ
علم الانساب کے ماہر تھے۔ اچھا یہ بتاؤ کے امی عائشہ کو طب کیسے آتی تھی ؟ وہ طبیبہ اور
حکیمہ بھی تھیں طب کہاں سے آئی ؟ اُنہوں نے کہا حضور آخری عمر میں چونکہ بیمار تھے تو
بہت سارے حکیم جو بھی کوئی نسخہ تجویز کرتا امی عائشہ اُس کو دیکھتی رہتیں سنتی رہتیں
پردہ کے پیچھے ہوتی تھیں تو اُن حکیموں سے امی عائشہ نے حکمت بھی سیکھ لی۔

میں یہ گزارش کر رہا تھا چلیں بات لمبی ہو گئی ہے امی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا
کا جب داخلہ ہوا ہے تو سات سال اور جب رخصتی ہوئی تو 9 سال اور جب نبی پاک صلی
اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو امی عائشہ کی عمر کتنی ہے 18 سال تو کتنے سال بنے ، 9 سال تو
یہ ہمارے بھی 9 سال ہیں بغیر اسکول کے مدرسے میں آئے تین سال میں قرآن حفظ
کرے ایک سال میں گردان کرے اور چار سال میں کتابیں پڑھے۔ ایک سال میں اُردو
سیکھے اور چار سال میں کتابیں پڑھے۔ تین اور ایک ہوئے چار ، چار اور ایک ہوئے پانچ ،
اور پانچ اور چار نو ، اور نو سال میں مکمل عالمہ بن کر دین کی خدمت شروع کر دے۔

عزت دین میں ہے

اب بتاؤ کہ یہ آسان نسخہ ہے کہ نہیں پھر کیوں پریشان ہیں استاد جی ہمیں
M.A بھی کراؤ، M.A بھی کراؤ، ہمیں اسکول بھی پڑھاؤ۔ بھائی ان کے پیچھے مت پڑو
، جو اصل کام کرنے کا ہے وہ کرو۔ خدا کی قسم مجھے کئی احباب نے کہا کہ مولانا بچی کو سکول

کیوں نہیں بھیجتے؟ میں نے کہا میں مڈل پڑھا ہوں۔ میری تعلیم مڈل ہے اور وہ بھی اُس عمر میں جب ہمیں فہم نہیں تھی جب تھوڑی سے فہم ہوئی مدرسے میں گئے ہیں تو خدا کی قسم، خدا گواہ ہے کہ بڑے بڑے وہ لوگ جنہوں نے پی ایچ ڈی کی ڈگریاں بھی لی ہیں وہ ترستے ہیں کہ ہمارا مصافحہ ہو جائے۔ ہمارے گھر آ جائیں، ہماری چائے پی لیں، اور گاڑی کو ہاتھ لگ جائے۔ پڑھا ہم نے کتنا ہے صرف مڈل۔

اللہ نے عزت دنیا میں نہیں رکھی خدا نے عزت دین میں رکھی ہے اور جب یہ بات دیندار کو سمجھ نہ آئے تو بتاؤ یہ بات سمجھائیں کس کو۔ میں بات یہ سمجھا رہا تھا کبھی آدمی دینی ماحول میں بھی رہ کر دیندار نہیں بنتا اور کبھی بے دینی کے ماحول میں رہ کر بھی وہ دین کا کام کرتا ہے۔ اور بے دینی کے ماحول میں رہ کر دین کا کام کریں تو یہ استقامت ہے اور بڑا مشکل کام ہے۔ دیندار ماحول میں رہ کر دین کا کام کریں یہ عافیت ہے جو نسبتا آسان ہے۔ میں کبھی بیان کرتا ہوں تو بیان کے بعد بعض لوگ مجھے دعائیں دیتے ہیں۔

استقامت نہیں، عافیت مانگیں

آپ میں سے بہت ساری بچیاں ہیں جو میری زندگی کو نہیں جانتیں اُن کے علم میں نہیں ہے بہت کم ہیں جو جانتی بھی ہیں تو مجھے بعض لوگ دعائیں دیتے ہیں کہ مولانا اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت عطا فرمائے۔ میں کہتا ہوں کہ تم نے بھی آمین کہا میری بات تو سُن لو۔ مجھ سے کہتے ہیں مولانا اللہ آپ کو استقامت دے میں کہتا ہوں استقامت کی دعا نہ کرو آپ عافیت کی دعا کرو۔

استقامت کا معنی کیا میں نے جو ابھی بیان کیا ہے کہ مجھے پولیس پکڑے، ایف آئی آر کٹے، پھر ٹارچر سیل میں جاؤں، پھر جیل میں جاؤں پھر واپس آکر اسی طرح بیان

کرو یہ استقامت ہے۔ اور عافیت کیا ہے ہم بیان کریں اُس کے بعد لوگ خدمت بھی کریں، چائے بھی پیئں تازہ دم ہو کر پھر بیان کریں۔ میں کہا تم کیا چاہتے ہو، جیل میں ٹھکوا کر بیان کرانا چاہتے ہو یا آزاد معاشرے میں پھرا کر بیان چاہتے ہو؟ او جی ہم تو جیل نہیں چاہتے۔ میں نے کہا پھر استقامت کی دعا نہ کرو عافیت کی دعا کرو۔ اب میری بات سمجھ آئی۔ اس لیے دعا اللہ سے ہمیشہ عافیت کی مانگا کریں۔

امی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضور لیلۃالقدر آ جائے تو کونسی دعا کروں تو فرمایا" اللهم انك عفو تحب العفو فاعف عنی "یہ دعا مانگو۔ دعائیں عافیت کی مانگیں۔

ماحول سے متاثر نہ ہوں

میں بات یہ سمجھا رہا تھا کہ دو قسم کے ماحول ہیں اس لیے میں نے قرآن کریم کی آیت پڑھی اس بات کو سمجھانے کے لیے۔ اللہ اکبر ایسا قرآن نے تذکرہ کیا ہے۔ ایک خاتون کونسی ہے جن کا نام حضرت آسیہ ہے ایک کونسی ہیں جن کا نام حضرت مریم ہے۔ آسیہ وہ عورت ہے کہ پورے گھر کا ماحول اُس کے مخالف ہے اور ادھر فرعون کی بیوی، اللہ اکبر! خاوند خدائی کے دعوے کرتا ہے اور بیوی سجدے کے لیے تیار نہیں۔ خاوند کا نعرہ"انا ربکم الاعلی"بیوی کہتی ہے نہیں تو نہیں موسی کا رب اصل رب ہے۔

اور پھر قربانی کی انتہا دیکھیں وہ امی آسیہ اللہ اُن کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں امی آسیہ فرعون کی بیوی ہیں، یعنی کہاں بادشاہ وقت کا حرم، بادشاہ وقت کی بیوی اور کہاں دیوار کے ساتھ لٹکا کے اُن کے ہاتھوں اور پاؤں میں میخیں ڈالی جا رہی ہیں۔ آدمی تصور کر سکتا ہے ظلم دیکھو، اُس نے کہا چھوڑ و کلمہ وہ کہتی نہیں چھوڑتی۔ کہاں اُس

کی کنگھیاں کرنے والی خادمائیں ہیں اور کہاں لوہے کی کنگھیوں سے نوچا جا رہا ہے۔ امی آسیہ علیہا السلام اللہ اُن کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

فرعون کی بیوی پورا گھر کا ماحول مخالف، نبی کی مخالفت ہو رہی ہے، پیغمبر سے جنگیں ہو رہی ہیں، موسی علیہ السلام کو العیاذ باللہ ختم کرنے کے منصوبے بن رہے ہیں۔ اور وہاں حضرت آسیہ خدا کی توحید کی بات کرتی ہیں۔ خدا کو سجدے کرتی ہیں۔ فرعون کی ربوبیت کا انکار کرتی ہیں۔ کتنا مشکل ماحول، کتنا مشکل ماحول ہے۔ اللہ فرماتے ہیں "و ضرب الله مثلا للذين امنوا" ہم نے ایمان والوں کو مثال دی ہے، "امراة فرعون" فرعون کی بیوی کی "اذ قالت رب ابن لی عندك بیتا فی الجنة" دعا دیکھو، ادھر فرعون کا محل ہے ناں، فرعون کا محل قربان ہو رہا ہے سولی پر لٹکی، سولی سے مراد دیوار پر لٹکی ہوئی ہیں۔ اُن کے ہاتھوں اور پاؤں میں میخیں گاڑی جا رہی ہیں۔ اور خدا سے دعا کیا ہو رہی ہے "رب ابن لی عندك بیتا فی الجنة" اللہ میں نے فرعون کا محل قربان کیا ہے مجھے جنت کا گھر دے دے۔ مال چھوڑا ہے اللہ مجھے جنت کا گھر دے دے۔

"و نجنی من فرعون و عمله" اللہ مجھے فرعون سے بچا، فرعون کے ظلم سے بچا "و نجنی من القوم الظلمین" اللہ فرعونیوں سے مجھے نجات دے۔ دعا کیا ہو رہی ہے اور قبولیت دیکھو۔ ذرا اس بات کو سمجھو، فرعون کا محل چھوڑا ہے خدا نے جنت کا محل دیا ہے فرعون کو قربان کیا خدا نے حضور علیہ السلام کی ذات دی۔ حضرت امی آسیہ جنت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہوں گی۔ کس کو فرعون کو چھوڑا ہے وہ ظالم تھا کہ مارتا تھا اور بادشاہ کہاں تھا، مجازی تھا اور خدا نے وہ دیا ہے جس کے لیے پوری کائنات سجائی گئی ہے۔ آدمی جتنی قربانی دیتا ہے نا ثمرہ اُسی طرح ملتا ہے۔

دین کی خاطر قربانی دینے کے لیے تیار رہیں

میں تمھیں اس لیے گزارش کرتا ہوں کہ قربانی دو، قربانی کا معنی گھر کا ماحول مخالف ہے طے کرو پردہ کرنا ہے بس، طے کرو گانا نہیں سننا، طے کرو ویڈیو نہیں دیکھنی، طے کرو شرعی پردہ کرنا ہے۔ فیصلہ کرو فیصلہ کہ میں مر جاؤں گی لیکن شریعت پر عمل ضرور ہو گا۔ خدا کی قسم تھوڑی سی ہمت کرو دیکھو اللہ کیسے اسباب عطا فرماتا ہے۔ اللہ کیسی راہیں کھولتا ہے تھوڑی سی مشقت ہو گی، تھوڑی سی۔ اللہ کی شان کریمی ہے، حدیث میں آتا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَقَرَّبَ إِلَى اللّٰهِ شِبْرًا، تَقَرَّبَ إِلَيْهِ ذِرَاعًا

معجم کبیر للطبرانی، رقم الحدیث 1623

کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو میری طرف ایک بالشت آئے تو میں ایک ہاتھ آتا ہوں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی آسان تفسیر سمجھائی ہے۔ تھوڑی سی بندہ ہمت کرے اللہ پاک کی رحمت دوڑتی ہے بندے کی طرف۔ تھوڑی سی ہمت کرے۔ فیصلہ کریں پردہ کرنا ہے، گناہ نہیں کرنا، فیصلہ کریں اللہ کو راضی کرنا ہے۔ فیصلہ کرو میں یہ بات تمھیں اس لیے کہتا ہوں میں ملک اور بیرون ملک میں جاتا ہوں بہت دکھ ہوتا ہے۔ قرآن کی حافظہ ہے، قرآن کی عالمہ ہے رشتہ عالم کا آتا ہے او نہیں جی سانوں گجر چاہی دااے، بھٹی چاہی دا، مغل لے آؤ۔ برادری سے باہر نہیں کرنا۔

پڑھنے پڑھانے سے منسلک رہیں

کس لیے تم نے چار چار سال پڑھا مدارس میں؟ کچھ ہمیں بھی تو سمجھاؤ۔ کس لیے دین پڑھایا تھا جب دین پر عمل نہیں کرنا تھا؟ یہ شغل تھوڑا ہے چلو گھر نہیں مدرسے

بیٹھ جاؤ۔ اور پھر تعجب ہوتا ہے مدرسے میں پڑھ لیا ہے، پڑھانے پر ترجیح کس کو دی جارہی ہے۔ چلو پڑھاتے نہیں ایم اے کر لیتے، پڑھاتے نہیں بی اے کر لیتے ہیں، پڑھاتے نہیں کورس کر لیتے ہیں، پڑھاتے نہیں فلاں جگہ پر جا کر سلائی مشینیں سیکھ لیتے ہیں۔ پڑھاتے نہیں فلاں جگہ فیکڑی میں چلے جائیں۔ تم طے کرو ہم نے دین پڑھا ہے اور ان شاء اللہ دین پڑھانا ہے، دین پڑھا ہے اور دین پر عمل کرنا ہے۔ عورت کے لیے سب سے بہتر ترتیب یہ ہے کہ دین پڑھاؤ، وقت آئے تو وقت پر اس کا نکاح کرو، اپنے گھر کے ماحول کو درست کرے یہ بھی عورت کے لیے بہت بڑی بہت بڑی بات ہے۔ باہر کی فکر چھوڑیں اپنے گھر کی فکر کریں۔

مولانا اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ تھے بینظیر نے بلا کر مذاکرات کیے تھے تو اُس نے کہا: مولانا میں آپ کے ساتھ تعاون کرتی ہوں ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہم دین کی خدمت کریں۔ مولانا شہید نے فرمایا: بی بی تو دین کی خدمت کرنا چاہتی ہے تو وزارت چھوڑ اپنے گھر میں ٹھہر۔ یہی دین کی خدمت ہے تیرے لیے۔ یہ بات سمجھانی بڑی مشکل ہے۔

چلیں میں کہہ رہا تھا کہ دو مثالیں اللہ نے دی ہیں ایک تو وہ ہے جس کے گھر کا ماحول مخالف تھا۔ وہ کون تھیں؟ حضرت آسیہ اور جن کے گھر کا ماحول موافق تھا وہ کون تھیں؟ حضرت مریم "و مریم ابنت عمرن التی احصنت فرجھا " اللہ فرماتا ہے "فنفخنا فیہ من روحنا و صدقت بکلمت ربھا" ارے اُس مریم کو دیکھو عمران کی بیٹی ہے اپنی عزت کی حفاظت کی ہے۔ جب اُس نے عزت کی حفاظت کی ہے اللہ نے صلہ کیا دیا ہے؟ جبریل نے پھونک ماری ہے خدا نے حضرت عیسی علیہ السلام جیسا بیٹا عطا

فرمایا ہے۔

"و صدقت بکلمت ربھا و کتبہ" اللہ کے کلمات کی تصدیق کرتی ہے، کتابوں کی تصدیق کرتی ہے "و کانت من القنتین" اور عبادت گزار عورت ہے۔

خلاصہ

تو میں نے دو عورتوں کا تذکرہ اختصار سے کیا ہے۔ ایک وہ جن کے گھر کا ماحول موافق ہے اور ایک وہ جن کے گھر کا ماحول مخالف ہے۔ مخالف ماحول میں کام کرنا استقامت ہوتی ہے اور موافق ماحول میں کام کرنا عافیت ہوتی ہے۔ اللہ سے دعا کریں اللہ ہمیں عافیت عطا فرمائے۔ اُس کا حل کیا ہے اللہ ہمارے گھر کا ماحول ہمارے موافق بنا دے، ہمارے بازار کا ماحول بنادے اگر نکاح ہو تو اللہ خاوند ایسا دے دے، اللہ اولاد ایسی دے دے، رشتہ دار ایسے دے دے، تو دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے اور آپ کو عافیت کے ساتھ دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

عبادت کسے کہتے ہیں؟

دبئی، متحدہ عرب امارات

خطبہ مسنونہ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه۔ ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا۔ ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا مولانا محمدا عبده ورسوله۔ اما بعد:

قال اللہ تعالیٰ: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

سورة الذريات:56

ترجمہ: میں نے جن وانس کو اپنی عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔

اللہ رب العزت نے اس آیت کریمہ میں انسان کی پیدائش کا مقصد بیان فرمایا ہے کہ میں نے انسان کو دنیا میں بھیجا ہے اپنی عبادت کے لیے۔

عبادت کا معنی

''عبادت'' کا معنی احکامِ خداوندی کو بجالانا اور ان پر عمل کرنا ہے، اسی کا نام ''عبادت'' ہے۔ جو بات اللہ رب العزت فرمائے اس پر عمل کریں اور جس بات سے اللہ رب العزت منع فرمائے اس سے باز آجائے اس کا نام ''عبادت'' ہے۔

انسان کے ذہن میں دو سوال ضرور آتے ہیں۔

پہلا سوال، ہمیں فرشتوں جیسا کیوں نہیں بنایا؟

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ میں نے بندے کو عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے، تو بندہ سوچتا ہے کہ اللہ نے اگر عبادت کے لیے پیدا فرمایا تھا تو ہمیں یوں رکھتا جیسے اپنے ملائکہ کو رکھا۔ ملائکہ کو اونگھ اور نیند نہیں آتی ہے، ملائکہ سوتے نہیں بلکہ جاگتے ہیں۔ جب انسان جاگے گا اور سوئے گا تو چوبیس گھنٹے کل وقتی خدا کی عبادت

کیسے کرے گا؟ جب تک بندہ بیدار رہتا ہے تو اللہ کی عبادت کرتا ہے اور جب سو جائے تو خداوند کی عبادت کیسے کرے گا؟ تو بندے کے ذہن میں ایک الجھن یہ آتی ہے کہ اے اللہ ! آپ نے عبادت کے لیے پیدا فرمایا تھا، آپ نے ہمارے ساتھ نیند کیوں رکھی؟ نیند نہ رکھتے، محض بیداری رکھتے تاکہ بندہ عبادت کرتا رہتا۔

دوسرا سوال، ہمارے ساتھ جسمانی تقاضے کیوں رکھے؟

دوسرا بندے کے ذہن میں یہ سوال آتا ہے کہ اے اللہ رب العزت نے عبادت کے لیے پیدا فرمایا تھا تو ہمارے ساتھ انسانی، نفسانی اور جسمانی تقاضے کیوں رکھے؟ اللہ نے بندے کے ساتھ پیٹ رکھا ہے؟ بندہ اس کے لیے کماتا ہے، جو کمایا اس کو کھاتا ہے، شادی بیاہ کے مسائل ہیں، غمی خوشی کے معاملات ہیں۔ اگر عبادت ہی کرنی تھی تو پھر کھانے اور کمانے کی کیا ضرورت تھی؟

اللہ رب العزت ایسے پیدا فرماتے جیسے ملائکہ کو پیدا فرمایا ہے، ملائکہ کے کھانے کا مسئلہ ہے، نہ پینے کا مسئلہ ہے، نہ شادی کا مسئلہ ہے نہ نکاح کا مسئلہ ہے، نہ غمی ہے، نہ خوشی ہے، کوئی خاندانی الجھنیں نہیں ہیں جو ان کے لیے عبادت کے راستے میں رکاوٹ پیدا کریں۔ اے اللہ !اگر آپ نے عبادت کے لیے پیدا فرمایا تھا تو پھر بندے کے ساتھ یہ تقاضے نہ رکھتے کہ بازار بھی جانا پڑا، محنت مزدوری کرنی پڑی، فیکٹری کارخانے لگانے پڑے، کسان کو اپنے کھیت میں محنت کرنی پڑی، غلہ اگانا پڑا، بیج ڈالنے پڑے۔

اگر ان ساری محنتوں سے اللہ رب العزت بے نیاز کر دیتے تو اللہ تعالیٰ کے لیے کیا مشکل تھا؟

ان دو سوالوں کے جواب

تو یہ دو سوالات بندے کے ذہن میں آتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے ان دو سوالوں کو جواب سمجھایا ہے ایک دوسری آیت کریمہ سے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾

سورۃ الاحزاب:21

ترجمہ: درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ اور یومِ آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔

میں نے تمھیں عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، لیکن اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تمھارے لیے اسوۃ اور نمونہ بنا کر پیدا فرمایا ہے۔ اس آیت میں ان دو سوالوں کے جواب کیسے ہیں؟ ذرا اس بات کو سمجھیں جو میں سمجھانا چاہتا ہوں۔ اللہ نے فرمایا: ہم نے پیغمبر کو پیدا کیا تو اس کو نمونہ بنا دیا، اس کا کیا مطلب؟ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اگر بندہ اپنا نمونہ بنائے اور ادائے نبوت کو اختیار کرے تو یہ عبادت ہے۔ ادائے نبوت کو چھوڑ دے تو یہ عبادت نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیں کہ اہل السنت و الجماعت دیوبند کا نظریہ یہ ہے کہ ادائے پیغمبر کا نام عبادت ہے، نماز اور روزے کا نام عبادت نہیں ہے۔ اگر ادائے پیغمبر کے مطابق ہے تو نماز اور روزہ عبادت بنتا ہے۔ اگر ادائے پیغمبر کے مطابق نہ ہو تو پھر عبادت نہیں بنتا۔ بات سمجھانے کے لیے میں اس پر دو مثالیں دیتا ہوں۔

مثال نمبر1

سورج غروب ہو تو بندہ مغرب کے فرض پڑھتا ہے، سنت پڑھتا ہے، نوافل ادا کرتا ہے، عشاء کی اذان ہوتی ہے بندہ فرض پڑھتا ہے، سنت پڑھتا ہے، پھر اس کے بعد اگر نوافل پڑھے اور پڑھتا ہی چلا جائے یہاں تک کہ فجر کی اذان ہو جائے تو اس کے بعد بندہ نفل نہیں پڑھ سکتا۔ غور فرمائیں کہ فجر کی اذان سے قبل نفل پڑھے تو عبادت ہے اور فجر کی اذان کے بعد نفل پڑھے تو عبادت نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ سجدہ کا نام عبادت نہیں ہے، جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کریں وہاں عبادت ہے اور جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ نہ فرمائیں تو وہاں عبادت نہیں ہے۔ جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کریں وہاں رکوع کرنا عبادت ہے اور جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع نہ فرمائیں تو وہاں عبادت نہیں ہے۔

مثال نمبر2

اسی طرح رمضان المبارک آرہا ہے۔ ایک بندہ کہتا ہے کہ آپ کا روزہ بارہ[۱۲] گھنٹے کا اور میرا روزہ تیرہ[۱۳] گھنٹے کا ہو گا۔ عام بندہ جس کے پاس علم نہیں ہے وہ تو یہ سمجھے گا کہ اس کو تو زیادہ ثواب ملنا چاہیے کیونکہ اس نے لمبا روزہ رکھا ہے، حالانکہ اس کو ثواب زیادہ نہیں ملے گا بلکہ اس کو تو گناہ ہو گا۔ کیونکہ جب تک سورج غروب نہیں ہوا، ”نہ کھانا اور نہ پینا“ ادائے پیغمبر تھا، اسی کا نام عبادت تھا۔ جب سورج غروب ہو گیا تو اب ”کھانا اور پینا“ ادائے پیغمبر ہے، اب ”نہ کھانے اور نہ پینے“ کا نام عبادت نہیں ہے۔

رمضان کے تیس روزے پورے ہو گئے، شوال کا چاند نظر آگیا، اب یکم شوال

کو ایک بندہ کہتا ہے کہ میں آج کچھ نہیں کھاؤں گا، کیونکہ آج میرا روزہ ہے، آج میں نے اللہ کو خوش کرنے کے لیے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔ تو عید کے دن روزہ رکھنا گناہ ہے اور عید کے دن کھانا اور پینا عبادت ہے۔ تو وہی سموسے، وہی پکورے اور وہی مشروبات جو تیس رمضان کو کھانا گناہ تھا تو اب یکم شوال کے دن نہ کھانا گناہ ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ نے جواب دیا ہمارے دونوں سوالوں کا۔ ایک سوال ہمارا کیا تھا؟ کہ اگر عبادت کے لیے پیدا فرمایا تو اللہ نیند نہ دیتا بلکہ ہمیں یوں رکھتا جیسے اپنے ملائکہ کو رکھا، دوسرا سوال کیا تھا؟ اگر عبادت کے لیے پیدا کیا تھا تو اللہ ہمارے ساتھ انسانی، نفسانی اور جسمانی تقاضے نہ رکھتا تاکہ بندہ کل وقتی عبادت کرتا۔ ان دو کا جواب دیا:

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ

سورۃ الاحزاب:21

میں نے اپنا پیغمبر نمونہ بنا کر بھیجا ہے، اگر میرے نبی کی ادا کے مطابق جاگو گے تو جاگنا عبادت اور اگر میرے نبی کی ادا کے مطابق سوئے تو سونا عبادت۔ بندے کے ذہن میں تھا: بشری تقاضے کیوں ہیں؟ فرمایا انہی بشری تقاضوں اور ضرورتوں کو سنت کے مطابق پورا کرو تو یہ عبادت بن جائے گی۔ کمانا، کھانا، بازار جانا اور کاروبار کرنا سب عبادت ہے بشرطیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق ہو۔ اگر سنت کے مطابق بازار جائیں تو جانا عبادت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق سوئیں گے تو سونا عبادت ہے، تمھارے جاگنے میں عبادت نہیں ہے بلکہ جیسے نبی سوئے ویسے سونا جاگنے سے زیادہ عبادت ہے۔ تمھارے ذہن میں ہے کہ بشری تقاضے کیوں

رکھے؟ تو بشری تقاضے یوں پورے کرو جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے کیے تو پھر یہ بشری تقاضے پورے کرنے میں بھی عبادت ہے، یہ بنیادی نقطہ اگر بندے کو سمجھ آجائے تو اس کو پھر بات سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

میں اس پر دو واقعات عرض کرتا ہوں۔

تسبیحات فاطمہ

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ نے ایک واقعہ لکھا ہے تسبیحاتِ فاطمہ کے بارے میں۔ تسبیحاتِ فاطمہ کا مطلب کیا ہے؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر سیدہ نساء اہل الجنۃ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ترتیب یہ بتائی تھی کہ گھر کے کام فاطمہ رضی اللہ عنہا کریں گی اور باہر کے کام حضرت علی رضی اللہ عنہ کریں گے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ترتیب اپنی بیٹی اور داماد کو فرمائی تھی کہ گھر کے کام فاطمہ تم کرو اور باہر کے کام حضرت علی رضی اللہ عنہ کریں گے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کے کام کرتیں، خود چکی چلاتیں تو ہاتھ میں نشان پڑ جاتے، پانی کی مشک بھر کر لاتیں تو سینہ پر نشان پڑ جاتا، گھر میں جھاڑو دینے سے کپڑے میلے کچیلے رہتے تھے۔ گھر کے جو کام تھے وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذمے تھے۔ آج بھی کامیاب زندگی کے لیے یہی طریقہ ہے کہ گھر کے کام عورت کرے اور باہر کے کام مرد کرے۔ یہ جو ہمارے ہاں ترتیب چلی ہے کہ باہر کے کام عورت کرے یہ خلافِ فطرت بھی ہے اور خلافِ شریعت بھی۔ شریعت ہمیشہ فطرت

کے مطابق ہوتی ہے شریعت کبھی خلافِ فطرت حکم نہیں دیتی۔ میں اس کو سمجھانے کے لیے یوں کہتا ہوں کہ بازار سے سبزی لانا مرد کے ذمہ ہے اور سبزی پکا کر دینا یہ عورت کے ذمہ ہے۔اب کوئی بندہ کہے کہ بازار سے سبزی عورت لیا کرے اور گھر میں پکایا مرد کرے تو یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ باہر سے آٹا لانا مرد کے ذمہ ہے اور پکا کر دینا عورت کے ذمہ ہے۔

تو خیر میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کے کام کرتیں تو تھک جاتیں۔ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ غلام باندیاں آئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: تم جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خدمت گار مانگ لو کیونکہ کام کرتے کرتے تھک جاتی ہو۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لے گئیں تو جھجک محسوس کی، اس وجہ سے بات نہ کر سکیں اور واپس آ گئیں۔

دوسرے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: آپ کل کس کام سے آئیں تھیں؟ وہ شرم کی وجہ سے خاموش ہو گئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کی یہ حالت ہے کہ چکی پیسنے کی وجہ سے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے ہیں، مشک اٹھانے کی وجہ سے سینہ پر رسی کے نشان پڑ گئے ہیں، کام کاج کی وجہ سے کپڑے میلے کچیلے رہتے ہیں۔ میں نے ہی انہیں کہا تھا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک خدمت گار مانگ لائیں، اس لیے آئی تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتَّقِی اللّٰہَ یَا فَاطِمَۃُ وَأَدِّی فَرِیضَۃَ رَبِّكِ وَاعْمَلِی عَمَلَ أَهْلِكِ فَإِذَا أَخَذْتِ

مَضۡجَعَكِ فَسَبِّحِي ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ وَاحۡمَدِي ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ وَكَبِّرِي أَرۡبَعًا وَثَلاَثِينَ فَتِلۡكَ مِائَةٌ فَهِيَ خَيۡرٌ لَكِ مِنۡ خَادِمٍ

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث2990

اے فاطمہ! اللہ سے ڈرتی رہو اس کے فرض ادا کرتی رہو، اور گھر کے کام کاج کرتی رہو۔ جب سونے کے لیے لیٹو تو 33 بار سبحان اللہ، 33 الحمد للہ ار 34 بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، یہ خادم سے بہتر ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میں اللہ [کی تقدیر] اور اس کے رسول [کی تجویز] سے راضی ہوں۔

یہ تسبیحات چونکہ امت کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی برکت سے ملی ہیں اس لیے ان تسبیحات کا نام ''تسبیحاتِ فاطمہ'' ہے۔ یہ تو میں نے سمجھایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تسبیحات کہاں سے ملیں۔

ایک عجیب واقعہ

جو واقعہ میں بیان کرنا چاہ رہا ہوں، فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ایک شخص ہر نماز کے بعد 100 بار سبحان اللہ، 100 بار الحمد للہ اور 100 بار اللہ اکبر پڑھتا تھا، اب آپ دیکھیں 33 بار کم ہے یا 100 بار؟، تو 100 بار زیادہ ہے۔ وہ شخص خوش تھا کہ میں زیادہ ذکر کرتا ہوں، میرا عمل زیادہ ہے۔ سویا، خواب دیکھ رہا ہے، حشر برپا ہے، اللہ حساب کتاب فرما رہے ہیں اور اعمال کا امت کو اجر دے رہے ہیں۔ اعلان ہوا کہ تسبیحاتِ فاطمہ پڑھنے والے کو لاؤ، یہ بندہ بھی اٹھ کر چلا گیا۔ اللہ رب العزت نے اسے فرمایا: اس کو ایک طرف کر دو، اس کو تسبیحاتِ فاطمہ کا اجر نہیں ملے گا۔ اس نے اللہ سے پوچھا: کیوں نہیں ملے گا؟ 100 بار سبحان اللہ کہتا تھا، 100 بار الحمد للہ،

100 بار اللہ اکبر کہتا تھا۔ اللہ نے فرمایا: تسبیحاتِ فاطمہ سو بار نہیں بلکہ 33 بار ہیں، تو نے سو بار کہا، تجھے سو بار کا اجر ملے گا لیکن تسبیحاتِ فاطمہ کا اجر نہیں ملے گا جو سنت والا اجر تھا۔ اس لیے کہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت دی ہے وہ 33 بار ہے، 100 بار نہیں، یہ تو نے اپنی طرف سے کام شروع کیا ہے، یہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا نہیں ہے۔

تو دیکھو بندہ سمجھتا ہے کہ سو بار میں اجر زیادہ ملتا ہے اور 33 بار میں کم ملتا ہے، لیکن اس لائن سے الگ کیا جا رہا ہے کیونکہ یہ تسبیحاتِ فاطمہ نہیں ہیں بلکہ یہ اس کی اپنی تسبیحات ہیں۔

بانی تبلیغی جماعت کا واقعہ

دوسرا واقعہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ علماء دیوبند کے بہت بڑے شیخ اور پیر طریقت ہیں۔ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کے ایک خلیفہ مجاز اور مرید تھے۔

خلیفہ مجاز اس شخص کو کہتے ہیں جس کو اپنے شیخ کی طرف سے اجازت ہو کہ میری طرف سے لوگوں کو بیعت کراؤ اور گناہوں کو چھڑاؤ۔ اصلاح کے لیے بیعت کرنا مرد پر بھی ہے اور اصلاح کے لیے بیعت کرنا عورت پر بھی ہے، آپ دین کو کوئی بھی شعبہ دیکھیں علماء دیوبند میں سے ایک بھی ایسا عالم نہ تھا جس کا کسی شیخ سے طریقت اور بیعت کا تعلق نہ ہو۔

مثلاً یہ دعوت و تبلیغ کا کام ہے جس کے لیے آپ خواتین جمع ہوئی ہیں، اس کام کے بانی حضرت مولانا الیاس رحمہ اللہ تھے جن کا بیعت کا تعلق حضرت مولانا خلیل

احمد سہارنپوری رحمہ اللہ سے تھا۔ میں نے حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کے ملفوظات میں پڑھا، حضرت فرماتے ہیں: بازار میں جاتے ہیں، گشت کرتے ہیں، دعوت دیتے ہیں اور بازار کی ظلمت میں اپنے دل پر محسوس کرتا ہوں تو واپس آکر اپنے شیخ کی خانقاہ میں وقت لگا کر اس قلب کی ظلمتوں کو دور کرتا ہوں۔

یہ کون فرما رہے ہیں؟ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب۔ کتنے بڑے شخص ہیں! وہ بھی خانقاہ اور بیعت کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں اللہ محفوظ فرمائے اس کا کوئی احساس نہیں ہے۔ حیران کن بات یہ ہے کہ جب ہمارے چھ نمبروں کی تعلیم ہوتی ہے تو ان میں ایک نمبر علم وذکر ہے، اس میں یہ کہتے ہیں کہ جو کسی شیخ سے بیعت ہے تو شیخ کی طرف سے دی گئی تسبیحات کی پابندی کرے اور اگر کسی سے بیعت نہیں ہے تو پھر یہ تسبیحات کرے مثلاً کلمہ طیبہ، تیسرا کلمہ، استغفار وغیرہ۔ تو ہمارے بزرگوں نے یہ جملہ کیوں دیا؟ کہ شیخ سے بیعت کرو، ہم زبان سے یہ جملہ تو کہتے ہیں لیکن پھر بھی بیعت نہیں کرتے، ہم اپنی مرضی سے تو اللہ اللہ کرتے ہیں لیکن کسی شیخ طریقت سے بیعت نہیں کرتے، یہ بات مناسب نہیں ہے، ہمیں جو سبق اپنے اکابر نے دیا ہے اس کو یاد بھی رکھیں اور اس کو سمجھیں بھی۔

خواتین کی بیعت کا ثبوت قرآن سے

ہمارے ہاں ایک مرتبہ خواتین میں بیان تھا، ایک خاتون نے مجھے چٹ دی کہ قرآن میں کہاں ہے کہ عورتیں بیعت کریں؟ میں نے کہا: قرآن میں سورۃ ممتحنہ میں لکھا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ

شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾

سورة الممتحنة: 12

[اے نبی صلی اللہ علیہ و سلم! جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لیے آئیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی، اپنے ہاتھ پاؤں میں کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی اور کسی امرِ معروف میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی، تو ان سے بیعت لے لو اور اُن کے حق میں اللہ سے دعائے مغفرت کرو، یقیناً اللہ در گزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔]

خاتون مجھے کہنے لگی: آپ نے استدلال غلط کیا ہے۔ میں نے کہا: کیسے غلط ہے؟ مجھے کہنے لگی: یہ حکم تو اللہ کے نبی کو تھا، یہ تو نہیں کہ کسی عالم سے بیعت کریں۔ میں نے کہا: بیٹی! یہ بتاؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نکاح کس نے پڑھایا تھا؟ کہنے لگی: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ میں نے کہا: مسجد میں امامت کون کراتا تھا؟ کہنے لگی: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں نے کہا: جمعہ کا خطبہ کون دیتا تھا؟ کہنے لگی: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں نے کہا: مصلے کہ امامت کون کرتا تھا؟ کہنے لگی: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں نے کہا: جہاد میں قیادت کون کرتا تھا؟ کہنے لگی: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم۔

میں نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے چلے گئے ہیں، بتاؤ اب نکاح کون پڑھائے گا؟ کہنے لگی: مولانا صاحب پڑھائیں گے۔ میں نے کہا: مصلے کی امامت کون

کرائے گا؟ کہنے لگی: مولانا صاحب۔

میں نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو چلے گئے اب جمعہ کا خطبہ کون دے گا؟ کہنے لگی: مولانا صاحب۔ میں نے کہا: اب جہاد میں قیادت کون کرے گا؟

کہنے لگی: مولانا صاحب۔

میں نے کہا: اب مسئلہ کون بتائے گا؟ کہنے لگی: مولانا صاحب۔ میں نے کہا: اب بیعت کون کرے گا؟ کہنے لگی: نہیں۔ میں نے کہا: نکاح مولانا صاحب پڑھے یہ مانتی ہو، خطبہ جمعہ مانتی ہو، مصلے کی امامت مانتی ہو، جہاد کی قیادت مولانا صاحب کی مانتی ہو تو بیعت ان کی کیوں نہیں مانتی؟

میں نے کہا: اللہ سے ڈرو، جب وارث ہوتا ہے تو مورث کی تمام چیزوں میں ہوتا ہے، یہ نہیں کہ کسی چیز میں ہوتا ہے اور کسی چیز میں نہیں ہوتا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ کے دور میں بعض لوگوں نے کہا کہ ہم زکوۃ نہیں دیتے۔ دلیل کیا تھی؟

خُذۡ مِنۡ أَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ

سورة التوبة:103

مانعینِ زکوۃ کا یہ کہنا تھا کہ اس آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا ہے کہ آپ ان سے صدقہ وصول کریں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اس دنیا سے چلے گئے ہیں، ہم آپ کو کیوں زکوۃ دیں؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ لَوۡ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلۡتُهُمۡ عَلَى مَنۡعِهِ

صحیح البخاری: رقم الحدیث7284

جو شخص بھی ایک رسی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتا تھا اگر مجھے نہیں دے گا تو میں اس کو قتل کر دوں گا، اس کی گردن اڑادوں گا، کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوں، جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے وہ سارے میں کروں گا۔ لیکن ہمیں سمجھ نہیں آتی۔ اللہ ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حاجی امداد اللہ رحمہ کے مرید کا واقعہ

تو میں بات عرض کر رہا تھا کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے ایک خلیفہ مجاز تھے، انھوں نے عرض کیا: حضرت میں ایک دفعہ نماز پڑھ رہا تھا، تو نماز کے بعد میں نے اللہ سے دعا کی اور مراقبہ کیا کہ یا اللہ! جو نماز میں نے آج پڑھی ہے، مجھے بتائیں کہ قبول ہوئی ہے کہ نہیں؟ وہ کہنے لگا: حضرت! مجھے اللہ نے دکھایا کہ ایک خوبصورت عورت ہے اور آنکھوں سے نابینی ہے۔

حاجی صاحب نے فرمایا: آپ نے نماز آنکھیں بند کر کے تو نہیں پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، میں نے آنکھیں بند کر کے پڑھی ہے۔ حاجی صاحب فرمانے لگے: اللہ نے دکھایا ہے کہ آنکھیں بند کر کے نہ پڑھو۔ اس نے عرض کی: حضرت میں نے آنکھیں بند کر کے اس لیے پڑھی ہے کہ مجھے خیالات آتے رہتے ہیں، تو خشوع خضوع کے لیے آنکھیں بند کی ہیں۔

اب حضرت حاجی صاحب کا جملہ سنو: فرمانے لگے: جو نماز وسوسے والی ہو، خیالات والی ہو اس نماز سے بہتر ہے جو سنت والی نہ ہو۔ کیوں؟ اس لیے کہ ہم وساوس کے پابند نہیں بلکہ ہم سنت کے پابند ہیں، ہم ادائے پیغمبر کے پابند ہیں، ہمیں جہالت کی وجہ سے باتیں سمجھ نہیں آتی۔ تو جب بندے کا رابطہ اور تعلق کسی شیخِ طریقت سے ہو گا،

کسی صاحبِ نسبت سے ہو گا تو وہ ظلمات اور گمراہی سے دور ہو گا۔اس کا نقصان کیا ہو گا؟ قرآن فرماتا ہے:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾

الکهف:103، 104

[اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہو، کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں؟ وہ کہ دنیا کی زندگی میں جن کی ساری سعی وجہد راہِ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔]

کبھی بندہ سمجھتا ہے کہ میں بہت نیک کام کر رہا ہوں لیکن اس کی ساری نیکی اسی دنیا میں برباد ہو جاتی ہے۔

خلاصہ

میں نے جو بات آپ کو سمجھانے کی کوشش کی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں کیوں پیدا کیا ہے؟ ہمارے اشکالات تھے کہ انسان کے جسمانی تقاضے کیوں ہیں؟ تو اس کا جواب دیا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

سورة الاحزاب، 21

[درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ اور یومِ آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔]

بس ایسا جاگو جیسا میرا نبی جاگتا ہے، ایسا سوؤ جیسا میرا نبی سوتا ہے، نتیجہ یہ نکلے

گا کہ آپ کا سونا بھی عبادت، آپ کا جاگنا بھی عبادت، آپ کا ہر عمل جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق ہو گا عبادت بن جائے گا۔ میں اپنی ماؤں اور بہنوں کو ایک جملہ کہتا ہوں اس کو دل کی تختیوں پر نوٹ کریں:

"بیت الخلاء میں سنت کے مطابق جانا، بیت اللہ میں خلافِ سنت جانے سے بہتر ہے۔"

اگر کوئی شخص جنابت کے ساتھ بیت اللہ جائے تو اسے ثواب ہو گا یا گناہ؟ یقیناً گناہ ہو گا۔ تو انسان کو سنت کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔

ہمارا اہل السنت والجماعت کا دعوت و تبلیغ کا کام دنیا میں ہو رہا ہے، اس کا مقصد یہ ہے کہ گھروں میں سنت قائم ہو جائے، بازاروں میں سنت قائم ہو جائے۔ دعا کریں کہ اللہ ہمارے گھروں کو سنت کے نور سے روشن کر دے، سنت کے مطابق ہمارا جینا ہو۔ اللہ رب العزت آپ کو اور ہمیں سنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

ختم نبوت اور خواتین کی ذمہ داریاں

سرگودھا شہر

خطبہ مسنونہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ

سورة التوبة، 128

میری نہایت واجب الاحترام ماؤو بہنو اور بیٹیو !آپ تمام خواتین کے علم میں ہے کہ ہمارا آج کا یہ جلسہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت کے عنوان سے خواتین کے لیے منعقد کیا گیا ہے۔ اللہ رب العزت جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے قائدین کو کہ جو مردوں کی طرح خواتین کی بھی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت ہے۔

خواتین کے دینی اجتماعات سنت نبوی ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح مردوں میں اجتماعات کا اہتمام فرمایا کرتے تھے اسی طرح مدینہ منورہ میں بسا اوقات بطور خاص خواتین کے بیانات کا اہتمام بھی فرماتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے خواتین جمع ہوتیں ان کے بیان کو سماعت کرتیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ذمہ تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعض ضروریات کے لیے خواتین سے مطالبہ فرماتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان اموال کو جمع فرمایا کرتے تھے۔

تو مردوں کے لیے اہتمام کرنا اور خواتین کے لیے الگ اہتمام کرنا یہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت سے ثابت ہے بلکہ بعض مقامات میں خواتین کی

خواہش کی وجہ سے قرآن کریم کی بعض آیات خالصتاً خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے نازل فرمائی ہیں صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات امہات المومنین رضی اللہ عنھن کو خطاب فرمایا، کسی مقام میں ایمان والی عورتوں کو خطاب فرمایا اور کسی جگہ پر مرد اور عورت دونوں کا تذکرہ کر کے ایسے الفاظ استعمال فرمائے کہ جس سے پتہ چلے کہ مرد اور عورت دونوں کو شریعت مخاطب کر رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں انسان کے زندہ رہنے اور دنیا کے نظام کو چلانے کے لیے جس طرح مردوں کا بڑا کردار ہے خواتین کا بھی بڑا کردار ہے۔

مسلمان ماں کی ذمہ داریاں

اگر خاتون کے ذمے اپنی اولاد کی تربیت ہے تو اس اولاد کو صرف دودھ پلانا صرف اس کو نہلانا صرف اس اولاد کے کپڑے بدلنے سے اس کے بدن کو صاف رکھنا اس کے بستر کو صاف رکھنا ماں کے ذمے صرف یہ ڈیوٹی نہیں۔ یہ اگر ماں صرف ماں ہوتی مسلمان نہ ہوتی تب بھی اس کے ذمے تھا۔ بعض ذمے داریاں بطور ماں ہونے کی حیثیت سے ماں کے ذمے ہے اپنے بچے کو صاف رکھنا اور اس کی خوراک کا خیال رکھنا یہ بطور ماں؛ ماں کے ذمے ہے۔ لیکن بہت بڑے کمال کی بات نہیں ہے۔ یہ مادی انسان اور جانوروں کی ضرورتیں ہیں۔ اس لیے جس طرح آدمی جسم کی ضرورتیں پوری کرنا یہ ماں کے ذمے ہے اولاد کی روحانی ضروریات کا پورا کرنا یہ بھی ماں کے ذمے ہے۔

اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے انسان ہیں اللہ نے قرآن کریم میں تذکرہ فرمایا کہ میں نے آدم کو دو چیزوں سے پیدا کیا ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ .... فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ

سورة الحجر، 26، 28

مٹی کے وجود اور جسم سے اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو بنایا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کو ڈھانچے میں بنا دیا پھر خدا نے جسم میں روح پھونک دی ہے تو آدم چلتا پھرتا انسان بنا۔ پتہ چلا کہ انسان میں دو چیزیں ہیں ایک مٹی کا بنا وجود ہے اور انسان میں آسمانی روح ہے۔

طبیب جسمانی اور طبیب روحانی

تو جس طرح مٹی کے بنے وجود کا خیال رکھنا ضروری ہے اسی طرح انسان کی آسمان سے آنے والی روح کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔ اور فرق یہ ہے کہ انسانی وجود چونکہ مٹی سے بنا ہے اس لیے انسان کی ضرورتیں بھی خدا مٹی سے پوری کرتے ہیں۔ اور انسان کی روح چونکہ آسمان سے آئی ہے اس لیے اللہ اس کی ضرورتیں بھی آسمان سے پیدا فرماتے ہیں۔ انسان کو مٹی سے بنایا اس کے وجود کو خوراک چاہیے اس کو اللہ نے مٹی سے پیدا کیا۔ ہماری خوارک آسمان سے نہیں آتی۔ ہمیں پانی چاہیے تو مٹی سے، دوا چاہیے تو مٹی سے، ہمیں جو چیزیں چاہییں وہ مٹی سے ہوتی ہیں۔

لیکن انسان کی روح کو آسمان سے نازل فرمایا تو اس کی ضرورتیں بھی آسمان سے نازل فرماتے ہیں۔ اگر یہ انسان بیمار ہو جائے تو علاج کے لیے دوا چاہیے اللہ تعالیٰ دوا بھی آسمان سے نہیں بلکہ زمین سے پیدا فرماتے ہیں۔ لیکن اگر انسان کی روح بیمار ہو جائے تو اس کے لیے جو دوا چاہیے اللہ اس کو آسمان سے نازل فرماتے ہیں۔ آسمانی دوا اور

رزق کا نام اللہ نے وحی رکھا ہے۔ اگر انسان کا مٹی والا وجود بیمار ہو جائے تو اس کو بھی طبیب چاہیے آسمان والی روح بیمار ہو جائے اس کو بھی طبیب چاہیے۔ مٹی والے جسم کے طبیب کا نام ڈاکٹر اور حکیم ہے آسمانی روح والے طبیب کا نام رسول اور ولی ہے اسی لیے آدمی جسمانی علاج کے لیے آدمی ڈاکٹر یا حکیم کے پاس جاتا ہے اور روحانی امراض کے لیے آدمی ڈاکٹر یا یا حکیم نہیں بلکہ نبی یا نبی کے جانشین عالم کے پاس جاتا ہے۔

جنت چاہیے تو روح کو ترجیح دیں

میں اس تمہید کے بعد یہ بات کہنے لگا ہوں۔ آدمی میں دو چیزیں موجود ہیں:

- ایک اس کی ضرورت روحانی
- اور ایک اس کی ضرورت جسمانی

جو آدمی جسمانی چیزوں پر توجہ زیادہ دیتا ہے اس کو زمین مقدر ملتی ہے اور جو روحانی چیزوں پر توجہ زیادہ دیتا ہے اس کا مقدر اللہ آسمانوں میں جنت میں رکھتا ہے۔ آپ کہیں گے کہ کیا مطلب؟ جو آدمی شریعت کے تقاضوں کو پورا کیے بغیر شہوات کو پورا کرتا ہے خدا اس کو جہنم دیتے ہیں اور جہنم زمین کے نیچے ہے اور اگر کوئی شخص جسمانی ضرورتوں کا بالائے طاق رکھتے ہوئے روحانیت کو ترجیح دیتا ہے۔ پھر اللہ اس کو جنت دیتا ہے اور جنت آسمان کے اوپر ہے۔ اگر آپ نے ترجیح بدن کو دی تو پھر بدن یعنی زمین کی جگہ اسے جہنم ملتی ہے اور اگر آپ نے ترجیح روحانیت کو دی تو پھر آپ کو جنت جو آسمانوں سے بالا ہے ملتی ہے۔

آپ نے پڑھا ہو گا قرآن کریم میں ہے کہ جب اللہ قیامت کے دن اللہ ایسی بکری کو دوبارہ پیدا فرمائیں گے جس کو خدا نے دنیا میں سینگ نہیں دیے ہوں گے پھر

ایسی بکری کو بھی دوبارہ پیدا فرمائیں گے جس کو دنیا میں سینگ دیے تھے اور اس نے بلا سینگ والی بکری کو ٹکر ماری تھی۔ تو اللہ تعالی سینگ والی کے سینگ ختم کر کے بلا سینگ والی کو سینگ عطا فرمائیں گے پھر فرمائیں گے تم اس کو ٹکر مارو جب بدلہ مکمل ہو گا تو اللہ ان کو دوبارہ مٹی بنادیں گے۔ قرآن کہتا ہے اس وقت کفار کہیں گے:

یَالَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرَابًا

سورة النبا، 40

اے کاش آج میں بھی مٹی میں مل جاتا۔

ہماری ذمہ داری

پتہ چلا کہ مٹی والے کام کر کے مٹی میں مل جانا یہ جانوروں کا کام ہے۔ انسان تو بالائی باتیں سوچتا ہے جن کا تعلق آسمانوں کے ساتھ ہے۔ اب ہمارے ذمہ کیا ہے؟ ہم نے کلمہ کیوں پڑھا ہے؟ اگر یہ بات سمجھ آجائے تو اگلی بات پر غور آسان ہے اور اگر سمجھ نہ آئے تو اگلی بات بڑی مشکل ہے۔

ہم نے کلمہ پڑھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا، کیوں پڑھا؟ اس لیے اگر ایک طرف جسمانی تقاضا ہو اور ایک طرف روحانی تقاضا ہو ہم نے ترجیح کس کو دینی ہے؟ اگر جسمانیت کو ترجیح دینی ہے تو کلمہ کی ضرورت ہی نہیں اور اگر ترجیح روحانیت کو دینی ہے تو پھر نبی کے حکم کی ضرورت ہے۔ اب اس اصول کو سامنے رکھتے ہوئے پوری زندگی، پوری دنیا کو سامنے رکھ لیں بچپن سے جوانی، جوانی سے بڑھاپا اور بڑھاپے سے موت اس کو ذہن میں رکھیں تو پھر فیصلہ کرنا انسان کے لیے بہت آسان ہے۔ میں اس کی دو چار مثالیں دیتا ہوں تاکہ مسئلہ سمجھنا آسان ہو جائے۔

مثال نمبر 1:

ہم انسان کے ظاہر کو دیکھ لیتے ہیں ایک معاملہ مرد کا ہے ایک عورت کا۔ مرد کی خواہش ہوتی ہے میں ڈاڑھی کے بال نہ رکھوں عورت کی خواہش ہوتی ہے میں سر کے بال نہ رکھوں۔ اب اس کا تعلق روحانیت سے نہیں بلکہ جسمانیت سے ہے۔ عورت سمجھتی ہے کہ میں نے سر کے بال کٹوائے تو خوبصورت لگوں گی اور مرد سمجھتا ہے میں نے ڈاڑھی کٹوائی تو خوبصورت لگوں گا۔ اب اس کے حیلے بہانے دونوں تلاش کرتے ہیں۔ دلائل کی بات نہیں کر رہا کہ یہ دلائل کیا دیتے ہیں۔

ابھی پرسوں کی بات ہے مجھے اسلام آباد سے ایک نوجوان نے فون کیا۔ کہنے لگا میری ہمشیرہ کہتی ہے کہ میں نے کٹنگ کروانی ہے۔ دلیل میرے پاس پاکستان کی معروف ڈاکٹر فرحت ہاشمی ہے اور آپ کے علم میں ہونا چاہیے یہ ڈاکٹر سرگودھا کی پیداوار ہے۔ یہ فتنہ بھی خدا نے ہمارے کھاتے ڈالا ہے اور اس کے علاج کی توفیق بھی خدا ہمیں عطا فرمائے۔ (آمین) جس شہر میں فرعون پیدا ہوتا ہے خدا اسی شہر میں موسیٰ علیہ السلام کو لاتے ہی۔ جہاں فتنوں کا وجود ہو اللہ فتنوں کے تعاقب کا بندوبست بھی فرما دیتے ہیں۔

اس نے مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا! ناجائز و حرام ہے۔ کہنے لگا وہ دلیل دیتی ہے میں نے کہا دلیل میرے علم میں ہے۔ شام کے ایک ڈاکٹر کی بیٹی نے فون کیا۔ کہنے لگی کیا عورت عورت کے لیے بال کٹوانے کی گنجائش ہے؟ میں نے کہا قطعاً نہیں۔ کہنے لگی فلاں ڈاکٹر کہتے ہیں۔ میں نے کہا بیٹی بات سمجھا کرو، دین کا معاملہ ڈاکٹر کا نہیں ہے تمہارے جسم کی بیماریوں کا معاملہ ڈاکٹر کا ہے۔ اگر تمہارے بالوں میں بیماری آئی تو ڈاکٹر

سے پوچھنا کہ کیسے ٹھیک ہوں گے؟ اگر بال کٹوانے کو دل چاہے تو پھر ہم سے پوچھنا کٹوانے ہیں یا نہیں؟ یہ ہمارا مسئلہ ہے۔

عقل یا اتباع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم؟

وہی دلیل اس نے دی، یہی دلیل اسلام آباد والوں نے دی۔ حق و باطل کی دلیلیں الگ الگ شہروں کی الگ الگ نہیں ہوتیں۔ جو حق کی دلیل سرگودھا میں ہے وہی پوری دنیا میں ہے اور جو باطل کی دلیل سرگودھا میں ہے وہی پوری دنیا میں ہوگی۔ میں نے کہا کہ دلیل کیا ہے؟ کہنے لگا جب عورت عمرہ کے لیے جائے تو بال کٹواتی ہے؟ میں نے کہا بالکل۔ کہنے لگا اگر بال کٹوانا حرام ہوتا تو عمرہ میں کٹوانے کی اجازت کیوں ہوتی؟ میں نے کہا کہ شریعت نام عقل کا نہیں شریعت نام پیغمبر کی ماننے کا ہے۔ نبی نے فرما دیا، شریعت ہے۔ اگر منع کر دیا تو شریعت نہیں:

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

سورۃ الحشر، 7

میں نے کہا اگر حج کو دیکھ لیں تو پھر بندہ یوں بھی تو کہہ سکتا ہے کہ دیکھو بندہ نوے سال کا ہے بوڑھا ہے اس کے لیے تو چاہیے کہ حج کرواتے وقت پاجامہ شلوار پہنے کیونکہ یہ بوڑھا ستر کو نہیں سنبھال سکتا۔ لاکھوں کا مجمع ہے ستر کھلنے کا ڈر ہے۔ لیکن شریعت نے کہا کہ نوے سال کا بوڑھا بھی ہو تب بھی شلوار یا پاجامہ نہیں۔ آپ نے کھلا تہہ بند ہی استعمال کرنا ہے اور اوپر ازار بند باندھ دیں۔

میں نے کہا پتہ چلا اگر بات عقل کی ہوتی تو بوڑھے کے لیے بات پاجامہ کی کرتے۔ نوجوان کے لیے تہہ بند کی۔ شریعت نے کہا بات عقل کی نہیں عشق پیغمبر صلی

اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ میں نے کہا بیٹی، آپ نے حج پر نہیں دیکھا؟ آپ نے طواف کیا ہے، پھر صفا مروہ کے درمیان سعی کی ہے۔ لیکن صفا سے چلنے کے بعد مروہ پر چڑھنے سے پہلے ایک مخصوص جگہ ہے جہاں سبز نشان لگے ہوئے ہیں۔ اسے میلین اخضرین کہتے ہیں۔ ان دونوں جگہوں کے درمیان مردوں کو حکم ہے تھوڑا سا دوڑ کر چلیں لیکن عورت کو حکم نہیں ہے۔

میں نے کہا تم نے غور کیا؟ یہ سنت ابراہیم علیہ السلام کی نہیں سنت اماں ہاجرہ کی ہے تو پھر چاہیے یہ تھا کہ امی ہاجرہ کی سنت ہے عورتیں زندہ کریں، مردوں کے ذمہ کیوں ہے؟ وجہ یہ ہے کہ اماں ہاجرہ جس دور میں دوڑی تھیں تب امی ہاجرہ کو دیکھنے والا کوئی نہیں تھا۔ اماں صفا پر چڑھیں اسماعیل علیہ السلام کے لیے پانی دیکھنے کے لیے، کوئی قافلہ نظر نہیں آیا۔ امی حاجرہ نیچے اتریں۔ جب تک بیٹا نظر آرہا تھا آہستہ آہستہ چلیں جب اتنے نشیب میں چلی گئیں کہ کعبہ اوپر اور یہ نیچے بیٹا نظر نہیں آرہا تو دوڑ کر اس جگہ پہنچتیں جہاں سے بیٹا نظر آتا تھا۔ میں نے کہا کہ اس جگہ دوڑی تو اماں ہاجرہ تھیں ابراہیم علیہ السلام تو نہیں دوڑے۔ تو سنت عورت کو زندہ کرنی چاہیے تھی لیکن عورت کے لیے اس مقام پر دوڑنا جائز نہیں ہے یہ دوڑنے والی سنت مرد زندہ کرتا ہے۔

شریعت نے یہ انداز کیوں اختیار فرمایا؟ کیوں کہ جب اماں دوڑیں تو اکیلی تھیں، پردہ کا مسئلہ ہی نہیں تھا۔ اب قیامت تک وہ کون سا دن آئے گا کہ حج وعمرہ کے لیے اکیلی عورت ہو؟ اب خلوت نہیں جلوت ہی جلوت ہے۔ اب اگر عورت دوڑے گی تو وجود چھلکے گا اور ساتھ والے وجود کو دیکھیں گے۔ حکم آیا کہ سنت تو عورت کی ہے زندہ مرد کریں گے۔ یہ ماں کی سنت ہے جو بیٹا لے کر چلے گا۔ اماں ہاجرہ ماں اور آگے

سب انکی بیٹیاں ہیں لیکن اب یہ سنت بیٹیاں نہیں بیٹے پوری کریں گے۔

عاشقانہ عبادت

میں نے کہا اب عقل بالکل ساتھ چھوڑ جاتی ہے۔ کہنے لگا کیا مطلب ؟ میں نے کہا اگر آپ محض عقل کی بات کرتے ہیں تو حج و عمرہ کا معاملہ عقل سے بالا ہے، یہ تو عاشقانہ عبادت ہے۔ پوری زندگی میں آپ ظہر و عصر کو جمع کریں تو گناہ ہے، مغرب و عشاء کو جمع کریں تو گناہ ہے، سفر میں کریں تب بھی، بارش ہو تب بھی جمع کرنا گناہ ہے۔ بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ او جی فلاں موقع پر آپ علیہ السلام نے ظہر اور عصر کو جمع کیا ہم نے کہا ایک اصول و ضابطہ ذہن میں رکھو قرآن میں ہے:

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا

سورة النساء، 103

اللہ نے نماز کو اپنے اپنے وقت میں مقرر کیا ہے تو ہر نماز کا اپنا وقت ہے۔ جبرائیل امین آسمان سے اترے نماز کا اول وقت بھی بتلایا نماز کا آخر وقت بھی بتلایا۔ جب ظہر کا اپنا وقت ہے عصر کا اپنا وقت ہے تو نبی اس قرآنی آیت کے خلاف عمل کیسے کر سکتا ہے ؟ نبی علیہ السلام نے کبھی نمازوں کو جمع نہیں کیا۔ جن کو تم سمجھتے ہو وہ یوں نہیں ہے کہ ظہر کو عصر اور عصر کو ظہر کے وقت میں پڑھا، ایسے کبھی جمع نہیں کیا۔

اس جمع کرنے کی صورت یہ ہوئی تھی مثلاً آج کے دور میں ظہر کا وقت ساڑھے چار بجے ختم ہوتا ہے اور عصر کا ساڑھے چار بجے شروع ہوتا ہے۔ آپ سفر میں جا رہے ہیں تو چلتے جائیں سفر کو جاری رکھیں جب چار بج کر بیس منٹ ہو جائیں تو گاڑی روک کر دو رکعت پڑھیں۔ ابھی پانچ منٹ ظہر کے باقی ہیں، بیٹھ کر دعا کریں، ذکر اذکار

کریں جو چاہے عمل کریں پھر چار بج کر پینتیس منٹ پر عصر پڑھ لیں۔ اب آپ نے ظہر کو آخر وقت اور عصر کو مقدم کیا ہے۔ دیکھنے والا سمجھے گا کہ آپ نے ظہر اور عصر کو جمع کیا ہے حالانکہ جمع نہیں کیا بلکہ دونوں کا اپنے اپنے وقت میں ادا کیا ہے۔ اس جمع کو شریعت کی اصلاح میں جمع صوری کہتے ہیں۔ لیکن حج میں دیکھو ظہر اور عصر بھی جمع ہے، مغرب وعشاء بھی جمع ہے۔ اب وہ کیوں جمع ہے؟ کیونکہ حج کا معاملہ عاشقانہ ہے عقل کا معاملہ ہے ہی نہیں۔ اس لیے اس کو عقل پر نہ رکھو۔

بال کٹوانے کا حکم

میں نے کہا پہلی بات یہ سمجھو شریعت نے جو اجازت دی ہے اس کی بنیاد پر حج و عمرہ کے علاوہ کوئی عورت بال کٹوائے یہ گناہ اور حرام ہے۔ اس کی کوئی گنجائش نہیں۔

میں نے کہا چلو! اپنی بہن سے کہہ دو کہ اگر تمہارے پاس عمرہ دلیل ہے تو پھر حجام اور بیوٹیشن کے پاس جا کر کٹنگ کی کیا ضرورت ہے؟ میں تمہارا بھائی ہوں میں عمرہ والی کٹنگ تمہاری یہاں کر دیتا ہوں۔ کہنے لگا وہ کیسے؟ میں نے کہا عمرہ کی کٹنگ کسے کہتے ہیں؟ کہنے لگا بال جمع کر کے آخر سے تھوڑے سے کاٹ دو۔ میں نے کہا بہن اس کے لیے تیار ہے؟ کہنے لگا نہیں، میں نے کہا پھر عمرہ والی کٹنگ نہ ہوئی یہ فیشن والی کٹنگ ہے کیونکہ جس عمرہ والی کٹنگ کی اجازت ہے وہ تو خاوند اپنی بیوی کی کٹنگ کر سکتا ہے پارلر جانے کی ضرورت ہی نہیں۔

مجھے شارجہ سے ایک عورت کہنے لگی کہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے کہ ان کے بال نسبتاً چھوٹے تھے، وہ بال کٹواتی تھیں۔ میں نے کہا میں مانتا ہوں کہ چھوٹے تھے لیکن کیوں تھے؟ میں نے کہا اماں کو عمروں کا شوق تھا جب عمرہ کرنے

جاتیں تو ایک پورا بال کٹے دوسرے عمرہ پر دوسرا پورا تیسرے پر تیسرا پورا جب تین پورے بال کٹیں گے تو بال چھوٹے تو ہوں گے۔ لیکن اس کا تعلق حج و عمرہ کے ساتھ ہے مدینہ منورہ کے ساتھ نہیں۔ میں نے کہا بیٹی آپ بھی عمرہ پر جائیں اللہ آپ کو لے جائے۔ دس عمرے کرو اور ایک ایک پورا کاٹ لو میں منع نہیں کرتا لیکن اسے کٹنگ نہیں قصر کہتے ہیں۔

ہم کسے راضی کریں

میں عرض کر رہا تھا اللہ ہمیں سمجھ کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم نے پیغمبر کو دیکھنا ہے کہ شریعت کیا کہتی ہے، یہ نہیں دیکھنا کہ ہمارا مردہ دل کیا کہتا ہے۔ لوگ کہیں گے کہ ڈاڑھی کٹوادے قطعاً ایسا نہیں کرنا۔۔۔ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ستر ہزار فرشتے اللہ نے پیدا فرمائے جو روزانہ یہ تسبیح پڑھتے ہیں:

سبحان اللہ الذی زین الرجال باللحی والنساء بالذوائب

الفردوس بماثور الخطاب، 4 ص 157

فرشتے تسبیحات کرتے ہیں کہ پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو ڈاڑھیوں اور عورتوں کو لمبے بالوں سے زینت بخشی۔ میں نے دلائل نہیں دینے صرف یہ بتلانا ہے کہ ہم نے جسم کو روح کے تابع رکھنا ہے کیونکہ جنت روحانی مقام کا نام ہے، جنت بالائی مقام کا نام ہے، جنت فرشتوں والے مقام کا نام ہے۔ جو بندہ روح کو چھوڑ کر جسم کو ترجیح دیتا ہے وہ جانوروں والی جگہ پر آجاتا ہے اور جو شخص جسمانی خواہشات کو ترک کر کے روح کو ترجیح دیتا ہے وہ نور والی جگہ اور فرشتوں والے مقام جنت پر جاتا ہے اللہ ہمیں جہنم سے بچائے۔ اللہ ہمیں جنت میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ ہم نے جسمانی خواہشات کو روحانی خواہشات کے تابع رکھنا ہے۔ اپنی ضرورتوں کو پیغمبر کے فرمان کے تابع رکھنا ہے کون سی ضرورت کہاں کیسے پوری کرنی ہے اللہ کا نبی بتلائے گا۔ اللہ کا نبی نہ بتلائے ہم کبھی عمل نہیں کر سکتے۔ اس پر میں نے آپ کی خدمت میں دو تین مسئلے عرض کرنے ہیں۔ اس پر خواتین بھی سوچیں اور مرد بھی سوچیں۔ بوڑھے بھی سوچیں اور جوان بھی کہ ہم نے رحمان کو راضی کرنا ہے یا شیطان کو؟ ہم نے راضی کس کو کرنا ہے؟ جس کے پاس جانا ہے یا جس کے پاس مستقل رہنا ہے۔ اسے راضی کرے جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اسے راضی کرے۔

آج کہتے ہیں میرا فلاں تعلق ہے اگر یہ کام کیا تو تعلق والا روٹھ جائے گا میں نے کہا جو تعلق خدا کی ذات سے ہے وہ کسی سے نہیں ہے جو تعلق نبی کی ذات سے ہے وہ کسی سے نہیں ہے کبھی یہ سوچا ہے کہ میں نے پیغمبر کی بات نہ مانی میرا پیغمبر ناراض ہو جائے گا خدا ناراض ہو جائے گا۔ میں نے دو تین مسئلے بیان کرنے ہیں۔

ڈاڑھی اور بالوں کا مسئلہ

پہلا مسئلہ مرد کی ڈاڑھی اور عورتوں کے بالوں کا جس طرح مرد کا مٹھی سے کم ڈاڑھی کٹوانا یا بالکل منڈوانا حرام ہے بالکل اسی طرح عورت کے لیے بال کٹوانا یا منڈوانا حرام ہے۔

لباس کا مسئلہ

ایک لباس مرد کا ہے ایک لباس عورت کا ہے۔ یہ ہمارے جسم کی ضرورتیں ہیں۔ مرد کا لباس اپنا ہے عورت کا لباس اپنا ہے۔ ہر ایک کی ضروتیں اپنی اپنی ہیں۔ آج

مارکیٹوں میں جا کر دیکھو تو مردوں کے لباس عورتوں والے اور عورتوں کے لباس مردوں والے ہیں۔ یہ یورپ نے فیشن دیا ہے۔ مردوں کو دیکھو تو ان کو شلوار ٹخنوں سے اوپر کرتے ہوئے شرم آتی ہے اور عورتوں کو دیکھو تو ان کو ٹخنے ڈھانکنے سے شرم آتی ہے۔ میں خدا کی قسم اٹھا کر کہہ رہا ہوں جس طرح مردوں کے لیے ٹخنے ڈھانپنے حرام ہیں بالکل اسی طرح عورتوں کے لیے ٹخنے ننگے کرنا حرام ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الإِزَارِ فِي النَّارِ

مصنف ابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث 25321

جو حصہ جسم کا ٹخنوں کے نیچے جامہ یا شلوار میں چھپا ہو گا؛ مردوں کا؛ جہنم میں جائے گا۔ اس کا معنی ہر گز یہ نہیں تو جہ رکھنا کہ اللہ اس حصہ کو جہنم میں رکھیں گے اور باقی جنت میں جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پورا وجود جہنم میں جائے گا۔ لیکن جہنم میں جانے کا سبب وہ حصہ بنے گا جو ٹخنوں سے نیچے پاجامہ میں چھپا ہو گا۔ بالکل اسی طرح جس طرح گانا سننا حرام ہے جہنم میں جائے گا۔ نامحرم عورت کو دیکھنا حرام ہے جہنم میں جائے گا۔ آدمی غیبت کرے حرام ہے جہنم میں جائے گا۔ اس کا معنی یہ نہیں کہ اگر کسی نے کان سے گانا سنا تو اللہ تعالیٰ کان کو کاٹ کر جہنم میں بھیج دے گا۔ اگر نا محرم عورت کو دیکھا تو آنکھ نکال کر جہنم میں بھیج دے گا۔ اس کا معنی ہر گز یہ نہیں بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ جہنم میں پورا بدن جائے گا جانے کا سبب کان بنے گا، آنکھ بنے گی، جانے کا سبب چوری کرنے والا ہاتھ بنے گا۔

ہم نے اپنی جسمانی ضرورتوں کو اپنی مرضی نہیں بلکہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام

کی مرضی سے چلانا ہے۔ڈاڑھی ایسے جیسے نبی فرمائے، پردہ ایسے جیسے نبی فرمائے۔ میں لباس کی بات کر رہا تھا۔اللہ کی قسم بندہ کو دیکھ کر شرم آتی ہے۔ میں کہتا ہوں ہمیں نہیں شاید شیطان کو بھی شرم آتی ہو گی آپ مارکیٹ میں جا کر دیکھیں مرد ہوں گے کانوں میں بالیاں ہوں گی سر پر چٹیا ہو گی عورتوں کی طرح گھومیں گے مردوں کا کیا واسطہ عورتوں کے ساتھ؟ عورت علیحدہ وجود ہے مرد کاالگ وجود ہے؟ تو مردوں کو چاہیے کہ اپنے سر پر ٹوپی رکھیں اپنے سر پر پگڑی باندھیں عورت کو چاہیے اپنے سر پر بڑی چادر رکھیں۔

شرعی برقعہ

ہم ٹوپی والے برقعہ پر مجبور نہیں کرتے، ٹوپی والا نہیں کالا پہنیں آپ کی مرضی۔پردہ ضروری ہے خود بھی اس بات کا خیال فرمائیں کہ میں بڑا بے باک ہو کر کہتا ہوں اگر عورت کالے برقعہ میں نکلتی ہے جس کا دل نہ کرے وہ بھی دیکھتا ہے۔ہمارے برقعے فیشن ایبل ہیں ان برقعوں پر لمبے لمبے فیشن کڑھائیاں ہیں۔ عورت کو چاہیے پردہ کرے چادر سادہ ہو برقعہ سادہ ہو۔

ایسا برقع نہ ہو جس سے پتہ چلے کہ اندر نوجوان لڑکی جا رہی ہے۔ برقع ایسا پہنو کہ پتہ چلے کہ کوئی بوڑھی خاتون جا رہی ہے پردہ اسے کہتے ہیں۔اس کا نام پردہ نہیں ہے کہ بسا اوقات برقعہ پہن لیا لیکن برقعہ پر کڑھائی فیشن اتنا ہے خود بندہ کی نظر کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔اللہ ایسے برقعہ سے محفوظ فرمائے۔ عورت بڑی ہو یا چھوٹی پردہ اس کے لیے ضروری ہے۔ ہمارا مزاج ہے کہ جب بچی بلوغت کے قریب ہو پردہ نہیں کرایا جاتا۔روزانہ اخبار میں خبریں لگتی ہیں فلاں سے زیادتی کر دی گئی پھر قتل کر دیا۔پہلے بچی

کو سنبھال لیتے تو کبھی یہ خبریں نہ لگتیں۔ بچی چھوٹی ہو یا بڑی عورت بوڑھی ہو یا جوان سب کے ذمہ پردہ ہے ہمارا عموما ماحول یہ ہے کہ شادی شدہ کا پردہ نہیں کرواتے۔ بچوں والی کا پردہ نہیں کرواتے۔ بھائی سب کا پردہ ہے۔

چہرے کا پردہ فرض ہے

ایک شخص مجھے کہنے لگا جسم کا پردہ تو سمجھ میں آتا چہرے کا پردہ تو نہیں ہے۔ میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگا قران میں ہے:

إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

سورة النور، 31

میں نے کہا تم نے آدھا قرآن پڑھا ہے قرآن کی شرح میں حدیث مبارکہ نہیں پڑھی۔ چہرہ کا پردہ ہے اور صرف اتنا پردہ نہیں کہ عورت اپنا چہرہ چھپائے جس طرح عورت کے لیے اپنا چہرہ چھپانا فرض ہے اسی طرح مرد کا چہرہ نہ دیکھنا بھی فرض ہے۔ بسا اوقات خواتین خود کو تو پردہ میں رکھ لیتی ہیں لیکن دوسروں کو دیکھتی رہتی ہیں۔ ہم نے کئی مقامات پر دیکھا، علماء ہوں گے بیان کریں گے خواتین پردہ میں ہوں گی دیواروں پر چڑھ جائیں گی جھانک جھانک کر علماء کو دیکھیں گی۔ بھائی بالکل حرام ہے۔

میں اس پر ایک روایت نقل کرتا ہوں آپ نے سنا ہو گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ مطہرہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہیں دوسری زوجہ محترمہ غالبا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی گھر میں ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم نبی کے نابینا صحابی ہیں اور روحانی بیٹے ہیں اور اس ماں کا بیٹا ہے جس سے نکاح بھی جائز نہیں ایسا صحابی گھر میں آیا حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ نے فرمایا:

احۡتَجِبَا مِنۡہُ

سنن ابی داود، رقم الحدیث 4114

اس سے پردہ کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو اشکال ہوا۔جب اشکال ہو تو اشکال کو دور کرنا چاہیے۔ایک ہوتا ہے سوال الجھن کو ختم کرنے کے لیے اور ایک ہوتا ہے اعتراض عقیدہ کو خراب کرنے کے لیے۔امہات المؤمنین نے عرض کی: الیسا ھو اعمیٰ؟ یہ تو نابینا ہیں۔اب نبی اکرم کا جواب سنیئے فرمایا: افعمیاوان انتما؟ کیا تم بھی اندھی ہو؟ الستما تبصرانه؟ کیا تم اس کو نہیں دیکھ رہیں؟ پتہ چلا جس طرح عورت کا مرد سے چہرہ چھپانا ضروری ہے اسی طرح عورت کا مرد کے چہرے کو نہ دیکھنا بھی ضروری ہے۔

فرحت ہاشمی کی گمراہی

میں پنڈی اڈیالہ جیل میں تھا میرے ساتھ ایک نوجوان لڑکا تھا مالدار تھا، اپنی فیکٹری تھی لیکن اس کی بیوی فرحت ہاشمی کے پاس پڑھی ہوئی تھی۔ ان عورتوں سے بچو، اپنے عقائد خراب نہ کرو حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ غیر عالم کی کتاب کو پڑھنا حرام ہے اس وقت پڑھو جب اپنے عالم سے پوچھ لو۔ تو کسی ڈاکٹر کی کتاب مت پڑھو اپنے عالم سے پوچھے بغیر۔ لوگ کہتے ہیں مرزائیوں کی کتابیں رافضیوں کی کتابیں میں کہتا ہوں کہ وہ بہت بعد کی بات ہے وہ تو بدبو ہیں، غلاظت ہیں، حرام ہیں، نجاست ہیں۔ میں عام ڈاکٹر کی بات کرتا ہوں عام پروفیسر کی کتاب نہ پڑھو جب تک عالم سے نہ پوچھو۔ ایمان برباد کر بیٹھو گی ایمان کا جنازہ نکل جائے گا۔

حکیم الامت فرماتے ہیں کسی گمراہ کی کتاب عام عالم پڑھے وہ بھی متاثر ہوئے

بغیر نہیں رہتا چہ جائیکہ غیر عالم پڑھے وہ کیسے متاثر نہ ہو گا؟ بعضوں کو شوق ہوتا ہے میں نے تو ویسے ہی پڑھا ہے، تحقیق کے لیے پڑھا ہے۔ بھائی تحقیق وہ کرے گا جو تحقیق کا اہل ہو ہمارے لوگوں کا مزاج ہے کہ میں مرزائیوں سے نفرت کرتی ہوں میں تو سننے گئی تھی کہ وہ کیا کہتی ہے۔ نہ نہ آئندہ مت جانا سننے کے لیے یہ حکیم نورالدین بھیرہ والا یہ بے ایمان اس لیے گیا تھا کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کیا کہتا ہے۔ مرزائی ہو کر واپس آیا۔ صرف واپس نہیں آیا بلکہ مرزے قادیانی کا پہلا خلیفہ بن کر واپس آیا ہے۔ ہم جو کہتے ہیں کہ چناب نگر مت جاؤ کہتے ہیں کہ ہم تو صرف دیکھنے گئے تھے۔ تم دیکھنے جاؤ گے وہ شکوک شبہات ڈال کر تمہیں جہنم کا ایندھن بن دیں گے۔ کیوں اپنا ایمان برباد کرتے ہو؟ خدا کے لیے اپنے ایمان کو بچاؤ۔ مت جاؤ پروفیسر کے بیان میں، مت جاؤ ڈاکٹر کے بیان میں۔

ابھی آپ نے دیکھا رمضان المبارک میں پروفیسر ہے ڈاڑھی بھی پوری نہیں ناظرہ قرآن بھی نہیں پڑھ سکتا لوگ دوڑ رہے ہیں پروفیسر کا درس قرآن قرآن ہے۔ میں کہتا ہوں ناراض مت ہو نا جب ان کے پاس جانا ہی حرام ہے کچھ ہماری کوتاہی ہے ہم اپنے دروس کا اہتمام نہیں کرتے اپنے دروس پر لوگ لے کر نہیں جاتے پھر باطل کو موقع ملتا ہے قرآن کے نام پر دجل پھیلانے کا جھوٹ بولنے کا۔ مجھے وہ نوجوان کہنے لگا میری بیگم کہتی ہے میں کچھ بال کٹوالوں؟ میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگی اس لیے کہ ہماری مسسز نے کہا ہے۔ مجھے ایک شخص کہنے لگا یہ فرحت ہاشمی کون ہے؟ میں نے کہا ملغوبہ ہے باپ دیکھو مودودی ہے خاوند غیر مقلد ہے تو اگلی نسل کون سی پیدا ہو گی؟ پاکستان کو چھوڑ کر آج بیرون ڈیرے لگا لیے۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

میں نے پوچھا کیوں؟ کہنے لگی ہماری مسسز کہتی ہے ویسے تو ناجائز ہے لیکن خاوند کی خاطر بال کٹوانا جائز ہے۔ میں نے کہا اگر خاوند کہہ دے ٹنڈ کروا دو مجھے تم اچھی لگتی ہو پھر ٹنڈ کروا دینا۔ کہتی ہے یہ تو نہیں کرواسکتی میں نے کہا پھر جھوٹ کیوں بولتی ہو؟ خاوند کی خواہش کے لیے! پھر کہو کہ شیطان کی خواہش کے لیے ہے۔ میں نے کہا تم اسے کہہ دو میرا دل نہیں چاہتا کہنے لگا میں نے کہا ہے۔ کہنے لگی بات تو ٹھیک ہے لیکن میں چاہتی ہوں۔ میں نے دیکھو اندر کی بات نکل آئی نا بات تیرے چاہنے کی نہیں بات اپنے چاہنے کی ہے۔

مری کی سیر میں پردہ کیسا!

ایک دن مجھے کہنے لگا بڑی عجیب بات ہے، مجھ پر کچھ کیس تھے عدالت میں فیصلہ ہو گیا۔ کہنے لگا مولانا بڑا تعجب ہے ہماری جج صاحب سے بات طے ہو گئی تھی پیسے طے ہو گئے تھے اور میں حیران ہوا کہ صبح مجھے سزا ہو گئی۔ میں نے کہا یار ناراض نہ ہونا جب طے ہو گیا تھا کہ تمھیں سزا نہ ہو گی تو اگلے دن تم کہاں تھے؟ کہنے لگا اطمینان ہو گیا تھا کہ سزا تو ہونی نہیں جب تھوڑی سی خدا نے ڈھیل دی تو مری پہنچ گیا۔ کیسے گناہوں کے ماحول میں پہنچا!

میں نے پوچھا تیری بیوی تیرے ساتھ تھی؟ کہنے لگا جی ہاں، میں نے کہا وہ پردہ نہیں کرتی؟ کہنے لگا کرتی ہے۔ میں نے کہا مری کی سیر میں کیسے پردہ ہے؟ کہنے لگا برقع پہن کر گئی تھی۔ میں نے کہا بابا برقع میں کیسے پردہ ہو گا۔ جب تیری بیوی نے برقع پہنا ہے اس کو کوئی نہیں دیکھے گا لیکن تیری بیگم تو دیکھے گی نا؟ کہنے لگا وہ تو دیکھ لیتی ہے۔ میں نے کہا مجھے بتا جب تو نامحرم کو دیکھے گا وہ تیرے دل میں اتر جائے گی خدا نے کہا دیکھنا

حرام ہے۔اگر تیری بیوی نا محرم کو دیکھے اور وہ اس کے دل میں اتر جائے اس کا کیا بنے گا؟ خدا نے نبی کی بیویوں کو فرمایا:

وَقَرۡنَ فِي بُيُوتِكُنَّ

سورۃ الاحزاب، 33

کہ اپنے گھروں میں رہا کرو۔ ہاں دینی ضرورتیں دینی تقاضے وہ بالکل ماحول الگ ہے۔گھر میں دینی ماحول نہیں بیان کا موقع نہیں خاتون بیان میں آئے کبھی بن کر نہ آئے۔ کبھی سرخی پاؤڈر لگا کر نہ آؤ کبھی خوشبو لگا کر نہ آؤ۔ بیان میں سادگی کے ساتھ پردے کے ساتھ آؤ خدا ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔

ذاکر نائیک کا دھوکہ

میں نے عرض کیا تھا کہ مردوں کو چاہیے کہ شریعت کے مطابق لباس پہنیں آج ذاکر نائک نے نیا رخ امت کو دیا ہے۔اس سے کسی نے پوچھا شریعت میں مسنون لباس کیا ہے؟ کہنے لگا کسی علاقے کا جو رواج ہے وہی مسنون لباس ہے۔یعنی اگر مرد ہو شلوار ٹخنوں سے نیچے نہ ہو لباس اتنا تنگ نہ ہو جس سے مرد کے جسم کی ساخت معلوم ہوتی ہو وہ کفار وفساق کے مشابہہ نہ ہوں یہ تین شرظطں پائی جاتی ہیں تو لباس مسنون بنتا ہے۔ میں نے کہا ذاکر نائک سے پوچھو جو تو نے لباس پہنا ہے یہ تو تیرے معاشرے کا بھی نہیں۔ تو انڈیا کا رہنے والا ہے تجھے چاہیے تھا تنگ پاجامہ لمبا کرتا پہنتا تیرے سر پر کشتی والی ٹوپی ہوتی کندھے پر رومال ہوتا۔لوگ پوچھتے اتنا بڑا ڈاکٹر ہو کر یہ کون سا لباس ہے؟ تو کہتا میرے علاقے کا رواج ہے۔ ہم سمجھتے تو نے رواج کا خیال کیا ہے ظالم تو نے رواج کا بھی خیال نہیں کیا تو نے مدینے والے کا بھی خیال نہیں کیا کیا یورپ کا خیال ہے؟

یورپ کے خیال کرنے والے کو مسنون لباس نہیں کہتے میں اس لیے کہتا ہوں جب وہاں جاؤ گی اس کو سنو گی تمہارا عقیدہ برباد ہو گا لوگ دین کے نام پر جا کر اپنے دین کو بیچ آتے ہیں۔

حلال حرام کے مسائل علماء سے پوچھیں

تیسرا اور آخری مسئلہ عرض کرتا ہوں۔ کھانا ہماری ضرورت ہے سانس کے بغیر بندہ زندہ نہیں رہتا لیکن یہ دیکھو ہم نے کیا کھانا ہے؟ کیا پینا ہے؟ مشروب کون سا استعمال کرنا ہے؟ صابن کون سا استعمال کرنا ہے؟ گھی کونسا استعمال کرنا ہے؟ یہ ضرورت کی چیزیں ہیں شریعت منع نہیں کرتی۔ لیکن یہ عالم بتلائے گا کہ کون سا حلال ہے کون سا حرام۔ عالم حلال کہے استعمال کرو حرام کہے اس کو قطعاً استعمال نہ کرو۔ ایک بات اچھی طرح سمجھنا یہ اس لیے سمجھاتا ہوں کہ پھر لوگ ہمیں کہتے ہیں ہر بات پر اعتراض کرتا ہے۔

اگر کسی سے کہہ دو کے ڈاکٹر قادیانی ہے اس سے علاج نہ کروانا ہمیں لوگ کہتے ہیں کہ وہی ڈسپرین مسلمان نے دینی ہے وہی قادیانی نے دینی ہے کون سا قادیانی اس کے اندر گھسا ہوا ہے۔ مولوی صاحب کامیاب ڈاکٹر سے اس کا علاج کروانے میں کیا فرق پڑتا ہے؟ یہ کبھی نہیں سوچا کہ اگر تمہارا علاج مسلمان ڈاکٹر نے کیا معاملہ اور ہو گا اور اگر قادیانی نے کیا تو معاملہ بالکل الگ ہو گا تیرے پیسے اس کی جیب میں جائیں گے اس سے وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر حملہ آور ہو گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر حملہ ہو گا دین کے باغی کو دولت ملے گی۔ بتا کتنا بڑا جرم ہو گا؟ قیامت کو خدا کو کیا جواب دے گا؟

میں نے وتر پڑھنے ہیں!

ہم نے سنا ہمیں استاد فرمارہے تھے ایک آدمی بوڑھا تھا بیمار ہو گیا۔ علم زیادہ نہیں رکھتا تھا۔ علاج کروایا مرض بڑھتا گیا۔ بچوں نے کہا بابا جی چناب نگر جا کر قادیانی سے علاج کروالیتے ہیں۔ کہنے لگا قادیانی سے علاج نہیں کرواؤں گا مر جاؤں گا۔ کہا بابا جی حرج کیا ہے؟ یہ بھی ڈاکٹر وہ بھی ڈاکٹر، پیسے بھی کم لیتے ہیں۔ میری ماؤ اور بہنو! بابے کا جواب سنو، پڑھا لکھا نہیں تھا لیکن دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کتنی ہے دین کی غیرت تھی دل میں۔ کہنے لگا رات میں نے وتر کی نماز پڑھی ہے میں نہیں جا سکتا۔ کہنے لگے وتر کا ڈاکٹر سے کیا تعلق؟

اس نے کہا نہیں بیٹا میں نے کل پھر وتر پڑھنے ہیں۔ اولاد کالج کی پڑھی ہے سمجھا رہی ہے کہ علاج کروانے میں کیا حرج ہے؟ قنوت کا وتر سے کیا تعلق؟ بابا کہنے لگا: میں نے رات خدا سے وعدہ کیا تھا ونخلع ونترك من يفجرك اللہ کریم میں تیرے نافرمان کے قریب نہ جاؤں گا۔ بے ایمان میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ڈاکا ڈالتا ہے، میں اس کے پاس چلا گیا کل مجھ سے خدا نے پوچھ لیا، کہ رات عبادت کرتا تھا کہ تیرے نافرمان کے پاس نہیں جاؤں گا اور ظالم تو نبی کے دشمن کے پاس کیوں گیا تھا؟ بتاؤ میں خدا کو کیا جواب دوں گا؟ بیٹا میں مر جاؤں گا لیکن اس قادیانی سے علاج نہیں کرا سکتا مرنا تو ہے ہی۔

حکیم الامت اور مریض الامت

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کتنے بڑے اللہ والے ہیں، انکا جگر مراد آبادی مرید بن گیا۔ بڑا شاعر ہے حضرت کی خانقاہ میں آیا، اور آتے ہی برا کام کیا لیکن

نیت ٹھیک تھی۔ حضرت نے کچھ نہ کہا اس نے آتے ہی چھوٹی چھوٹی ڈاڑھی تھی اس کو مونڈ دیا اور حضرت کی خدمت میں پیش ہو گیا۔ حضرت نے پوچھا جگر یہ چھوٹی ڈاڑھی بھی تم نے منڈا دی ہے۔ اس نے کہا میرے بڑے بڑے عیوب بہت تھے لیکن یہ چھوٹی چھوٹی ڈاڑھی سے پتہ چلتا تھا کہ یہ میری نیکی ہے میں نے اس کو بھی منڈوا دیا تا کہ میرے سارے عیوب آپکے سامنے آجائیں۔ مجھے مریض الامت کہتے ہیں تجھے حکیم الامت کہتے ہیں۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے دست شفقت رکھا، بیعت کیا، اذکار دیے خانقاہ میں رکھا۔ جگر مراد آبادی بدل گیا۔

جگر شاعر تھا بلا کی شراب پیتا تھا شراب کو چھوڑا بیمار ہو گیا۔ ڈاکٹر کے پاس چلا گیا ڈاکٹر نے کہا جگر شراب پیو ورنہ مر جاؤ گے، گردے ساتھ نہیں دیں گے۔ جگر کو اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی آگ لگ گئی تھی، خدا کا عشق کا اندر آ گیا تھا کہنے لگا اگر میں شراب پیوں کتنے سال تک زندہ رہ سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا مزید چھ سات سال تک زندہ رہ سکتے ہو جگر کہنے لگا میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں خدا کو ناراض کر کے میں چھ سال زندہ رہوں اس سے بہتر ہے کہ خدا راضی ہو اور جگر مر جائے۔

قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ

میری بہنو!

آج ہم بھی عہد کریں، ہارٹ اٹیک ہوا مر جائیں گی لیکن مرزائی ڈاکٹر کے پاس نہیں جائیں گی، دماغ پھٹ جائے، پیٹ پھٹ جائے لیکن ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں ان سے پیار کرتے ہیں۔ ختم نبوت کا دشمن خدا کی قسم ایمان کا دشمن ہے ہمارا دشمن ہے ہم ان کے پاس نہ جائیں گی۔ آج علماء کہتے ہیں فلاں چیز قادیانیوں کی بنی

ہوئی ہے بائیکاٹ کرو۔ میں مانتا ہوں آپ کے استعمال نہ کرنے سے فیکٹری بند نہ ہو گی ؛نہ بند ہو؛ کل قیامت میں خدا کو یہ تو کہہ سکتے ہو کہ اے اللہ میں نے حصہ ڈالا تھا اس کفر کو روکنے کے لیے۔ اللہ کی قسم مجھ اور آپ سے یہ سوال نہ ہو گا قادیانی ختم ہو گئے تھے؟ خدا پوچھے گا تم نے کتنا کام کیا تھا؟ ہم اپنے حصہ کے مکلف ہیں فیکٹریاں بند کرنے کے مکلف نہیں ہیں۔ ہم جلانے کے قائل نہیں ہیں مجھ ایک نوجوان کہنے لگا جلا دینی چاہیے؟ میں نے کہا نہیں نہیں بزرگوں نے نہیں فرمایا۔ ہم وہ کریں گے جو ہمارے مشائخ کرتے ہیں، جذبات کنٹرول میں رکھیں اور اپنے مشائخ کی بات مانیں۔

کرنے کے تین کام

میں نے تین باتیں عرض کی ہیں ان کو اپنے ذہن میں بٹھالیں۔ اپنے گھر میں مردوں کی فضا بنائیں کہ ڈاڑھی رکھیں۔ اپنے گھر خواتین کی فضا بنائیں۔ بالوں کا خیال رکھیں اپنے گھر میں لباس کے بارے میں احتیاط رکھیں کہ لباس سنت کے مطابق رکھیں۔ عورتیں پردہ کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ تیسری بات جو میں نے عرض کی ہے اپنے گھر کھانے پکانے میں پورا اخیال کریں کسی مرزائی کا آئل ہمارے گھر میں نہ آئے کسی مرزائی کا گھی ہمارے گھر میں نہ آئے۔ اللہ جنت کا مشروب ہمیں دے گا اس بے ایمان سے جتنی نفرت ہم کر سکتے ہیں اتنی کریں۔ کل قیامت کے دن حضور علیہ السلام سے کہہ دیں گے اللہ کے نبی ہم نے فلاں مشروب آپ کے لیے چھوڑا۔ بتاؤ حضور علیہ السلام کتنے خوش ہوں گے کہ میرے لیے یہ چھوڑ دیا تھا۔ سیاست دان خوش ہوتا ہے اس نے میرے لیے جیل کاٹی ہے اللہ کے نبی خوش ہوں گے کہ اس نے میرے لیے کام کیا ہے۔ لوگوں کی پروانہ نہ کرو کہ لوگ کیا کہیں گے، لوگوں کے کہنے سے کیا ہوتا ہے

ہمارا یہ مزاج ہونا چاہیے:

لوگ سمجھیں مجھے محروم وفا و تمکین
مگر وہ نہ سمجھیں کہ میری نظر کے قابل نہ رہا

اور یہ بھی کہ:

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہیے
مد نظر تو مرضی جاناناں چاہیے

لوگ سمجھیں یہ کیسا ہے؟ اللہ کے نبی فرمائیں یہ میرا ہے ہم کامیاب ہیں۔ اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ ایک واقعہ سنا کر بات ختم کرتا ہوں۔ میں اپنے گھر کی بات کرتا ہوں پورے معاشرہ کی بات کرتا ہوں۔ خاوند دین کا کام کرتا ہے اگر بیوی ساتھ دے۔ بھائی کام کرتا ہے جب بہن ساتھ دیتی ہے۔ باپ کام کرتا ہے جب بیٹی ساتھ دیتی ہے۔

میری ماؤ اور بہنو! ہم گھر کا ماحول بنائیں 27 کے جلسے میں اگر خواتین کا انتظام ہوتا تو تمھیں ضرور دعوت ہوتی۔ اگر دعوت نہیں دل چھوٹا نہ کریں ابھی سے آپ محنت شروع کر دیں آپ کو پورا پورا اجر ملے گا۔ آپ علیہ السلام کو ام حمید سعدیہ نے کہا یا رسول اللہ میرا دل چاہتا ہے میں آپ کے پیچھے نماز پڑھوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے:

قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكِ تُحِبِّينَ الصَّلَاةَ مَعِي وَصَلَاتُكِ فِي بَيْتِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِي حُجْرَتِكِ وَصَلَاتُكِ فِي حُجْرَتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِي دَارِكِ وَصَلَاتُكِ فِي دَارِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ وَصَلَاتُكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ

صَلَاتِكِ فِي مَسْجِدِي

مسند احمد، رقم الحديث 27090

کہ میں جانتا ہوں تیرا دل میرے ساتھ نماز پڑھنے کو چاہتا ہے لیکن تیرا گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

عورت کا گھر میں رہ کر دین کا کام کرنا باہر نکلنے سے افضل ہے۔ آپ کو جمع کیا ہے ترغیب دینے کے لیے۔ آج ہر ایک محنت کرے 27 تاریخ کی محنت چلادو۔ گھروں میں اسٹیکر لگاؤ آواز کو عام کرو۔

گھر کے مردوں کو دین کے لیے نکالو

قادیانی عورت اپنے خاوند کو اجتماع میں بھیجتی ہے مسلمان عورت اپنے خاوند کو کیوں نہیں بھیجتی؟ مدینہ کی فضا کو تازہ کردو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مستورات مردوں کو بھیجا کرتی تھیں۔ میں ایک واقعہ سناتا ہوں کئی مرتبہ آپ نے سنا ہوگا۔ مسیلمہ کذاب ختم نبوت کا اس امت میں سب سے پہلا دشمن تھا۔ جنگ ہوئی صحابہ مقابلے میں اترے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جانباز صحابی رضی اللہ عنہ نوجوان تھا میدان جنگ میں گرفتار ہوگیا۔ آدمی میدان میں جائے تو گرفتاریاں اور شہادتیں اس راستہ کا حصہ ہوتی ہیں۔ حبیب ان کا نام تھا اس کو پیش کیا کہ یہ نوجوان مدینہ سے آیا ہے۔ مسیلمہ کذاب نے کہا مجھے قتل کرنے آئے ہو؟ حبیب فرمانے لگے بالکل میرا بس چلتا میں تجھے قتل کردیتا میں گرفتار ہوا ہوں مجھے کوئی ڈر نہیں۔

ویزہ کے لیے خود کو مرزائی کہنا

مسیلمہ کذاب نے کہا مجھے نبی مان لو، معاف کردوں گا اور آدھی سلطنت دوں

گا۔ دیکھو! ظالم مسیلمہ کذاب نے پیش کش کی ہے۔ آج ہمیں تھوڑی سی پیش کش ہوتی ہے ویزہ دیں گے مرزائی بن جاؤ۔ مجھے بعض لوگ کہتے ہیں میں علماء کی بات نہیں کرتا فتویٰ علماء کرام پیش کریں گے میں کہتا ہوں جو جرمنی کے ویزے کے لیے اوپر اوپر سے قادیانی بنے وہ اندر سے بھی قادیانی ہے۔ اس پر مرزائی ہونے کا فتویٰ لگاؤ یہ مت کہو کہ یہ مسلمان ہے اس کا جنازہ پڑھ دو تھوڑی سی گنجائش نکالو گے تو لوگ ویزوں کے لیے مرزائی ہونا شروع ہو جائیں گے۔

آج لوگ ہمیں سمجھاتے ہیں جی اندر سے مسلمان ہے وہ تو اوپر اوپر سے ویزے کے لیے مرزائی بنا ہے میں نے کہا کل یہ بے ایمان جہنم میں جائے گا اس کے دل میں مرزائیت اتر جائے گی، آج ویزے کے لیے گیا وہاں جا کر مرزائی چھوڑتا نہیں ہے اسے لٹریچر دیتا ہے ذہن سازی کرتا ہے یہ ویزے کے لیے گیا تھا پورا جہنمی بن کر واپس آتا ہے۔ جو ویزے کے لیے مرزائی بنا پورا خاندان اس کا مسلمان ہے یہ پکا مرزائی ہے اس کو مرزائی قبرستان میں دفن کرو اس کا جنازہ مت پڑھو۔ مجھے ساتھی کہتے ہیں کہاں سے دلیل نکالی ہے؟ میں نے کہا ایک بندہ خودکشی کرلے وہ مسلمان ہوتا ہے علماء کہتے ہیں کہ مقتداء اس کا جنازہ نہ پڑھیں۔ حالانکہ وہ تو مسلمان ہے کیوں نہ پڑھیں؟ تاکہ حوصلہ شکنی ہو جائے تو جو جرمنی کے ویزے کے لیے مرزائی ہو جائے کوئی اس کا جنازہ نہ پڑھے تاکہ حوصلہ شکنی ہو۔

ایسی پیشکش کون کرتا ہے!

حضرت حبیب رضی اللہ عنہ گرفتار ہو گئے مسیلمہ کذاب نے پیش کش کی اتنی بڑی پیش کش کون کرتا ہے؟ توجہ رکھنا! مسیلمہ کہنے لگا تم حضور کو نہ چھوڑو میری

نبوت بھی مان لو آدھی سلطنت دے دوں گا۔ حبیب فرمانے لگے تیری سلطنت پر لعنت بھیجتا ہوں۔ ہم نے حضور کا کلمہ پڑھا ہے حضور کی نبوت میں رتی برابر بھی شریک نہیں کر سکتا۔ کہنے لگا مجھے مان لو اپنی بیٹی بھی تجھے دے دوں گا۔ کوئی شہزادی کا رشتہ چھوڑتا ہے؟ آج تو گوری اور بے ایمان کے لیے لوگ کلمہ بدل دیتے ہیں۔ فرمانے لگے لعنت بھیجتا ہوں میں نے حضور کا کلمہ پڑھا ہے نہیں مان سکتا۔ کہنے لگا مار دوں گا۔ فرمانے لگے کہ یہ زندگی کی حسرت ہے ہم حضور کے نام پر کٹ جائیں تُو تو میرا محسن ہو گا کہ نبی کے نام پر کاٹ دے گا۔

کہنے لگا اس کا ہاتھ کاٹو ۔ہاتھ کٹا، کہا مانتے ہو؟ فرمایا نہیں۔ بایاں ہاتھ کاٹا، مانتے ہو؟ کہا نہیں۔ ذرا تصور تو کرو ہاتھ کٹا ہے ہاتھ ! ہم سولہ ایم پی او کے پرچے سے ڈر جاتے ہیں۔ میری مجبوری ہے مجھ پر پرچہ کٹا ہے۔خدا کی قسم ! زندگی جیل میں گزر جائے نبی کی ختم نبوت کے لیے تیرا میرا اعزاز ہے۔ ہمارا خون نکل جائے ختم نبوت کے لیے ہمارا اعزاز ہے۔ کیوں گھبراتے ہو؟ ڈرو مت ! جو فیصلہ قیادت کرے ثابت قدم ہو جاؤ بے غیرتوں کی طرح کام کرو گے پھس پھسی مدد آئی گی۔ غیرت مندوں کی طرح کام کرو خدا کی قسم ! اللہ کی مدد آسمان سے آتی ہے۔ حبیب فرمانے لگے یہ نہیں ہو سکتا۔ دایاں پاؤں کاٹا، بایاں پاؤں کاٹا، زبان کاٹ دی اشارے سے فرمایا نہیں مانتا ۔ایک وقت آیا مسیلمہ نے کہا کہ گردن کاٹ دو۔

یہ بھی ایک ماں ہے!

ادھر ماں انتظار کر رہی ہے مدینہ میں کہ میرا بیٹا آتا ہے یا اس کی خبر آتی ہے۔ ادھر صحابہ مدینہ پہنچے ہر ماں کا بیٹا آیا ام حبیب کا بیٹا نہ آیا۔ پوچھا میرے حبیب کا کیا بنا؟

بتایا تیرے بیٹے کا دایاں ہاتھ کٹا ہے، بایاں ہاتھ کٹا ہے، دایاں پاؤں کٹا ہے، بایاں پاؤں کٹا ہے، زبان کٹی ہے تیرے بیٹے کی گردن کٹی ہے ختم نبوت کے لیے۔ ام حبیب کا میری ماؤ اور بہنو! جملہ اپنے سینے میں محفوظ کرو اور نیت کرو کہ ہم بھی یوں ہی کریں گی۔ ام حبیب کہنے لگیں:

لهذا اليوم ارضعته

میں نے آج کے دن کے لیے اے بیٹے تجھے دودھ پلایا تھا۔ بیٹا میں نے تجھے جوان کیا تھا میں نے جس مقصد کے لیے دودھ پلایا میرا مقصد پورا ہو گیا۔

گھر کی مثال

خدا کی قسم! خدا ماں ایسی دے تو بیٹے جری ہوتے ہیں بہن جری ہو تو بھائی بھی جری ہوتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں باہر کی بات نہیں کرتا میں بہت نالائق ہوں لیکن خدا نے ہمیں ماں دی، مثالی ماں، ہم تین بھائی جیل میں تھے میری ماں کو رشتہ داروں نے کہا کہ ایک کو روک لے۔ کہنے لگی نہیں روک سکتی فاطمہ کے بیٹے کربلا میں کٹے تھے میرے بیٹوں کو جیل میں مرنے دو میں فخر سے کہوں گی میں شہیدوں کی ماں ہوں۔

ہماری ماں نے نہیں روکا آج دل سے ان کے لیے دعائیں نکلتی ہیں۔ میں اپنی ماؤں سے کہتا ہوں دل بڑا کرو اپنی اولاد کو ختم نبوت کے لیے پیش کرو اپنی بہنوں سے کہتا ہوں اپنے بھائیوں کو رخصت کردو سب کو کہہ دو کہ تم یہ کام کرنا ہے۔ دعا کرو اللہ مجھ سے بھی کام لے، تم سے بھی۔ اللہ ہم سب کو ناموس رسالت کے لیے قبول فرمائے اللہ کا احسان ہو گا فضل ہو گا کرم ہو گا۔

اگر اللہ محروم کردے تو رونا چاہیے تو پھر 27 تاریخ کے لیے آواز لگائیں سب

کو پتہ ہے لکڑ منڈی میں ختم نبوت کا دفتر ہے طوفانی صاحب وہاں بیٹھے ہیں ہمارے بزرگ ہیں اللہ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے ہمیں خوشی ہوتی ہے ہمیں بڑوں کا سایہ ملا ہے بڑوں کی شفقتیں ملی ہیں۔

میں اپنی ماؤں اور بہنوں سے کہتا ہوں آج ہی اپنے لڑکوں کو بھیجو دفتر میں اپنا نام لکھوائیں وہاں جا کر پوچھیں کیا چاہیے؟ وہاں سے اسٹیکر لے کر اپنے گھروں میں لگاؤ وہاں سے بینر لو اپنے گھروں میں لگاؤ گلیوں میں لگاؤ اشتہار مرزائیوں کے سامنے لگاؤ ان بے ایمانوں کو پتہ چلے کہ ابھی ختم نبوت کے جاں نثار باقی ہیں، نبی کے نام لیوا زندہ ہیں۔ اللہ ہمیں قبول فرمائے۔ ختم نبوت کے لیے اللہ ہماری جان ہمارا مال قبول فرمائے۔

آمین بحرمة النبی الکریم علیه وآله الصلوة والتسلیم

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین

اولاد کی تربیت

مرکز اصلاح النساء، سرگودھا

خطبہ مسنونہ

الحمد للہ و کفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی خصوصا علی سید الرسل و خاتم الانبیاء اما بعد:

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا
الاحزاب، 21

میں نے پارہ نمبر 21 سورۃ احزاب کی آیت نمبر 21 آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے ایک اہم مسئلہ ارشاد فرمایا۔ اور اس میں ساتھ ساتھ بات سمجھانے کے لیے یہ بات بھی کھول کر بیان کر دی کہ یہ مسئلہ کن کے لیے ہے۔ مسئلہ کیا بیان فرمایا؟

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

میں نے اپنا پیغمبر آپ کے لیے نمونہ اور معیار بنا کر بھیجا ہے۔ یہ مسئلہ بیان فرمایا۔

اسوہ حسنہ سے مراد

اسوۃ حسنۃ یعنی کسوٹی۔ کسوٹی کا مطلب کیا ہے؟ جیسے آپ نے عید کے موقع پر کپڑے سینے کے لیے کسی درزن کو دیے تو ساتھ میں ماپ بھی دیا کہ بالکل اس جیسے سینا۔ اسی طرح معیار اور نمونے کا مطلب یہ ہے اللہ رب العزت نے ہمیں بتایا زندگی تم نے اس طرح گزارنی ہے جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گزاری ہے۔ جس طرح ہم ماپ دیتے ہیں کسی کپڑے کے لیے اسی طرح اللہ رب العزت نے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیے ہیں زندگی سنت طریقے کے مطابق گزارنے کے لیے۔ جس طرح درزی اس نمونے میں جو آپ نے دیا ہے نہ کمی کر سکتا ہے نہ زیادتی، اگر کمی کرے تو غلط اگر زیادتی کرے تو غلط۔ کمی کرنے پر بھی کپڑے سلوانے والا خوش نہیں ہوتا اور اضافہ کرنے پر بھی خوش نہیں ہوتا۔

اللہ نے ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائے اسوہ حسنہ کسوٹی بنا کر۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو دین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عطا فرمایا اس دین میں ہم کمی بھی نہیں کر سکتے اور اس دین میں ہم اضافہ بھی نہیں کر سکتے کمی کریں تو جرم ہے اضافہ کریں تو جرم ہے اور یہ زندگی ہماری وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے باہر آنے سے لے کر قبر کے پیٹ میں جانے تک ہے۔ درمیان کی زندگی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ اور طریقہ کے مطابق گزارنی ہے۔

جب تک ماں کے پیٹ سے بچہ اس دنیا میں نہ آئے اس وقت کی زندگی کو دنیوی زندگی نہیں کہتے اور جب کوئی قبر کے پیٹ میں چلا جائے تو اس زندگی کو دنیا کی زندگی نہیں کہتے۔ دنیا کی زندگی ماں کے پیٹ سے نکلنے کے بعد شروع اور قبر کے پیٹ میں جانے سے ختم ہو جاتی ہے یہ وہ زندگی ہے جو ہم نے اور آپ نے اپنے طریقے کے مطابق گزاری ہے۔ اگر اس مختصر سی زندگی کو نبی کے طریقہ کے مطابق گزار لیا تو نتیجہ یہ نکلے گا موت کے بعد زندگی جو ہمارے اختیار میں نہیں اللہ ہمیں اس میں وہ نعمتیں اور وہ چیزیں عطا فرمائیں گے جو پیارے حبیب کو عطا فرمائیں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ قیامت کا تذکرہ فرمایا تو ایک صحابی نے پوچھا یا رسول من الساعة قیامت

کب آئے گی نبی نے فرمایا ما اعدت للساعۃ؟ تو قیامت کے لیے کیا تیار کیا ہے کہ قیامت کا سوال کرتا ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ما اعدت للساعۃ الا انی احب اللہ و رسولہ میرے پاس قیامت کی تیاری کا اور کوئی سامان موجود نہیں ہے ہاں میں اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا المرء مع من احب

سنن الترمذی، رقم الحدیث 2385

آدمی قیامت کے دن اس کے ساتھ ہو گا جس سے اس نے دنیا میں محبت کی۔

حقیقی محبت

محبت کا مطلب یہ نہیں کہ کلمہ پڑھے۔ نبی سے عشق کے دعوے کرے حضور کی شان میں نعتیں پڑھے۔ محبت کا معنی یہ ہے کہ خوشی ہو یا غم، دکھ ہو یا سکھ، برادری ہو یا خاندان، ہر حال میں اپنے نبی کے طریقے کو مقدم سمجھے اور برادری کے طریقے کو مؤخر سمجھے۔ حضور کی سنت کو ترجیح دے رسم و رواج کو چھوڑ دے تو اس کا معنی یہ ہے کہ اس شخص نے اللہ سے محبت کی ہے اور اس کے رسول سے کی ہے۔ عرب میں ایک شاعر گزرا ہے اس نے اس محبت کے عنوان کو بیان کرنے کے لیے کہا:

تَعْصِي الْإِلَٰهَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهُ
هَذَا مُحَالٌ فِي الْفِعَالِ بَدِيعُ
لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهُ
إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ أَحَبَّ مُطِيعُ

شعب الایمان، ج 2 ص 44

تو اللہ سے محبت کے دعوے بھی کرتا ہے اور اللہ کی نافرمانی بھی کرتا ہے۔ یہ باب محبت کے اندر بالکل ناممکن اور محال ہے۔ کیونکہ اگر تو اللہ کے ساتھ محبت کے

دعوی میں سچا ہوتا تو اللہ رب العزت کی بات بھی مانتا۔ اگر ہم حضور کی محبت میں سچے ہیں اس کا معنی کہ نبی کی بات بھی مانیں گے۔ پیدائش سے لے کر وفات تک یہ زندگی رسول اکرم کے مبارک طریقے کے مطابق ہم نے گزارنی ہے۔

رسوم نہیں، سنت

ہمارے ہاں المیہ یہ ہے کہ کبھی شریعت کا علم نہیں ہوتا اور کبھی شریعت کا علم تو ہوتا ہے لیکن برادری کے رسم و رواج کو توڑنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ یہ دعا کریں کہ اللہ ہمیں علم بھی عطا کرے اللہ برادری کے رسم و رواج کو توڑنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور سنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بچے کی پیدائش پر مسنون چیزیں صرف یہ ہیں کہ بچہ جب پیدا ہو بچے کو صاف کیا جائے بچہ کا بہترین سا نام رکھیں اور تحنیك جسے عربی میں کہتے ہیں اور ہم اپنی زبان میں کہتے ہیں گھٹی۔

گھٹی کسی نیک آدمی سے دلوانی چاہیے ہمارے ہاں جب بچہ کی پیدائش ہو تو گھٹی نیک آدمی سے ڈلوانے کی بجائے کبھی ہم کہتے ہیں اس کی تائی سے گھٹی دلواؤ۔ کبھی کہتے ہیں کہ خالہ سے کبھی کہتے ہیں دادا ابو سے دلواؤ۔ دیکھو گھٹی کا معنی یہ ہے کہ یہ پہلی خوراک ہے جو بچے کے حلق میں اترنے لگی ہے اگر پہلی خوراک کسی صالح اور نیک آدمی کی حلق میں اترے گی تو کل کو یہ بچہ نیک ہو گا اور اگر کسی فاسق و فاجر آدمی کا جھوٹا منہ میں جائے گا تو بچہ برا ہو گا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح کا رزق آدمی کے پیٹ میں جاتا ہے اسی کے مطابق اللہ اعمال کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ اگر رزق حلال کھائیں گے رزق پاکیزہ کھائیں گے اللہ اچھے اعمال کی توفیق عطا فرمائیں گے اور اگر رزق حلال نہیں ہو گا تو آدمی کو

اچھے اعمال کی توفیق نہیں ملتی۔ اگر اچھی خوراک کھائے تو اللہ اس کے اعمال صالحہ کی برکت سے اس کی دعائیں بھی قبول فرماتے ہیں اگر رزق حلال پیٹ میں نہ ہو تو اعمال سیئہ ہوتے ہیں تو آدمی کو اچھے اعمال کی توفیق نہیں ہوتی بلکہ آدمی کے اعمال بہت برے ہوتے ہیں۔

رزق حلال اور دعا کی قبولیت

اس پر ایک واقعہ ہے حجاج بن یوسف کا جو خلیفہ بغداد کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا وہ بہت ظالم انسان تھا اس امت میں کلمہ گو مسلمانوں میں سے شاید ہی کوئی اس سے ظالم انسان گزرا ہو۔ سوا لاکھ مسلمانوں کے خون سے اس نے اپنے ہاتھ رنگین کیے ہیں لیکن جب یہ وہاں کوفہ کا گورنر بن کے گیا تو وہاں صلحاء اور علماء کی ایک ایسی جماعت تھی جو مستجاب الدعوات تھی اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو اللہ سے دعا کریں وہ اللہ قبول کریں۔ جب بھی کوئی ظالم حکمران آتا تو یہ نیک لوگ بد دعا کرتے اللہ اس کی حکومت کو ختم فرما دیتے۔

یہ نیک لوگ تھے ان کی دعائیں قبول ہوتی تھیں۔ تو جب حجاج بن یوسف سے انٹیلی جنس کے لوگوں نے کہا کہ یہاں کچھ لوگ ہیں جو مستجاب الدعوات ہیں ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں جب بھی وہ کسی ظالم حکمران کے خلاف بد دعاء کرتے ہیں وہ قبول ہوتی ہے حجاج بن یوسف نے ظلم کرنے تھے اور ان کی بد دعاؤں سے بھی بچنا تھا، اس مقصد کے لیے اس نے طریقہ یہ اختیار کیا کہ ان صلحاء لوگوں کو اپنے دربار میں دستر خوان پر بلایا اور کھانا کھلایا۔

جب کھانا کھا چکے تو ان سے حجاج بن یوسف نے کہا اب مجھے تمہاری بد دعاؤں

کی کوئی فکر نہیں اس لیے کہ میں نے تمہارے حلق میں حرام غذا اتار دی ہے۔ انسان کے پیٹ میں حرام جائے تو دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔

گھٹی کون دے؟

تو پہلا کام یہ کریں کہ جب گھٹی دینی ہے تو اس وقت اس بات کا خیال کریں نیک آدمی سے گھٹی دلوائیں۔ کھجور ہے شہد ہے جو چیز بھی ہے نیک آدمی سے دلوائیں عموماً آپ نے دیکھا بچہ کو جس نے گھٹی دی ہے بچہ پر اس آدمی کے اثرات و ثمرات نظر آتے ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گھٹی دی ہے اور جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے ہیں تو ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھٹی دی۔ اب بتاؤ جس کو گھٹی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہو اس کے اچھے اعمال کا تو انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔

ایک کام تو یہ کریں بچہ کو گھٹی کسی نیک آدمی سے دلوائیں یہ پھوپھی، چاچی، مامی ان رشتوں کا احترام کریں، ہم یہ نہیں کہتے کہ رشتوں کا احترام نہ کریں لیکن گھٹی کے معاملے میں تقویٰ کا خیال کریں رشتہ داری کا نہیں۔ اگر ایک آدمی رشتہ دار تو نہیں لیکن متقی اور پرہیز گار ہے تو اس سے گھٹی دلوائیں اور رشتہ دار نیک نہ ہوں تو ان سے گھٹی نہ دلوائیں۔

بالوں کے برابر صدقہ دیں

ہمارے ہاں جب بچہ کا نام رکھنے کا وقت آتا ہے نام رکھتے ہیں اور بال بھی مونڈتے ہیں اس وقت بہت سے گناہ پھر شروع کرتے ہیں رسم ورواج کرتے ہیں سنت طریقہ یہ ہے کہ حجامت کریں اور ان بالوں کے برابر چاندی تول کر صدقہ کریں یہ

چاندی اللہ کے راستے میں صدقہ کیوں کروائی ہے اس لیے کہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم صدقہ کیا کرو۔ کیوں؟

الصدقة تطفيء غضب الرب

شعب الایمان، رقم الحدیث 3351

صدقہ اللہ کے غصہ کو یوں ٹھنڈا کر دیتا ہے جیسے پانی آگ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ جیسے پانی سے آگ بجھ جاتی ہے ایسے ہی اللہ کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ تو بچہ کی پیدائش پر اس بچہ کی طرف سے صدقہ ہو جائے تاکہ آئندہ چل کر اللہ کی رحمت کا مستحق بنے اللہ کے غضب کا مستحق نہ بنے۔

بچے کا نام کیسا ہو؟

اس کے بعد اس بچہ کا نام رکھیں۔ نام کیا رکھنا چاہیے؟ نام یوں رکھے اگر بچی ہے تو کسی ولیہ کا نام رکھے، کسی صحابیہ کا نام رکھے، کسی نیک عورت کا نام رکھے۔ اگر بیٹا ہے تو نبی کا نام رکھے، کسی صحابی کا نام رکھے، مجتہد، فقیہ کا نام رکھے، مفسر، محدث، عالم کا نام رکھے۔ اس بات کا خیال رکھے کہ نام اچھا رکھے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

إنكم تدعون يوم القيامة بأسمائكم و أسماء آبائكم فأحسنوا أسماءكم

شعب الایمان، رقم الحدیث 8633

کہ قیامت کے دن تمہیں تمہارے باپوں اور تمہارے ناموں کو ناموں سے پکارا جائے گا اس لیے اپنے بچوں کے نام اچھے رکھا کرو۔ جیسا بچہ کا نام ہوتا ہے اللہ اس شخصیت کے نام کے اثرات کو اس بچہ پر ڈال دیتے ہیں پس اگر کوئی نام اچھا نہ رکھے تو نام

بدل دینا چاہیے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نام تبدیل فرمائے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیٹا پیدا ہوا پوچھا نبی علیہ السلام نے کیا نام رکھا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے حرب رکھا ہے۔ نبی نے فرمایا حرب نہ رکھو حسن رکھو۔ اب حرب کا مطلب جنگ ہے اور حسن کا مطلب اچھا، صلح جو ہے۔ اس نام بدلنے کا نتیجہ کیا ہوا؟ جب حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما یہ دونوں فوجیں مسلمانوں کی آپس میں لڑی ہیں اور جنگ وجدل شروع ہوا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور مخالف مسلمانوں کی فوج کے درمیان صلح کروانے والے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس طرح کے واقعات ہمارے ہاں بھی بہت ملتے ہیں۔

انوکھا نام رکھنے کا شوق

بچے کا نام بہت اچھا رکھیں اس سے بہت فرق پڑتا ہے لوگ نام ایسا رکھتے ہیں جو پہلے کبھی کسی نے نہ رکھا ہو۔ عموماً لوگ کہتے ہیں ایسا نام بتائیں جو پہلے کبھی کسی نے نہ رکھا ہو۔ میں کہتا ہوں اگر ایسا نام رکھو گے جو پہلے کسی کا نام نہیں تو یہ ایسا کام کرے گا جو پہلے کسی نے نہ کیا ہو انوکھے نام کے انوکھے کام ہوں گے۔ پھر تم نے پریشان ہونا ہے ماں بھی پریشان ہے بہن بھی پریشان ہے کہ ہمارا لڑکا دیکھو کیسا کام کرتا ہے جو ہمارے خاندان نے پہلے کسی نے نہیں کیا۔ ہمارے خاندان کو برباد کر دیا ہے۔ تو تم نے اس وقت کیوں نہیں سوچا جس وقت نام رکھ رہے تھے؟ نام ایسا نہیں رکھتے جو خاندان میں اچھا نام ہوتا شریعت میں اچھا نام ہوتا۔ اس کا نقصان کیا نکلا؟ اس نے برے کام شروع کر دیے، اچھے نام رکھتے اللہ ان سے اچھے کام لے لیتے۔ تو نام اچھا رکھنا چاہیے۔

بلاسوچے سمجھے قرآنی الفاظ پر نام رکھنا

ہمارے ہاں ایک اور مرض یہ ہے قرآن کھولیں آنکھیں بند کر کے حرف پر انگلی رکھیں جس حرف پر انگلی آئے وہ ہی نام رکھ دیں۔ اللہ کی بندی یہ تو دیکھو جس حرف اور لفظ پر آپ کی انگلی آئی ہے اس کا معنی کیا ہے؟ کبھی لفظ کا معنی گندا نہیں ہوتا لیکن جس کا وہ نام ہوتا ہے وہ بندہ گندا ہوتا ہے۔ اگر آپ نے قرآن کھولا، آنکھ بند کر کے انگلی رکھی اور نیچے فرعون آگیا تو کیا بچے کا نام فرعون رکھ دو گی؟ بچے کا نام قارون رکھ دو گی؟ بچے کا نام شیطان، ابلیس رکھ دو گی؟ کوئی بھی رکھنے کے لیے تیار نہیں تو ہم نے یہ گندی رسم کیوں اختیار کی؟

حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی مفتی اعظم پاکستان بہت بڑے عالم، فقیہ اور بہت نیک بزرگ تھے۔ حضرت فرمانے لگے ہمارے پاس ایک آدمی آیا پوچھا، بچی کا نام ؟اس نے کہا اسریٰ۔ حضرت نے پوچھا تم نے بچی کا نام اسریٰ کیوں رکھا ہے؟ اس نے کہا ہم نے قرآن کھول کر انگلی رکھی آنکھ کھول کر دیکھا تو اسریٰ پر ہماری انگلی آئی ہم نے یہ نام رکھ لیا۔ مفتی رشید احمد صاحب فرمانے لگے تم یہ بتاو اسریٰ کا معنی کیا ہے؟ اس نے کہا ہمیں تو اسریٰ کا معنی معلوم نہیں۔ تو انہوں نے کہا اس کا مطلب ہے رات کو لے جانا

سُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا

سورۃ الإسراء، 1

اللہ وہ ذات پاک ہے جو اپنے نبی کو رات کو لے گئے تھے معراج پر۔ تو آپ نے اس کا نام رکھا ہے اسریٰ تو جب بچی بڑی ہو گی معنی کا پتہ چلے گا تو یہ سوچے گی ناں میری ماں نے میرا نام یہ کیوں رکھا ہے؟ ایسا نام آپ نے اس کو کیوں دیا جس سے غلط

خیال ذہن میں آنا شروع ہوئے۔

نام کس سے رکھوائیں

ہمارا رواج ہے جب نام رکھ لیتے ہیں تو پوچھتے ہیں اس کا معنی کیا ہے؟ ہم سے پوچھا جب بچی پیدا ہوئی تھی؟ اس کا نام رکھو عائشہ، اس کا نام رکھو خدیجہ، اس کا نام رکھو زینب۔ اب عائشہ خدیجہ زینب کا معنی کیا ہے؟ معنی پوچھیں گے۔ اللہ کے بندیو! ان کے معنی سے مطلب نہیں ہے۔ بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں ان کے معنی کو نہیں دیکھتے بلکہ جس شخصیت کا نام ہے اس شخصیت کو دیکھتے ہیں۔ تو شخصیت کے حساب سے نام رکھیں گے اللہ اس شخصیت والے اعمال و آثار عطا فرمائیں گے۔ اس بات کا خیال رکھیں۔

پھر ہمارے ہاں بہت سی مستورات بھی ہیں اور پھر دوست احباب بھی ہیں وہ ہمیں فون کر کے پوچھتے ہیں کہ مولانا صاحب یہ ہم نے نام رکھا ہے تو اس کا معنی بتائیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں یہ نام کس نے رکھا ہے؟ کہا یہ بچے کی خالہ نے نام رکھا ہے تو میں نے کہا جب نام خالہ نے رکھا ہے تو معنی خالہ سے پوچھیں۔ ماموں نے نام رکھا ہے تو معنی ماموں سے پوچھیں۔ کہتے ہیں نام ماموں نے رکھا ہے معنی آپ بتائیں۔ میں نے کہا عجیب بات ہے بھئی تم نام بھی ہم سے پوچھ لیتے کہ نام کون سا رکھیں تو جس نے نام رکھا ہے معنی اس سے پوچھا کریں یا پھر نام بھی ہم سے پوچھا کریں اور معنی بھی ہم سے پوچھا کریں۔

اس لیے اپنے ماموں اور خالو سے نام نہ رکھوائیں کسی عالم سے رابطہ کر کے ان سے نام پوچھا کریں۔ نیک عالم سے مراد یہ ہے کہ آپ کے پاس مدرسہ موجود ہے مدرسہ میں استانیاں پڑھاتی ہیں، استانیوں سے پوچھیں کہ ہمارے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے،

بیٹا پیدا ہوا ہے کیا نام رکھیں؟ جو نام بتادیں اس کا وہ نام رکھ لیا کریں۔

سب سے پہلے اللہ کا نام یاد کرائیں

بچے کا نام رکھنے کے بعد کوشش کیا کریں کہ جب آغاز کریں تو اللہ کے نام سے آغاز کریں کہ بچہ جب بھی بولے تو اللہ کا نام لے، دو مرتبہ دس مرتبہ اس کے سامنے بار بار اللہ اللہ کہیں۔ اس بچے کی زبان سے اللہ کا نام جاری ہو گا۔ ہمارے ہاں جو بچہ ہوتا ہے جب وہ تھوڑا سا چلنے کے قابل ہوتا ہے، جب وہ بولنے کے قابل ہوتا ہے یا تو اس کو جو مہذب لوگ ہیں وہ امی ابو یاد کرائیں گے اور جو تھوڑے سے غیر مہذب ہیں وہ امی ابو کی بجائے ان کو دوسرے نام یاد کروانا شروع کرتے ہیں۔ ایسے الفاظ ہوتے ہیں کہ مجھے اپنی زبان سے کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔

پہلے ہم اپنے بچوں کو شروع میں اللہ کا نام یاد کروائیں۔ گھر والے یا تو امی ابو یاد کروائیں گے یا امی ابو کو یاد کروانے کی بجائے دائیں جانب اور بائیں جانب کے نام یاد کروائے جاتے ہیں تو کوشش کریں کہ بچے کی زبان سے شروع سے ہی یہ کلمات جاری ہوں۔ یہ کلمات اللہ تعالی کے نام ہیں۔ بیٹے کی زبان سے اللہ تعالیٰ کے نام جاری کروائیں۔ بیٹا اللہ کدھر ہے؟ اللہ کتنے ہیں؟ ہمارے اللہ کون ہیں؟ ہمارے نبی کون ہیں؟ ہمارے مذہب کا نام کیا ہے؟ وغیرہ بچوں کو شروع سے یہ چیزیں یاد کروائیں۔

ماں کا نام تو اس کو یاد ہو ہی جاتا ہے باپ کا نام اس کو یاد ہو ہی جاتا ہے۔ ہم یاد کروائیں تب بھی ہو گا نہ کروائیں تب بھی ہو گا تو اپنے بچوں کو اللہ کا نام یاد کروائیں۔ اور جب بچہ ابھی بچہ ہے تو اس کے لیے گھر میں کھلونے لاتے ہیں کھیلنے کے لیے۔ کھیلنا تو خیر بعد کی بات ہے پہلے ہم اس بچہ کے لیے کپڑے خریدتے ہیں۔ کپڑے خریدنے میں

چند باتوں کا بہت اہتمام فرمائیں۔

بازاری کپڑے نہ خریدیں

اس بات کا خیال کریں کہ بازار سے ریڈی میڈ کپڑے لانے کی بجائے اپنے گھر میں بچوں کو تیار کر کے کپڑے دیا کریں۔ گرمی ہے تو ململ کا کپڑا ہے کاٹن کے کپڑے مل جاتے ہیں۔ سردی ہے تو کپڑے مل جاتے ہیں کوشش کریں کہ خود تیار کر کے بچوں کو کپڑے پہنائیں اس سے ماں کی محبت کا اندازہ ہوتا ہے بہنوں کی محبت کا اندازہ ہوتا ہے اور دوسرے رشتہ داروں کی محبت کا اندازہ ہوتا ہے۔

ریڈی میڈ کپڑے پہنانے کی بجائے اپنی اولاد کو اپنے گھر کے تیار کردہ کپڑے پہنائیں اور یہ تب ہو گا جب آپ کو سلائی آئے گی، یہ تب ہو گا جب آپ کو کڑھائی آئے گی۔اس کے لیے ہم پورا اس کا اہتمام کرتے ہیں ابھی ہم نے دو سالہ فاضلہ کورس شروع کیا ہے تو بچیوں نے پڑھنا شروع کیا ہے فی الحال ہم نے ان کو سلائی شروع نہیں کرائی۔ لیکن ان شاء اللہ ہمارے مدرسے کے نصاب کا حصہ ہے کہ ہم مستقبل میں آگے جا کر ششماہی امتحان کے بعد یا سالانہ امتحان کے بعد شعبان رمضان میں دو مہینے چھٹیاں ہوں گی ہم اس میں ان شاء اللہ بچیوں کو ضرور سلائی سکھائیں گے۔

کچھ مشین ہمارے پاس ہیں اور دس پندرہ مشین ان شاء اللہ اکتوبر کے مہینے میں نئی آجائیں گی۔ وہ آبھی گئیں تو آپ کو ملیں گی نہیں، ملیں گی تب جب آپ کا دو سالہ فاضلہ کورس مکمل ہو گا۔ مطلب یہ ہے کہ سلائی اور کڑھائی خود کریں اپنے گھر میں اگر عورت کو صحیح کڑھائی آتی ہو تو خاوند کی مالی حالت ٹھیک نہ ہو تو خاوند بیمار ہو گھر میں غربت ہو گھر میں دو چار کپڑے ایک آدھ جوڑا روزانہ سی کر اپنے گھر کا اچھی طرح گزارا

کر سکتی ہیں۔ اور پردہ کے ساتھ عزت کے ساتھ چلیں۔ اگر یہ بھی نہ کر سکیں شرم آتی ہو تو کم از کم اپنے شوہر کو اپنے ہاتھ سے تیار کر کے دے سکتی ہو اپنی اولاد کو تیار کر کے خود دے سکتی ہو۔

کم خرچ بالا نشیں

اب پتہ ہے کہ عید کے موقع پر ایک لباس وہ ہے جو درزی تیار کرتا ہے ایک لباس وہ ہے جو بیوی نے خود تیار کیا۔ اب اگر بیوی تیار کر کے شوہر کو کہتی ہے کہ یہ سوٹ میں نے آپ کے لیے بنایا ہے تو شوہر کے دل میں بیوی کی کتنی محبت ہو گی، بیوی کی قدر ہو گی، عظمت ہو گی کہ میری بیوی کتنی اچھی ہے۔ رمضان کے روزے میں میری خاطر کتنی محنت کی ہے اس سے شوہر کا دل بیوی کی طرف مائل ہوتا ہے محبتیں بڑھتی ہیں اور پیسے بچتے ہیں۔ آج کل تو درزیوں کی 6 سو، 8 سو، 15، 15 سو روپے تک سلائیاں شروع ہو گئی ہیں۔ اس قدر اخراجات اگر عورتیں چاہیں تو گھر میں بچا سکتی ہیں عید کے موقع پر، شادی کے موقع پر، سردی اور گرمی کے کپڑے خود سی لیں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ جو بچہ آپ کے گھر میں ہے اس کو ریڈی میڈ سوٹ کی بجائے گھر کے کپڑے پہنایا کریں، کیوں؟

بازاری کپڑوں کی نحوست

ریڈی میڈ کا اگر کوئی بھی قصور نہ ہو تو بازار کے ماحول سے کپڑا گذر کے آتا ہے اور بازار کی ہواؤں کے ثمرات کو لے کر آتا ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ ہمارے مسلک دیوبند کے بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے اور میں آپ کو بار بار سمجھاتا رہتا ہوں کہ اپنے علماء دیوبند کے نام یاد رکھا کریں۔ ہم سنی ہیں ہم حنفی ہیں ہم دیوبندی

ہیں۔ آپ کے ذہن میں ہونا چاہئے کہ کوئی بندہ پوچھے تم کون ہو؟ تم کہو ہم سنی حنفی دیوبندی ہیں۔ اپنا نام بتانے میں کبھی جھجک محسوس نہ کیا کرو پھر اپنے اکابر علماء دیوبند کے نام یاد رکھا کرو کہ ہمارے دیوبند کا مدرسہ فلاں نے بنایا تھا۔ ہمارے سب سے بڑے پیر فلاں تھے۔ مولانا قاسم نانوتوی نے مدرسہ دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی ہے۔ مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ہمارے سب سے بڑے پیر ہیں۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی ہمارے بزرگ ہیں۔ یہ نام ذہن میں رکھا کرو۔

مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ علیہ تشریف فرما تھے ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے ان کو رومال پیش کیا حج سے واپس آنے کے بعد۔ حضرت نے اس رومال کو چوما اور اس کو اپنے سر پر رکھا اور اس کے ہدیہ کو قبول کیا کسی بندے نے کہا کہ حضرت آپ نے رومال کا اتنا احترام کیوں کیا؟ فرمایا مدینے سے آیا ہے۔ اس بندے نے کہا حضرت آپ کو پتا ہے مدینے میں بکا ہے اور آپ کے پاس آگیا ہے۔

حضرت فرمانے لگے مجھے پتا ہے کہ یہ چائنا کا بنا ہوا ہے مدینے میں بکا ہے۔ مدینہ منورہ پیغمبر کے شہر کی ہوا تو لگی ہے ناں۔ میں نے اس ہوا کی وجہ سے اس کو چوم لیا ہے اور میں نے اس کو اپنے ماتھے پر رکھ لیا ہے۔ یہ ہمارے اکابر کا مزاج ہے۔ اچھی ہوا لگ کے آئے تو اچھے اثرات ہیں اور جو بازار کی گرد لگی ہے تو وہ بازاری ثمرات لائے گی تو کوشش کریں کہ اپنی اولاد کو ایسے لباس نہ پہنائیں۔

تصویر والے لباس کا وبال

اگر کوئی ریڈی میڈ کپڑا آجائے کسی نے ہدیہ دے دیا ہے اور گفٹ دے دیا ہے باہر سے آگیا ہے میں یہ نہیں کہتا آپ اس کو پھینک دیں۔ یہ دیکھیں اس کے اوپر کوئی

تصویر تو نہیں؟اگر کوئی جاندار کی تصویر ہے تو اس تصویر کو اتار دیں۔ کتے بلی جاندار کی تصویر ہے ہٹائیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيرُ

صحیح البخاری، رقم الحدیث 5949

جس گھر میں کتا یا جاندار کی تصویر ہو رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ اگر وہاں پر کسی بندے کی موت آگئی ایک مرتبہ سیدھا اس کو جہنم کا غوطہ ضرور لگے گا چاہے وہ جتنا نیک کیوں نہ ہو رحمت کا فرشتہ آئے گا تو جنت کی طرف جائے گا۔ اگر رحمت کا فرشتہ نہیں تو دوسری طرف اس کو لے کر جائے گا پھر اپنے اعمال کی وجہ بے شک اس کی مغفرت ہو اور جنت میں چلا جائے۔

بچپن سے تربیت کریں

ہمارے ہاں کیا رواج ہے کہ بچہ ہے، بچہ ہے، ارے بابا بچے کو بات سمجھائیں گے تو بڑا ہو کر بات سمجھے گا۔ اگر بچے کو یہ باتیں نہیں سمجھائی گئیں تو بڑے ہو کر بچے کو سمجھ کیسے آئے گی؟ بچپن سے آپ نے اس کو گناہ کا عادی کر دیا تصویریں دکھا کر اس کا مزاج بنا دیا تو بچے آگے چل کر یہی کام کرے گا۔ بچہ تھوڑا سا سیکھنے کے قابل ہو تو اس کو اور باتوں میں لگا دیں اگر نہ سکھایا تو مستقبل میں نقصان ہو گا ایمان برباد ہو گا۔

اس کے دل میں جو تصویر کی حرمت ہے وہ ختم ہو جائے گی اس کے دل میں جو تصویر کی لعنت ہے وہ ختم ہو جائے گی اس کے دل میں تصویر کے بارے میں وہ سبق ہونا چاہیے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ ورنہ اس کا ذہن بدل جائے گا تصویروں سے محبت کرے گا اور اس کا جرم اور گناہ والدین کے کھاتے میں ہو گا۔ بچہ تو

معصوم ہے اس کو پتہ نہیں کسی رسم ورواج کا۔

کھلونے کیسے ہوں؟

ان کو ایسے کھلونے لا کے دو جن کے اوپر تصویر نہیں ہے بغیر تصویر کے ٹینک دے دو اس بچہ کو تانگہ دے دو، کار دے دو، یہ چیزیں اس کو دو۔ اس کا بہت زیادہ ہمیں خیال کرنا چاہیے اور ایسا کھلونا بچہ کو نہ دے جس میں ساز آئے اس کی وجہ یہ ہے اگر بچہ کو بچپن سے ساز سنایا اس کے کانوں کی عادت بن جاتی ہے۔ ساز سننا، گانا سننا تو نتیجہ کیا نکلے گا؟ جب بڑا ہو گا اس کو چسکا پڑ جائے گا اس چسکے کا نتیجہ یہ ہو گا کہ بعد میں گناہوں کا عادی بنے گا۔ ابھی آپ کو بات سمجھ نہیں آ رہی سمجھ تب آئے گی جب آپ نے اس کو گانے اور ساز کا عادی بنایا بڑا ہو کر گانے کی وجہ سے بے حیائی کا عادی بنے گا۔

اور جب یہ اپنے علاقے، اپنے محلے میں کوئی گند کرے گا کسی لڑکی سے تعلق قائم کرے گا اور والدین کی بدنامی کا ذریعہ بنے گا تو اسی ماں نے رونا ہے اسی باپ نے رونا ہے ہماری عزت خاک میں مل گئی۔ یہ جو عزت خاک میں ملی ہے آج نہیں سولہ سال کی محنت کا نتیجہ ہے۔ پہلے دن سے آپ نے عادت ڈالی تھی عزت خاک میں مل گئی۔ تو بچہ کو ریڈی میڈ کپڑے نہ پہنائیں۔ اگر ریڈی میڈ کپڑے ہوں تو ان کے اوپر تصویر نہیں ہونی چاہیے۔ بچہ کو کھلونا دیں تو تصویر نہ ہو۔ تصویر والے کھلونوں سے گھر کو مکمل طور پر پاک رکھیں۔

اگر نماز پڑھنے لگیں تو بچہ کو ساتھ بٹھائیں۔ تلاوت کرنے لگیں تو ساتھ بٹھائیں ایک وقت آئے گا کہ قرآن کریم اور تلاوت، دعا سے بچہ مانوس ہو گا۔ اس دعا سے بچہ کا مزاج بن جائے گا۔ اور کل کو یہ بچہ بڑا ہو کر خود بخود دین پر چلتا رہے گا اور اس کو

دنیاداری کبھی متاثر نہیں کرے گی۔

پہلے مدرسہ پھر سکول

جب بچہ مزید چلنے پھرنے کے قابل ہو تو اس کو سب سے پہلے دین پڑھاؤ۔ ہم سکول کی مخالفت نہیں کرتے سکول کی ضرورت ہے۔ لیکن سکول بعد میں پڑھاؤ۔ اب دیکھو اس نے سکول جا کر کیا سیکھنا ہے؟ "ا، ب، پ، ت" تو اس کو مدرسے بھیج دو یہاں سے "ا، ب، ت، ث" پڑھے گا وہ پٹی پڑھنے کی بجائے یہ پٹی پڑھ لے گا۔ پھر بچہ وہاں جائے گا تو ماحول اور ہو گا۔

ہمارے ہاں کہتے ہیں پہلے بچہ کو پانچ جماعتیں پڑھالیں پھر اس کو مدرسہ داخل کرادیں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ پہلے بچہ کو قرآن کا حافظ بنالو پھر پانچ پڑھالو۔ اب تو حکومت نے ہمارے لیے بہت مسئلہ حل کر دیا ہے کہ میٹرک تک کوئی امتحان ہی نہیں ہے جب چاہو میٹرک کا امتحان دے کر پاس ہو جاؤ۔ یہ جو پانچ سال تم نے پرائمری پر لگانے ہیں تین سال پھر مڈل پر لگانے ہیں پھر دو سال میٹرک میں۔ یہ جو دس سال لگانے ہیں اس کی جگہ اگر بچہ یا بچی کو مدرسہ میں داخل کراؤ یہ وہاں ناظرہ پڑھے پھر قرآن کریم حفظ کرے اس کے بعد یہ تین سال میں میٹرک کرے گا تو دیکھو یہ جو اس نے دس سال میں کرنا تھا بغیر حفظ کے، یہ بچہ اگر مدرسہ میں بیٹھ جائے گا تو پانچ سال میں حفظ کر کے میٹرک تک پہنچ جائے گا۔

تو کتنا آسان ہے! تھوڑی عمر میں میٹرک بھی کرے گا تھوڑی عمر میں حفظ بھی کرے گا اور اس کا حافظہ کھل جائے گا۔ اور اللہ کی شان یہ ہے کہ جو بچہ مدرسہ میں داخل ہے اس کے اخراجات بھی نہیں ہیں۔ نہ مدرسوں کی فیسیں ہیں نہ مدرسوں کے یونیفارم

ہیں۔ سب بچت ہے اس لیے میں اپنی طرف سے تمام ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو مشورہ دیتا ہوں اپنی اولاد کو خواہ بیٹی ہو یا بیٹا، پہلے دین پڑھاؤ اور بعد میں اس کو سکول پڑھاؤ۔ اگر سکول میں چلی گئیں بچیاں تو ان کو اہتمام کروائیں کہ صبح شام مدرسہ میں آئیں۔ قرآن پاک پڑھیں اور مسائل سیکھیں اور جب چھٹیاں ہوں تو چھٹیوں کے اندر چالیس دن کا کورس مدرسہ میں ضرور کریں۔ اللہ سب کو توفیق عطا فرمائے۔

اس بات کی ہم عادت ڈالیں کہ پیدائش سے لے کر موت تک سنت کے مطابق زندگی گزارنی ہے۔ بچہ کی دینی تربیت کریں، بچہ کا نام اچھا رکھیں، کبھی بھی وہ بچہ اپنے والدین کا باغی نہیں بنے گا۔ اور جب بچہ کے ساتھ ایسا نہیں کریں گے تو بچہ اپنے والدین کا باغی بنے گا۔ اس پر لوگ پریشان ہوتے ہیں کہ ہمارا بیٹا ہمارا خیال نہیں کرتا، ہمارا بیٹا ہماری خدمت نہیں کرتا۔ اب اتنی مائیں ہمارے پاس آتی ہیں میرا بیٹا میرا خیال نہیں کرتا۔ میرا بیٹا جوتی مارتا ہے۔ میرا بیٹا بیوی کی خاطر مجھے گھر سے نکالتا ہے۔ جب تم نے حالات ایسے پیدا کیے تو اب ان کا نتیجہ یہی ہونا تھا۔

بری تربیت کا برا نتیجہ

میں اس پر ایک واقعہ عرض کرتا ہوں۔ پہلے حق اولاد کا والدین پر ہے اور پھر والدین کا حق اپنی اولاد پر ہے۔ والدین اپنی اولاد کا حق مانتے ہیں لیکن دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ؛ ان کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہیں حضور کے دوسرے نمبر کے خلیفہ ہیں، آپ کے چار خلیفہ تھے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جانشین بنے ہیں۔ پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، دوسرے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، تیسر

ے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، چوتھے حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ۔ جس کو ہم کہتے ہیں خلافتِ راشدہ اس کا معنی یہ چار ہیں، خلفاء ہیں، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق ہیں۔ ان میں دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب ہیں ان کا واقعہ ہے کہ جب امیر المومنین تھے اور خلیفہ وقت تھے، امیر المومنین کیوں کہتے ہیں؟

اصل میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہتے ہیں خلیفۃ رسول اللہ۔ یہ حضور کے خلیفہ ہیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے۔ اب مسئلہ بنا ان کو کیا کہیں: خلیفۃ خلیفۃ الرسول، حضور کے خلیفہ کے خلیفہ۔ پھر ان کے بعد جو آئے گا ان کو خلیفہ کے خلیفہ کے خلیفہ، امت کو یہ تکلیف نہ کرنا پڑے۔ پھر یہ طے ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین کہا جائے اس سے ہماری تاریخ میں پہلا وہ شخص جس کو امیر المومنین کا لقب ملا ہے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ امت کا پہلا شخص جس کو قاضی القضاۃ چیف جسٹس کا خطاب ملا ہے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ ہیں، ہمارے بہت بڑے امام ہیں۔ اس امت کا پہلا شخص جس کو امام اعظم کا لقب ملا ہے ہو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ہیں۔ اس امت کا پہلا شخص جس کو شیخ الحدیث کا لقب ملا ہے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا ہیں۔ حضرت عمر پہلے وہ شخص ہیں جن کو امیر المومنین کا لقب ملا ہے۔

حضرت عمر کے پاس ایک باباجی آئے تو جوان بیٹا ان کے پاس تھا۔ انہوں نے کہا جی! بیٹا میری بات نہیں مانتا میری خدمت نہیں کرتا میرا خیال نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس جوان سے پوچھا تیرا ابو ٹھیک کہتا ہے؟ اس نے کہا جی ٹھیک کہتے

ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا : دُرہ لاؤ۔ اس کو سزا دینے کے لیے مارنے لگے؛ حضرت عمر کے پاس ہاتھ میں ایک کوڑا ہوتا تھا جس سے وہ سزا دیتے تھے؛ تو نوجوان بیٹا کہنے لگا: حضرت آپ پہلے میری بات سنیں اور اس کے بعد مجھے سزا دیں تو مجھے اعتراض نہیں۔ فرمایا تو کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا جی میرے ابو نے بالکل ٹھیک کہا، نہ میں ان کی خدمت کرتا ہوں نہ میں ان کی بات مانتا ہوں اور نہ میں ان کے کسی کام آتا ہوں۔ لیکن میرا سوال ہے وہ یہ کہ ابو کا میرے اوپر حق ضرور ہے لیکن پہلے میرا حق میرے باپ کے اوپر ہے۔ میرے باپ سے پوچھو میرا حق ادا کیا ہے؟

Love نہیں Arrange Marriage

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو کیا کہنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا جی میرا پہلا حق یہ تھا کہ ابا جی نیک عورت سے شادی کرتے تاکہ میری ماں نیک ہوتی۔ میرے باپ سے پوچھو اس نے نکاح کہاں کیا ہے؟ میں آج کی زبان میں یہ بات بڑی بے تکلفی سے اور کھل کر سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ ہمارے ہاں جو Love Marriage کی لعنت آج کے دور میں چلی ہے اس میں کوئی نہیں دیکھتا کہ لڑکی نیک، اچھی ہے۔ لڑکا اچھا یا نیک ہے۔ ان کا تعلق بن گیا۔ پورا زور لگائیں گے اس لعنت کے اندر ڈوبنے کے لیے۔ اس لیے Love کے بجائے Arrange Marriage رکھیں۔ ماں باپ کا انتخاب بہتر سمجھیں۔ بیٹا اپنے لیے اتنی اچھی بیوی منتخب نہیں کر سکتا جو ماں باپ اپنے بیٹے کے لیے منتخب کر سکتے ہیں۔ بالکل اسی طرح کوئی لڑکی اپنے لیے اچھا شوہر منتخب نہیں کر سکتی جس طرح ماں اور باپ اپنی بیٹی کے لیے اچھا خاوند ڈھونڈھ سکتے ہیں۔ لڑکے لڑکی کے صرف اپنے جذبات ہوتے ہیں، ماں باپ کے جذبات نہیں ہوتے ان کی نظر

میں۔اللہ سمجھ عطافرمائیں۔

خیر اس لڑکے نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہاان سے پوچھیں؛انہوں نے میرے لیے اچھی ماں کاانتخاب کیاہے؟ نمبر 2میرا حق بنتا تھا جب میں پیدا ہوا میرا باپ میرا نام اچھا رکھتا تاکہ اچھے نام کا میرے اوپر اثر پڑتا۔میرے باپ نے میرا نام 'جُعل' رکھاہے۔'جُعل' کا معنی ہے گندی نالی کا کیڑا۔نام یہ رکھاہے تو میں اچھے کام کیسے کروں گا؟نمبر 3میرا حق یہ تھاکہ میرا باپ مجھے دین کی تعلیم،تربیت،دین کا علم دیتاتاکہ میں دین کے مطابق چلتا۔میرے باپ نے تو مجھے ایک دن بھی دین نہیں پڑھایا۔نہ ماں اچھی لایاہے،نہ نام اچھادیاہے،نہ تعلیم اچھی دی ہے، اب میرا باپ کہتاہے میرے حقوق ادا کیوں نہیں کرتا؟حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ہاں بابا، بات ٹھیک ہے یا غلط ؟اس نے کہااس کی تینوں باتیں ٹھیک ہیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایااس بیٹے کو لے یہاں سے کر چلے جاؤ۔پہلے اولاد کے حقوق ادا کرواور پھر اولاد سے حقوق کے مطالبے کرو۔

میں یہ بچپن کے حوالے سے کہہ رہاتھا۔اور زندگی تو بڑی ہے ان شاءاللہ آئندہ بیانات چلتے رہیں گے ، میں عرض کرتا رہوں گا۔ہاں اس حوالے سے وہ پہلا بیان سمجھیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طریقے زندگی گزارنے کے دیے ہیں، اگر ہم ماں کے پیٹ سے لے کر قبر کے پیٹ تک سنت کے مطابق زندگی گزاریں گے اللہ کی قسم دنیا بھی ٹھیک ہو گی قبر بھی ٹھیک ہو گی،اور آخرت بھی ٹھیک ہو گی۔تو پہلے اس کااہتمام کریں کہ بچہ کی دینی تربیت کا خیال کریں۔گھٹی اس کو نیک آدمی سے دلوائیں۔نام اس کااچھا رکھیں۔

اس کے کان میں اذان دلوائیں۔ دائیں کان میں اذان ہوتی ہے اور بائیں کان میں اقامت ہوتی ہے۔ دائیں کان میں اذان دیں اور بائیں میں اقامت۔ یہ ضروری نہیں کہ اذان اور اقامت کے لیے باہر سے کوئی مولوی لے کر آئیں۔ مولانا صاحب مل جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ ابا خود اذان دے دے اس کے کان میں، اس کا بھائی اذان دے دے، کوئی رشتہ دار اذان دے دے، کوئی بھی دے سکتا ہے۔ ہاں کسی نیک آدمی سے اذان دلوائیں تو اس کا فائدہ ہوگا۔ نیک سے دلوائیں۔ دائیں کان میں اذان دلوادیں اور بائیں کان میں اقامت۔ پھر اس کا نام رکھیں۔ تو ایسا نام رکھیں جو نبی کا صحابی یا ولی کا ہو یا اگر ایسا نہ ہو تو کم از کم اس کا معنیٰ اچھا ہو۔ کسی عالم سے کسی سمجھدار سے پوچھ کر اس کا نام رکھیں اس کے بال اتروائیں اس کے برابر چاندی لے کر صدقہ کردیں اس بچہ کی تربیت کا خیال کریں۔

عقیقہ کا مسئلہ

ساتویں دن اس کا نام بھی رکھیں۔ ساتویں دن اگر ہو سکے تو اس بچہ کا ختنہ بھی کرادیں اگر ہو سکے تو اس بچہ کا عقیقہ بھی کروادیں۔ اگر بیٹا ہے تو اس پر دو بکریاں دیں اگر بیٹی ہے تو ایک دیں۔ یہ بکریاں اور بکرے کیوں دیتے ہیں؟ جیسے کہتے ہیں کہ سر کا صدقہ ہے، کہ جان کے بدلے جان دیں گے تو اللہ اس کی جان کو محفوظ کر دیں گے۔ اور مرد کو اللہ نے بنسبت عورت کے فضیلت دی، اس لیے مرد کی طرف سے دو بکرے ہوتے ہیں اور عورت کی طرف سے ایک بکری ہوتی ہے، عورت بنسبت مرد کے کمزور ہے۔ اللہ نے پیدائش کے موقع پر مرد کی طرف سے عقیقہ میں دو بکرے ذبحہ کروا کے آئندہ کے لیے درس دیا ہے کہ عورت کی حیثیت وہ نہیں جو مرد کی ہے۔

مرد کی حیثیت دوہری ہے

مرد کی دوہری حیثیت ہے بنسبت عورت کے۔ عدالت میں کیس ہو اور مدعی گواہ پیش کریں مرد ہوں تو فیصلہ ہو جائے گا یا دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں۔ دو عورتیں ایک مرد کی جگہ پر ہوتی ہیں۔ وراثت کا مسئلہ ہو تو بھی نسبت ایسی ہے عورت کو ایک گنا ملے گا مرد کو دوگنا ملے گا۔ اللہ نے پیدائش سے لے کر وفات تک بتایا ہے۔ جب پیدا ہوا عقیقہ میں دو بکرے یہ بتانے کے لیے مرد کی طرف سے دوگنا فرض ہے اور جب وفات کے بعد وراثت کا مسئلہ ہو تو مرد کا حصہ بھی دوگنا ملے گا۔

اس تحقیق پر دو چار باتیں ہونی چاہییں۔ عقیقہ میں آپ بکری بھی دے سکتے ہیں، بکرا بھی دے سکتے ہیں۔ ایک سال تک، اور ایسا دنبہ جو دیکھنے میں ایک سال کا لگے اور چھ ماہ کا ہو دے سکتے ہیں۔ اور گائے ہو جیسے عید کا دن ہوتا ہے، گائے کے اندر چھ حصے موجود ہیں تو ساتواں حصہ لڑکی کی طرف سے حصہ رکھنا چاہیں تو رکھ سکتے ہیں۔ آج بہت سارے لوگ پوچھتے ہیں ساتواں حصہ عقیقے میں کریں تو جائز ہے؟ ہم کہتے ہیں بالکل جائز ہے۔

بہت سے لوگ کہتے ہیں اس پر دلیل کیا ہے؟ ابو داود میں ایک روایت موجود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ کو لفظ نسك سے تعبیر فرمایا ہے، اور نسک استعمال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ جس طرح قربانی میں اس کا حصہ رکھا جا سکتا ہے اسی طرح عقیقہ میں بھی اس کا حصہ رکھا جا سکتا ہے۔ خیر میں بتا رہا تھا عقیقہ دے کے جان کے بدلے اللہ کو جان دیں تا کہ اللہ تعالیٰ اس جان کی حفاظت فرمائیں۔

ساتویں دن عقیقہ نہ کر سکیں تو؟

اور یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کر سکیں، ساتویں دن عقیقہ کرنا سنت اور مستحب ہے۔ گھر میں جانور موجود نہیں کوئی مسئلہ نہیں مہینہ بعد سال بعد دو سال بعد جب بھی کریں۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کوشش کریں کہ ساتویں دن ہو۔ مثال کے طور پر اگر بچہ ہفتہ کو پیدا ہوا تو ساتواں دن جمعہ بنتا ہے۔ اگر سال بعد بھی کریں تو جمعہ کے دن کریں۔ اس کا گوشت خود بھی کھا سکتے ہیں۔ محلہ والے رشتے داروں کو بھی کھلا سکتے ہیں۔ اور جس کو دل چاہے اس کو کھلا سکتے ہیں۔ بس اس بات کا اہتمام کریں عقیقہ کریں۔

خلاصہ

بچے کے اچھے نام کا اہتمام کریں اور اس کے کپڑے سینے کا اہتمام کریں۔ بازاری کپڑوں سے بچیں، اس کے کھلونوں کو تصاویر سے بچائیں، ساز باز سے بچائیں، ایسی چیزیں اس کو نہ دیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی اولاد کو نیک بنائیں۔ اور جب پڑھنے کے قابل ہوں تو پہلے اس کو دین پڑھائیں پھر دنیا پڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو دین بھی دے گا دنیا بھی دے گا۔ ماں کے پیٹ سے لے کر قبر کے پیٹ تک ساری زندگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر گزارنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نمونہ لے کر آئے ہیں۔ کن کے لیے؟ ان کے لیے جو لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ یہ اس بندے کے لیے ہے کہ جس کا ذہن

ہے میں نے اللہ سے ملنا ہے۔ جس کا ذہن یہ ہے کہ میں نے قیامت کے دن خدا کو جواب دینا ہے اور جس کا ذہن ہے:

وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا

کہ وہ اللہ کو یاد کرنا چاہتا ہے۔ اللہ کو یاد کرنے کا سب سے بہترین طریقہ کیا ہے؟ یہ کہ اللہ کے احکامات کے مطابق خود بھی چلیں اور اپنی اولاد کو بھی چلائیں، اپنے گھروں میں دین کی باتوں کو عام کریں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ تمام ماؤں بہنوں کو بھی اپنے رستے پر چلنے کی توفیق عطافرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین ثم آمین

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین